مقبول
اسرارِ خطابت
مرتب : حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور
۶
شبیر برادرز
مقبول اسرارِ خطابت
6
مرتب
شبیر برادرز
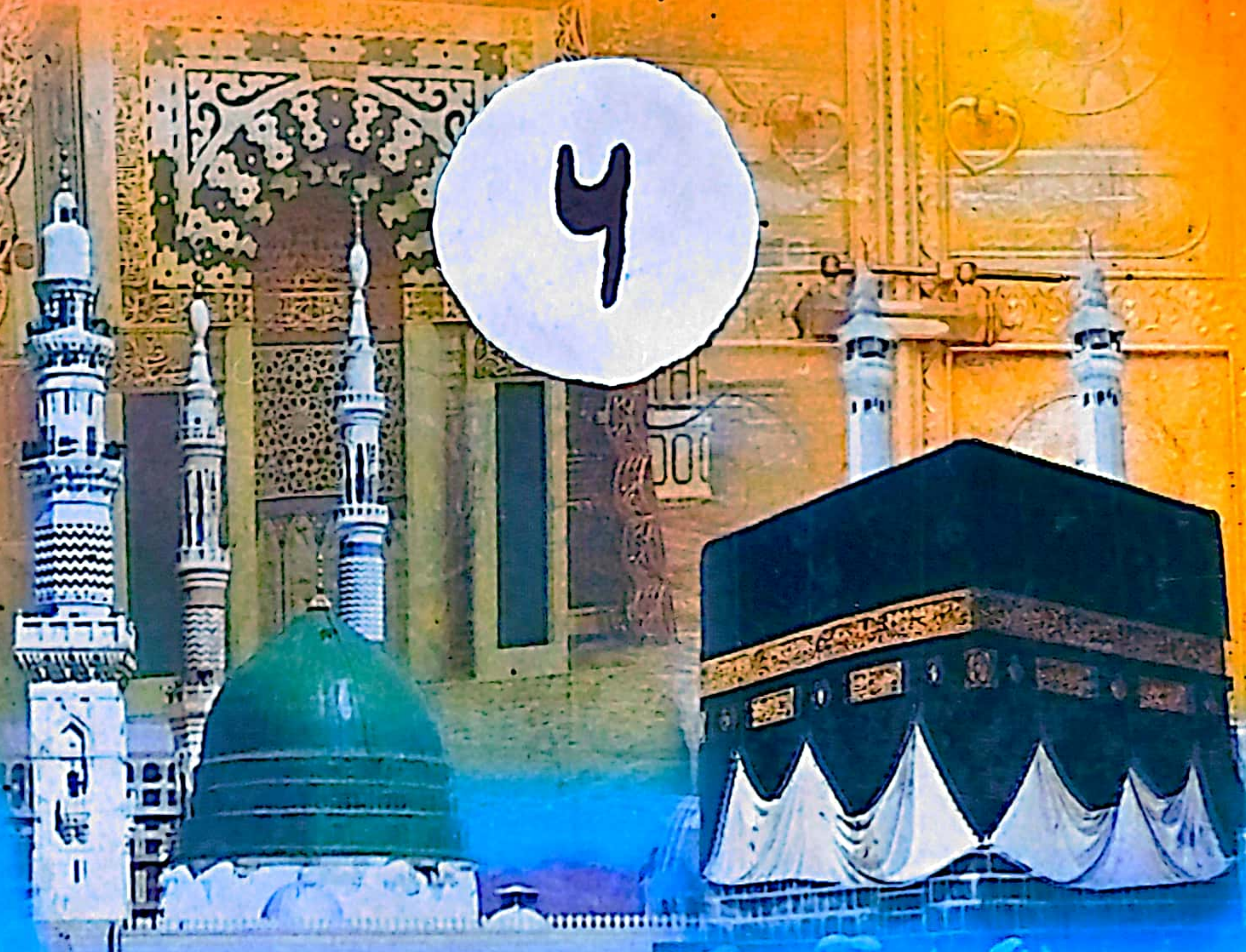
واعظین کے لیے بے مثال تحفہ

اسرارِ خطابت

ششم

مرتب:

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار۔ زبیدہ سنٹر ۰ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام کتاب .... مقبول اسرار خطابت (جلد ششم)

مصنف .... مولانا پیر محمد مقبول احمد سرور

صفحات ۳۹۲

اشاعت .... مارچ ۲۰۰۵ء

کمپوزنگ .... ورڈ میکر

مطبع .... اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر .... ملک شبیر حسین

قیمت .... 150 روپے

ملنے کے پتے

☆ ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ اشرفیہ مرید کے

☆ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

☆ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی

☆ کتبخانہ حاجی مشتاق احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

فہرست مضامین جلد ششم

انتساب

فقیر گدائے کوچہ وارثان آیت تطہیر اس صحیفۂ نور کو ہر غلام آلِ رسول کے نام سے منسوب کرتا ہے

جامی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بصدق صفا گشت بیچارہ جامی

غلام غلامانِ آلِ محمد

یہ صحیفہ نور نہ تو میری علمی کاوش ہے نہ تصنیفی شوق بلکہ یہ صرف اور صرف محبتِ آل رسول کا نتیجہ ہے۔

خداوند قدوس جل جلالہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے اپنے آقا امام الانبیاء علیہ السلام کی روحِ طیبہ کو لاتعداد درود و سلام عرض کرتا ہوں کہ جن کی عطا فرمودہ الفت و محبت سے بندہ نے یہ سطور سپردِ قلم کیں۔ اللہ کریم میرے اور میرے والدین' اعزء و اقرباء اور میری اولاد کے لئے اسے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین ثم آمین

محمد مقبول احمد سرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

فصل اوّل

مخدومۂ کونین

سلام اللہ علیہا وصلواتہ

ایک عظیم ہستی مقدسہ وذاتِ مطہرہ کہ جو

حضرت امام الانبیاء وسیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی پاک ہیں۔

حضرت امام الاولیاء وقائد غرالمحجلین کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔

حضرت سیّد الشہداء وامام الاسخیاء رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔

جس کا نور مبارک بہشت بریں سے سیب کی صورت میں صلب نبوی میں منتقل ہو کر پاکیزہ خونِ نبوت سے مجلول ہوا اور اس طاہر ومطہر خونِ مبارک سے سیّدہ کا خمیر بنا۔

جو کائنات کی تمام عورتوں سے افضل اور جنت میں ان سب کی سیّدہ و سردار ہوں گی۔

جن کے کوچہ اقدس اور بابِ اطہر پر ملائکہ معصومین وسیّد الملائکہ جبریل امین بھی آنکھیں بند کر کے حاضر ہوں۔

جس کے مقدس آستانہ عالیہ پر عزرائیل بھی بلا اجازت حاضر نہ ہو سکے اور اندر داخل نہ ہو۔

جن کے درِ دولت مبارک پر خدمت گزاری کے لئے حورانِ بہشتی غلامی کا دم

بھرتے ہوئے ناز کرتی ہوں۔

جس کی روحِ مقدسہ کا قبض خود خالق حقیقی نے فرمایا ہو۔

جن کے لئے حضرت جبرائیل امین بہشتی لباس بارگاہِ رسالت میں ہدیہ پیش کرتے ہوں۔

جو ذاتِ مقدسہ تمام تمام شب سجدہ ریزی سے بسر فرماتے ہوئے سحر خیزی فرماتی ہو۔

جن کا نکاح عرش بریں پر چالیس ہزار ملائکہ نوری کے روبرو بحق مہر فردوسِ بریں منعقد ہوا ہو

جو بروز حشر میدانِ قیامت میں پل صراط سے گزریں تو اک نیا حشر برپا ہو جائے اور آواز آئے اے اہل محشر آنکھیں بند کرلو اور سروں کو جھکالو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزر جائے۔

جن کو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنا ٹکڑا قرار دیا ہو۔

جن کی آمد ہو تو امام الانبیاء وسیّد المرسلین ان کے استقبال کے لئے قیام فرما ہو جائیں۔

جن کی والدہ محترمہ کو بذریعہ جبرئیل بزبانِ مصطفوی اللہ کریم سلام بھیجتا ہو۔

جن کے شہزادوں کے لئے سرور عالم علیہ السلام کے سجدے طویل ہو جائیں۔

جن کے فرزندانِ ارجمنداں کے لئے خود براق کا شہسوار سواری بن جائے۔

جن کے لخت جگر لڑکھڑاتے ہوئے آئیں تو خطیب محشر اپنا خطبہ چھوڑ کر پہلے انہیں تھامیں۔

جن کے سر مبارک کی چوٹی سے لیکر خاک نقش پا پر کبھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑی ہو۔

جو عورتوں کی تمام آلائشوں سے پاک ہوں۔

جن کی تمام اولاد و امجاد پر جہنم کی آگ حرام ہو۔

جن کے دربار عالیہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہ لوٹا ہو۔

جن کا دامن پاک منبع امامت ہو۔

جن کی گودِ مبارک گنجینۂ شہادت ہو۔

جن کا سرتاج سلامت مخزنِ ولایت ہو۔

جن کا گھرانہ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کا مصداقِ حقیقی ہو۔

جو يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ الخ کی عملی تصویر ہوں۔

جو مَرْضَاتِ اللّٰهِ کو خریدنے والے کی رفیقہ حیات ہوں۔

جن کا بابا وجہ تخلیق کون و مکاں ہو۔

جن کے شہزادے جوانانِ جنت کے سردار ہوں۔

جن کی عفت وعصمت کے خطبے جبرئیل نے پڑھے ہوں۔

جن کی عظمت وطہارت پر حوریں بھی رشک کناں ہوں۔

جن کے شرم وحیاء پر شرافت نازاں ہو۔

جن کی قدر ومنزلت پر ملائکہ حیران ہو جائیں۔

جن کی عبادت وریاضت پر عابدین وزاہدین دنیا عش عش کر اٹھیں۔

جن کی سیادت لازوال اور نجابت بے مثال ہو۔

جو صبر واستقامت کا کوہِ گراں ہوں۔

جن کی لبوں پر ہردم شکر کے ترانے رہتے ہیں۔

جن کی راتیں مغفرت امت کی معروضات کے لئے وقف ہوں۔

جو اس دارِ فنا سے دار بقا کو لوٹیں تو محو لقاءِ الٰہ ومعبود ہوں۔

جن کی پیشانی بوسہ گاہِ نبوت ہو۔

جن کی نسوانیت پر تمام نوعِ نسواں ناز کرتی ہو۔

جو اندازِ نبوت کی مظہرہ میں ہوں۔

جو رموزِ رسالت کی شناسادائیں ہوں۔

جو عکس آئینہ جمالِ مصطفیٰ ہوں۔

اس ذاتِ والاصفات کو مخدومہ کونین کہتے ہیں ...... ہاں ہاں اس ساری کائنات ارضی و سماوی میں پرتو جمالِ مصطفوی و مظہر کمالِ مرتضوی اگر کوئی شخصیت ہے تو وہ صرف اور صرف ذاتِ مخدومہ کونین ہے۔

کون مخدومہ کونین

اس چرخِ نیلی فام کے نیچے اور اس کرۂ ارضی کے اوپر فی الواقعہ جو خود پاک ہے اور رجس و نجس جس کے قریب پھٹک بھی نہ سکتے ہوں ...... ہاں ہاں جو خود بھی رجس و نجس سے پاک پیدا ہوئی اور جس کو اس نے جنا وہ بھی ہر قسم کے رجس و نجس سے پاک ...... وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

یہی وجہ ہے کہ اس ہستی پاک کا اسم گرامی ہے فاطمہ (علیحدہ رہنے والی) اور لقب ہے بتول (تمام آلائشوں سے پاک) اس ذاتِ بابرکات کی طہارت عدیم النظیر ہے اور فقید المثال ...... جو نبی کریم کے جسم اطہر کا ٹکڑا ہو اور خون رسول کا لوتھڑا ہو پھر کائنات میں کون ہے جو اس کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے ...... ان جیسی طہارت و عصمت عظمت و رفعت کا حامل ہونا تو کجا ان کے درِ آستانِ پاک کے جاروب کشوں ...... اور ان کی بارگاہِ مقدس کے دربانوں ...... اور ان کے دربار پرانوار پر غلامی کرنے والے مجاوروں اور ان کی غلامی کا دم بھرنے والے خوش نصیب غلاموں کی خاک پاء کے کسی ایک ذرے کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا ...... کہاں ہم جیسے کثیف گنہگار اور کہاں غلامی بتول کرنے والے لطیف و ابرار

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبریل امیں ہے

بلکہ ان کے شہزادگان کے لئے یہی جبرئیل امین درزی بن کر جنت سے جوڑے لاتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں پیش فرماتے ہیں اور زبانِ نبوت سے انہیں اس خدمت کی سند یوں ملتی ہے کہ "هُوَ جِبْرِيلُ كَخَيَّاطِ الْحَسَنَيْنِ" یعنی وہ جبریل ہیں جیسے کہ حسنین کے خیاط (درزی) ہیں (اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی)

کون مخدومہ کونین:

جس کو راضی کرنے کے لئے محبوبِ خدا فرمائے يَا بُنَيَّةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْعَالَمِينَ ...... کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو جاؤ۔
(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۳۷)

کیا شانِ فاطمہ ہے اور کیا اندازِ بیانِ مصطفیٰ ہے ...... فرمایا: أَلَا تَرْضَيْنَ ...... استفہام انکاری ...... بالکل اسی طرح جس طرح اللہ اپنے محبوب سے فرمایا ہے "يَا مُحَمَّدُ أَلَا تَرْضَى مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مَن أُمَّتِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا"

اے محبوب کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی امت ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے تو میں دس مرتبہ اس پر رحمت بھیجوں یا پھر استفہام انکاری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انکار کو ایجاب سے بدلا جائے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب آپ اس بات پر راضی ہو جائیں جو ایک مرتبہ درود پڑھے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں ...... کیا آپ راضی نہیں یعنی کہ راضی ہیں۔ اسی طرح حضور نے اپنی لخت جگر سے فرمایا بیٹی کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ سیدۃ النساء اہل الجنۃ ہوں۔ مطلب یہ کہ بیٹی راضی ہو جاؤ کہ تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔

عجیب اندازِ بیان رسالت ہے کہ ...... ساری کائنات کی چاہت ہے کہ مولیٰ تو

راضی ہو جا۔

مولا تو راضی ہو جا

گریۂ آدم علیہ السلام کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

طوفانِ نوح کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

نارِ نمرود میں خلیل اللہ کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

چھری کے نیچے ذبیح اللہ کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

شکمِ حوت میں یونس کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

درخت کی کھوہ میں ذکریا کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

چاہِ کنعان میں یوسف کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

حزنِ یعقوب کا تقاضہ ---------- مولا تو راضی ہو جا

الغرض

ساری کائنات جسے عرض کرے کہ تو راضی ہو جا وہ ہے...... خدا اور جسے خود خدا فرمائے اے محبوب تو راضی ہو جا وہ ہے...... مصطفیٰ علیہ السلام

كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَأَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ

اے محبوب تمام کائنات میری رضا چاہتی ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔ (نزہۃ المجالس جلد ثانی ص ۸۸ - مکتوبات مجدد الف ثانی)

میں نے قبلہ بدلا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے سورج پلٹایا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے چاند ٹکڑے کیا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے درختوں کو جھکایا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے پتھروں کو پانی پہ تیرایا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے جانوروں سے کلمہ پڑھوایا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

میں نے فترضیٰ کا وعدہ فرمایا ---------- اے حبیب تو راضی ہو جا

پتہ چلا کہ...... کائنات جسے راضی کرے وہ ہے...... خدا

خدا جسے راضی کرے وہ ہے...... مصطفیٰ علیہ السلام

اور مصطفیٰ جسے راضی کرے وہ ہے...... فاطمہ سلام اللہ علیہا

يَا بُنَيَّةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۳)

اے بیٹی کیا تو راضی نہیں؟...... اب راضی ہو جا کہ تو جنتی عورتوں کی سردار بن گئی ہے...... اور بلاشبہ تجھے وہ رفعت مقام و علو مرتبت نصیب ہوگئی ہے جو دنیا کی کسی عورت کو میسر نہیں ہوئی...... شیخ محقق حضور قبلہ الشاہ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

اشعۃ اللمعات

بدانکہ ایں حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ بر تمامہ نساءِ مؤمنات حتیٰ از مریم و آسیہ و خدیجہ و عائشہ۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۶۸۴ مطبوعہ سکھر)

جان لو کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت رکھتی ہے کہ حضرت فاطمہ تمام نساءِ مومنات سے افضل ہیں حتیٰ کہ حضرت مریم، آسیہ، خدیجہ و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بھی افضل ہیں۔

کیہڑی عورت اے وچہ کونین جس نے زہرا وانگ پائی شان جلی ہووے
جس دے پتر حسنین جیئے لال ہوون تے سرتاج جسدا مولا علی ہووے

کائنات کی تمام عورتوں سے افضل کون؟

اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی عقیدہ کے مطابق کائنات کی تمام عورتوں سے سیّدہ فاطمہ افضل ہیں جس پر میں نے ابھی شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی سند پیش کی ہے...... مزید اکابرین امت کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔

علامہ سیوطی کا عقیدہ

الحاوی للفتاوٰی

اَصَحُّهَا اَنَّ فَاطِمَةَ اَفْضَلُ (الحاوی للفتاوٰی ص۹۹ للسیوطی مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

علامہ محدثِ سیوطی علیہ الرحمۃ مختلف مذاہب لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ سیّدہ فاطمہ افضل ہیں۔

علامہ یوسف نبہانی کا عقیدہ

الشرف المؤبد

اَلَّذِیْ نَخْتَارُهُ وَنَدِیْنَ اللّٰهُ بِهٖ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اَفْضَلُ

(الشرف المؤبد لآل محمد ص۴۷ از علامہ نبہانی مطبوعہ فیصل آباد)

ہمارا مختار اور مدین من اللہ مذہب یہ ہے کہ بے شک سیّدہ فاطمہ بنت محمد افضل ہیں۔

علامہ سبکی، بدر زرکشی اور تقی الدین مقریزی کا عقیدہ

الشرف المؤبد

وَصَرَّحَ بِاَفْضَلِیَّتِهَا عَلٰی سَائِرِ النِّسَاءِ حَتّٰی السَّیِّدَةَ مَرْیَمَ كَثِیْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْهُمُ التَّقِیُّ الدِّیْنُ السُّبْكِیُّ وَالْجَلَالُ السُّیُوْطِیُّ وَالْبَدْرُ الزَّرْكَشِیُّ وَالتَّقِیُّ الْمِقْرِیْزِیُّ

(الشرف المؤبد لآل محمد ص۴۷)

جنابِ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا تمام عورتوں حتی کہ سیّدہ مریم سے بھی افضل ہونا کثیر علماء محققین نے صراحۃً بیان کیا ہے جن میں امام تقی الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ بدر زرکشی اور تقی مقریزی شامل ہیں۔

امام ابن ابوداؤد کا عقیدہ

الشرف المؤبد

وَسُئِلَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ" وَلَا اَعْدِلُ بِبَضْعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَدًا (الشرف المؤبد لآل محمد ص۴۷)

برکات آلِ رسول

ایسا ہی سوال ابن ابی داؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فاطمہ میرا ٹکڑا ہے'' لہٰذا میں کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑے کے برابر نہیں سمجھتا۔ (برکات آلِ رسول ص۱۲۲)

ملا علی قاری کا عقیدہ

مرقات شرح مشکوٰۃ

فَاطِمَةُ مِنِّیْ بَضْعَةٌ (الحدیث) هٰذَا بِظَاهِرِهٖ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهَا اَفْضَلُ النِّسَآءِ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنْ خَدِیْجَةَ وَعَائِشَةَ وَمَرْیَمَ وَآسِیَةَ

(مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری بحوالہ بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۲ حاشیہ نمبر۲)

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے (الحدیث) یہ بظاہر اس پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک حضرت فاطمہ مطلقاً تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ خدیجہ عائشہ مریم و آسیہ سے بھی۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

الشرف المؤبد

وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَارَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ اَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ

غَیْرَ اَبِیْھَا (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۲)

طبرانی نے بخاری مسلم کی شرط پر صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی کہ حضرت ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو سیدہ فاطمہ سے افضل نہیں دیکھا"

مثنوی مولانا روم

مولانا روم علیہ الرحمتہ نے مثنوی میں سیدہ عائشہ و فاطمہ الزہراء کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں کہ

گفتگوئے رفت درخانہ رسول ۔۔۔ درمیاں صدیقہ و زہرا بتول

حضور علیہ السلام کے کاشانہ اقدس میں ایک دن حضرت سیدہ فاطمہ زہراء اور حضرت سیدہ عائشہ کے درمیان ایک مکالمہ ہوا

گفت اے مادر من از تو افضلم ۔۔۔ زانکہ من مضغاتِ جسم مرسلم

حضرت فاطمہ نے فرمایا اے اماں جان میں آپ سے افضل ہوں۔ اس پر دلیل یہ دی کہ میں نبی کریم کے جسم کا ٹکڑا ہوں اے ماں

میں پیر کی بیٹی	----------	تو مرید کی بیٹی
میں آقا کی بیٹی	----------	تو غلام کی بیٹی
میں مطاع کی بیٹی	----------	تو مطیع کی بیٹی
میں نبی کی بیٹی	----------	تو صدیق کی بیٹی
میں رسول کی بیٹی	----------	تو امتی کی بیٹی
میں محمد کی بیٹی	----------	تو ابوبکر کی بیٹی

اس لئے میں تجھ سے افضل ہوں .... حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا اے بیٹی تو نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست اور بجا لیکن تم نے وہ حدیث نہیں سنی کہ جو ایک دن تمہارے والد ماجد بہت سرور سے بیان فرما رہے تھے اور بیان یہ تھا کہ نیک

بیبیاں اپنے نیک شوہروں کے ساتھ جنت میں جائیں گی .... بیٹی جنت میں میں بھی جاؤں گی اور تو بھی جائے گی مگر تیرے اور میرے جنت کی طرف جانے میں فرق ہوگا اور وہ یہ کہ

من باحمد باشم و تو با علی ۔۔۔ فرق کن درایں وآں گر قلی

میں جنت میں جاؤں گی تو .... ہاتھ میرا .... انگلی مصطفیٰ کی ہوگی

تو جنت میں جائے گی تو .... ہاتھ تیرا .... انگلی مرتضیٰ کی ہوگی۔

رومی کہتے ہیں کہ

چوں شنید ایں فاطمہ بگریست زار

جب حضرت فاطمہ نے یہ سنا تو بہت روئیں مگر ایک حدیث مولانا رومی کو شاید یاد نہ آئی کہ حضور نے فرمایا کہ میں علی فاطمہ اور حسنین جنت میں ایک مقام پر ہوں گے اور جب یہ دلیل حضرت فاطمہ سے عائشہ صدیقہ نے سنی تو رو کر کہا اے فاطمہ کاش میں تیرے سر کا ایک بال ہوتی۔

علامہ صفوری کا عقیدہ

نزہت المجالس

ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ الصدیقہ سلام اللہ علیہا سے کہا کہ میں آپ سے افضل ہوں کیوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا ٹکڑا ہوں۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ دنیا میں تو واقعۃً ایسا ہی ہے جیسا تم کہہ رہی ہو لیکن میدانِ محشر میں بروز قیامت میں رسول اللہ کے ساتھ آپ کے درجہ میں ہوں گی اور آپ علی المرتضیٰ کے ساتھ ...... آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ دونوں کے درجے میں کس قدر فرق ہوگا ...... حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ کلام سنا تو سیدہ خاموش ہوگئیں ...... سیدہ عائشہ نے جب دیکھا کہ حضرت فاطمہ جواب سے عاجز ہو کر خاموش ہیں تو اٹھیں اور سیدہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا اے کاش

میں تمہارے سر کا ایک بال ہوتی۔ (نزہت المجالس ص ۲۳۹ مطبوعہ مصر)

مصنف شہیر علامہ صفوری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ روایت اپنی کتاب نزہت المجالس میں ابن ملقن سے نقل کی ہے اور ابن ملقن فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ نے اپنی کتاب مرج البحرین میں بیان کیا ہے کہ کسی جاہل نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ افضل ہیں اور استدلال یہ کیا ہے کہ وہ جنت میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہمراہ ہوں گی حالانکہ اس سے فضیلت لازم نہیں آتی۔

(نزہت المجالس ص ۲۳۹ بشکریہ پیر سید خضر حسین صاحب مصنف آل رسول ص ۳۰۵-۳۰۴)

جنت میں سیّدہ فاطمہ بھی حضور کے ساتھ ہی ہوں گی ...... الحدیث

مستدرک للحاکم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا

اِنِّیْ وَاِیَّاكِ وَهٰذَا النَّائِمَ یَعْنِیْ عَلِیًّا وَهُمَا یَعْنِی الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ لَفِیْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ (مستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۳۷)

بے شک میں اور تم اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسنین کریمین قیامت کے دن ایک ہی مکان میں ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں یوں فرمایا ہے کہ

مجمع الزوائد

اَنَا وَعَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ قُبَّةٍ تَحْتَ الْعَرْشِ

(مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۱۸۴ بحوالہ و بشکریہ آل رسول مصنف پیر سید خضر حسین شاہ صاحب ص ۳۰۶)

میں اور علی فاطمہ حسن اور حسین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک گنبد میں ہوں گے۔

کنز العمال

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا مقام ہے جسے وسیلہ کہا جاتا ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو (ساتھ ہی) میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگو سرکار علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ اس (اعلیٰ ترین) مقام میں کون رہے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ...... عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ...... علی، فاطمہ، حسن اور حسین میرے ساتھ اس مقام میں رہیں گے۔

(کنز العمال جلد نمبر ۷ ص ۱۰۲ مطبوعہ دکن حیدرآباد بشکریہ آل رسول ص ۳۰۶)

نواب وحید الزماں مجدد اہلحدیث کا عقیدہ

تیسیر الباری

حضرت ابوبکر بن داؤد سے پوچھا گیا کہ فاطمہ افضل ہیں یا خدیجہ ...... انہوں نے کہا فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جز (جسم کا ٹکڑا) ہیں جیسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ...... ان کے برابر کسی کو نہیں کر سکتے ایک بزرگ نے فرمایا ...... میں اس دنیا سے اس اعتقاد سے جانا پسند کرتا ہوں کہ حضرت فاطمہ سب عورتوں سے افضل ہیں۔ (تیسیر الباری شرح بخاری از نواب وحید الزماں اہلحدیث جلد نمبر ۴ ص ۶۱۷)

مولانا رومی کے سوال کا جواب

تیسیر الباری

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ آخر بہشت میں حضرت علی کا گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کچھ اتر کر ہوگا ...... تو حضرت علی حضرت فاطمہ کے ساتھ رہیں گے اور حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) جناب رسالت مآب کے ساتھ اور اس طرح انہوں نے حضرت عائشہ کے افضل ہونے پر دلیل کی۔

ہم کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وہ اس عالیشان محل میں ہوں گے اور حضرت فاطمہ اپنے محل میں۔ دوسری ایک حدیث میں یوں وارد ہے کہ حضرت علی سو رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا...... میں اور تو اور یہ سونے والا تینوں بہشت میں ایک ہی مکان میں ہوں گے۔

(تیسیر الباری شرح صحیح البخاری از نواب وحید الزماں مجدد اہلحدیث جلد نمبر ۴ ص ۱۱۷ مطبوعہ تاج کمپنی)

اب مکتب اہلحدیث جانیں اور نواب صاحب مگر فقیر (مولف و مصنف) سنیت کے ان ٹھیکیداروں خارجی ملاؤں سے پوچھتا ہے کہ جن کی سینت کا دارومدار ہی صرف اہل بیت کی شان کو کم کر کے بتانے پر اور معیار ہی افضلیت فاطمہ کو گھٹانے پر پورا ہوتا ہے اور قائم رہتا ہے کہ اے سینت کو بدنام کرنے والے ضمیر فروشو تم سے تو یہ نواب صاحب ہی محبت اہل بیت میں آگے نکل گئے اور انہوں نے تو ہدیۃ المہدی میں یہاں تک لکھ دیا کہ حضرت علی کے شیعہ ہم اہلحدیث ہیں ملاحظہ ہو نواب صاحب رقمطراز ہیں کہ

ہدیۃ المہدی

اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمْ شِيعَةُ عَلِيٍّ يُحِبُّوْنَ اَهْلَ الْبَيْتِ

(ہدیۃ المہدی جلد اول ص ۱۰۰ پبلشرز اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

اہلحدیث ہی شیعان علی ہیں جو کہ اہل بیت سے محبت کرتے ہیں ...... افسوس صد افسوس ان نام نہاد (لبادۂ سینت اوڑھ کر اہلسنت کو طعن و تشنیع کا مورد بنانے والے) ملاؤں نے تو محبانِ اہل بیت اصاغر و اکابر کو شیعہ لکھا ...... کہا مگر جنہیں یہ گستاخ اور خارجی کہتے رہے وہ اپنے آپ کو شیعانِ علی کہتے ہیں ...... حالانکہ یہ مصنوعی سنی اور وہ نام نہاد شیعانِ علی (اہلحدیث) دونوں اپنے دعوؤں میں کاذب ہیں اور صداقت صرف اور صرف تاجدارِ بریلی علیہ الرحمت کے غلاموں میں ہے جنہیں ان کا امام یہ عقیدہ دے گیا کہ

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

بہرکیف علماء کا یہی فیصلہ ہے کہ سیدہ فاطمہ حضرت عائشہ سے بھی افضل ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو۔ کائنات میں اگر کوئی باپ کی طرف سے افضل ہے تو سیدہ فاطمہ...... اگر کوئی شوہر کی طرف سے افضل ہے تو سیدہ فاطمہ...... اور اگر کوئی بیٹوں کی طرف سے افضل ہے تو سیدہ فاطمہ تو پھر حضرت سیدہ عائشہ ان کی افضلیت کیوں بیان نہ کریں؟...... اگرچہ سیدہ فاطمہ کے شوہر سے سیدہ عائشہ کا شوہر افضل ہے مگر حضور کی بیوی سے حضرت علی کی بیوی بہرحال افضل ہے۔ حضور نے خود حضرت علی سے فرمایا۔

شرف النبی

علی اللہ نے تمہیں تین چیزیں ایسی دی ہیں کہ دنیا میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں ...... تمہارا سسر نبی آخر الزماں ہے صلی اللہ علیہ وسلم ...... تمہاری بیوی نورِ چشم مصطفیٰ ہے ...... تمہارے بیٹے حسن و حسین ہیں میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو۔ (شرف النبی ص ۴۲۱ مطبوعہ اردو بازار لاہور)

انہیں احادیث و اقوالِ علماء کرام کو ملاحظہ کرتے ہوئے حکیم الامت ڈاکٹر اقبال مرحوم نے فرمایا کہ

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

مریم صرف ایک نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے عزیز ہیں اور حضرت فاطمہ تین نسبتوں کی وجہ سے

پہلی نسبت ...... نورِ چشم رحمۃ للعلمین — آں امام اولین و آخرین

حضرت فاطمہ حضور علیہ السلام کی شہزادی ہیں۔

دوسری نسبت ...... بانوئے آں تاجدارِ ہل اتی — مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

حضرت فاطمہ کے شوہر مولا علی مرتضیٰ مشکل کشاء ہیں۔

تیسری نسبت...... مادرِ آں مرکز پرکارِ عشق مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

حضرت فاطمہ اس کی والدہ ہیں جو سرکار عشق کا مرکز اور قافلۂ عشق کا سالار ہے۔

نبی کی بیٹی امتی کی بیٹی سے بہتر و افضل ہوتی ہے

مدارج النبوت

جب حفصہ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر نے حضرت عثمان سے نکاح کے لئے کہا مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ اسی زمانہ میں سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ جو کہ حضرت عثمان کی زوجہ تھیں فوت ہوئی تھیں پھر حضرت عمر نے حضور اکرم سے حضرت عثمان کی شکایت کی اور عرض کیا کہ مٰیں نے ان سے حفصہ کی پیشکش کی تھی مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ حضور اکرم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ حضرت عثمان کے لئے تمہاری بیٹی سے بہتر زوجہ عطا فرمائے اور تمہاری بیٹی کے لئے حضرت عثمان سے بہتر شوہر عنایت فرمائے اور ایسا ہی واقع ہوا کہ حضرت حفصہ کو حضور اکرم نے قبول فرما لیا اور سیّدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ حضرت عثمان کو مرحمت ہو گئی۔

(۱- مدارج النبوت جلد نمبر ۲ ص ۸۱۳ اردو ۲- سیرت محمد یہ ترجمہ مواہب اللدنیہ علامہ قسطلانی جلد دوم ص ۲۳۶ مترجم مولوی عبدالجبار ۳- انوار محمد یہ اردو علامہ نبھانی مطبوعہ لاہور ص ۱۹۳ ۴- المستدرک جلد نمبر ۴ ص ۴۹ ۵- آلِ رسول از علامہ سیّد خصر حسین چشتی جلد اوّل ص ۲۶۲ ۶- شہادت نواسۂ سیّد الابرار ص ۷۰ ص ۱۱۸ از علامہ عبدالسلام رضوی ۷- تنویر الازھار از علامہ غلام رسول رضوی ص ۱۵۲ ۸- حبیب اعظم ص ۹۰ ص ۱۰۱ از علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری ۹- نور الابصار عربی ص ۴۴ از علامہ مومن شبلنجی ۱۰- سیرت رسول عربی ص ۲۰۲)

مندرجہ بالا دس کتب اور علاوہ ازیں بے شمار کتب میں یہ واقعہ اور حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد موجود ہے کہ

"اللہ تعالیٰ عثمان کے لئے حفصہ سے بہتر زوجہ اور حفصہ کے لئے عثمان سے بہتر شوہر عطا فرمائے گا۔"

جس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام کلثوم حضرت حفصہ سے افضل و بہتر تھیں...... بڑے بڑے بزعم خویش چوٹی کے نام نہاد علماء کا دعویٰ ہے کہ ام المومنین عائشہ فاطمہ سے افضل ہیں کیونکہ وہ ام المومنین اور زوجۂ رسول ہیں...... مگر شاید مندرجہ بالا روایت ان مولویوں نے پڑھی ہی نہیں یا جان بوجھ کر کور چشمی کا مظاہرہ فرما رہے ہیں...... کیا حضور نے اپنی زوجیت میں لے کر حفصہ کو ام المومنین نہ بنایا اور پھر اس کے باوجود فرمایا عثمان کو حفصہ سے بہتر زوجہ عطا کی جائے گی...... کیا ان مولویوں ملاؤں کا علم معاذ اللہ حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے جو حضور کے ارشاد پاک کو چھوڑ کر اپنے راگ الاپ رہے ہیں...... جب وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی مبارک زبان حق ترجمان نے ایک قسم کا قانون بنا دیا تو پھر وہ دوسری جگہ بھی اسی طرح برقرار رہے جس طرح ام کلثوم حفصہ سے بہتر و افضل ہیں۔ اسی طرح فاطمہ بھی عائشہ سے بہتر و افضل ہیں کیونکہ حضرت عائشہ و حفصہ سلام اللہ علیہا کو شرف و مجد حضور کے دامن کی وجہ سے ملا کر وہ ان کے دامن سے وابستہ ہوئیں اور مکرم و معظم ٹھہریں...... مگر سرکار کی اپنی شہزادیاں تو اپنا خون...... اپنا گوشت اور اپنا نسب ہیں اور پھر سیّدہ فاطمہ تو بضعۃ الرسول ہیں۔ سرکار کے ارشاد کے مطابق سرکار کے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں تو آپ کی افضلیت بطریق اولیٰ ثابت و واضح ہے اور ہر ذی شعور ان فرامین مصطفویہ کو سامنے رکھ کر یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ سیّدہ فاطمہ کی شان اپنے ابا حضور کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ خود حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں۔

الشرف المؤبد

مَارَئَیْتُ اَحَدًا قَطُّ اَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ غَیْرَ اَبِیْهَا

میں نے فاطمہ سے افضل ہرگز حضور کے بعد کسی کو نہ دیکھا۔

(الشرف المؤبد علامہ نبھانی مطبوعہ مصر ص ۵۳ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے)

آئین حق (قرآن) کی زنجیر میرے پاؤں میں ہے اور حضور علیہ السلام کے

فرمان کا مجھے پاس ہے۔

رشتۂ آئین حق زنجیر پاست — پاس فرمانِ جناب مصطفیٰ ست

قرآن کریم کی ممانعت اگر میرے پاؤں کی زنجیر نہ ہو اور حضور علیہ السلام کے فرمان کا پاس اگر مجھے نہ ہو تو

ورنہ گرد تربش گردیدمے — سجدہا بر خاک او پاشیدمے

(علامہ اقبال علیہ الرحمۃ)

اگر یہ دو ممانعتیں نہ ہوں تو میں ان کی قبر کے اردگرد طواف کرتا اور ان کی تربت مقدسہ پر سجدے کرتا۔

ایک ملاں جی

مجھ سے الجھ گئے اور فرمانے لگے کہ فضیلت عورت کی صرف شوہر کی طرف سے ہوتی ہے اور پوری کائنات میں یہ فضیلت و شرف صرف ازواجِ مطہرات کو حاصل ہے کہ وہ آقائے نامدار علیہ السلام کی بیویاں اور حضور ان کے شوہر ہیں۔ اس لئے ساری کائنات میں یہ ازواج مطہرات ہی صرف اور صرف افضل ہیں۔ کسی اور کو ان پر کوئی فضیلت نہیں کیونکہ ان ہی کے شوہر نامدار افضل ہیں۔

فقیر نے عرض کیا

ملاں جی آپ سوچ سمجھ لیں کہیں آپ کا فارمولا غلط ہی نہ ہو جائے ...... ملاں صاحب تو اڑ گئے۔ میں نے عرض کیا حضرت اگر عورتیں شوہروں کی وجہ سے ہی افضل ہیں تو جس عورت کا شوہر ہی نہ ہو اور ہو بھی وہ تمام عورتوں سے افضل اور قرآن گواہی دے کہ یہ نساء عالمین سے افضل ہے ...... ملاں جی نے دعویٰ کیا ایسا ہو ہی نہیں سکتا میں نے کہا جناب سنیئے قرآن اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

يَمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ

(پ نمبر ۳ سورۂ آل عمران نمبر ۳ ع نمبر ۱۳ آیت نمبر ۴۲)

اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو چن لیا اور پاک فرمایا اور تمام عالمین کی عورتوں سے چن لیا۔

دوسرا اعتراض

مولوی صاحب کو اور تو کچھ نہ سوجھا مگر ایک اور اعتراض گھڑ مارا...... اجی آپ تو حضرت فاطمہ سے حضرت مریم کو بھی افضل نہیں مانتے اور آیت مبارکہ مذکورہ میں اللہ نے حضرت مریم کو عالمین کی عورتوں سے چنا ہوا فرمایا ہے۔

فقیر کی عرض

میں نے عرض کیا حضرت صاحب! اب اس پر پکے رہنا کہیں کسی اور سمت نہ بھاگ نکلنا کیوں کہ ابھی آپ ایک بات کو چھوڑ کر دوسری سمت بھاگ نکلے ہیں...... مولوی صاحب یہ بتائیں کہ امت مصطفویہ افضل ہے یا کہ بنی اسرائیل کی قوم...... کہا امت مصطفویہ کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تم ہی سب امتوں سے بہترین امت ہو...... میں نے عرض کیا مولوی صاحب سوچ لیجئے پھر بھاگنے کا موقع نہ ملے گا اور سوچ سمجھ کر بتائیے کہ امت مصطفویہ افضل ہے یا کہ بنی اسرائیل...... کہا جی بالکل امت مصطفویہ ہی افضل ہے میں نے کہا کہ قرآن کریم تو بنی اسرائیل کو عالمین سے افضل فرماتا ہے ملاحظہ ہو۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ٥ (پ نمبر ۱ سورہ البقرہ نمبر ۲ ع نمبر ۶ آیت نمبر ۴۷)

اے قوم بنی اسرائیل ان انعامات کو یاد کرو جو میں نے تم پر فرمائے اور بیشک میں نے تمہیں عالمین پر فضیلت عطا کی۔ مولانا بتائیے اب کیا فتویٰ ہے آپ کا...... جلدی سے بولے جی یہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہیں اور امت مصطفویہ قیامت تک کے لوگوں سے اولین و آخرین تمام امتوں سے افضل ہے...... میں نے کہا چشم ما روشن دل ما شاد...... ملاں جی اگر یہ اپنے اپنے زمانے کی بات والی تطبیق

یہاں آپ کو یاد ہے تو اسے آپ وہاں بھی یاد فرمالیں کہ حضرت مریم اپنے زمانے کی عورتوں سے افضل ہیں اور بنت رسول سیّدہ فاطمہ تمام کائنات اولین و آخرین کی عورتوں سے افضل ہیں۔

شمع منیرِ قصرِ طہارت ہے فاطمہ — سرمایۂ فروغِ امامت ہے فاطمہ
ختم رسل کا اجرِ رسالت ہے فاطمہ — قرآن ہے رسول تو آیت ہے فاطمہ
نورِ نگاہِ چشمِ رسالت ہے فاطمہ — سرچشمۂ ریاضِ ولایت ہے فاطمہ
امید گاہِ حشر و قیامت ہے فاطمہ — دنیا میں وجہ آیتِ رحمت ہے فاطمہ
رنگِ بہارِ باغِ نبوت ہے فاطمہ — تابندگی اوجِ شہادت ہے فاطمہ
روحِ روانِ پنجتن اور جانِ مصطفیٰ — آلِ عباء کی دوسری آیت ہے فاطمہ
معصومیت پہ جس کی ہے حور ملک کو ناز — نقد و متاعِ عہدِ نبوت ہے فاطمہ
لازم تھا چونکہ نور سے پردہ بتول کا — رخ پہ سمٹ کے آ گیا سایہ رسول کا

یہ ہے شجرِ نبوت کا ثمر...... اور گلشن رسالت کی بہار...... یہی ہے چشم رسالت کی ٹھنڈک اور بحرِ عصمت کا قیمتی و بے مثال گوہر...... اور عطرِ امامت و شہادت کا نچوڑ...... سیدۃ النساء اہل الجنۃ اور مخدومۂ کونین سلام اللہ علیہا اس حدیث پاک پر مفصل گفتگو کہ آپ سیّدہ نساء اہل الجنۃ ہیں اپنے مقام پر بیان ہوگی۔

کون مخدومۂ کونین؟

مرکز دائرۂ عصمت ...... مجسمہ عفت وطہارت ...... محور عظمت سیادت مخزن صدق وصداقت ...... معدن طریقت و ولایت ...... منبع حقیقت و معرفت ...... عارفہ علوم نبوت آئینہ کمالات رسالت ...... قاسمۂ جواہر نبوت ...... مجمع بحرین شہادت ...... مفتاح ابوابِ رحمت ...... خاتونِ قیامت ...... سیدۃ النساء اہل الجنۃ سلام اللہ علیہا

وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پورہ کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی

ملا تھا اور بھی حصہ اسے عز و شرافت کا
اسی کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا

کون مخدومۂ کونین؟

راحت جانِ مصطفیٰ ...... راز دار علی المرتضیٰ ...... ام شہیدانِ وفا ...... منبع جود وعطا ...... مصدر حلم وحیا ...... معدنِ علم وسخا ...... مرکز اتقیاء وسخیا ...... صدر آلِ عبا ...... سر چشمہ مہر وولا

کی پاکیزگی جس سے حوروں نے حاصل وہ عظمت سراپا محمد کی بیٹی
رہی فقر و فاقے میں صابر و شاکر وہ جنت کی ملکہ محمد کی بیٹی

کون مخدومۂ کونین؟

سیّدہ ...... طیبہ ...... طاہرہ ...... زاہدہ ...... عابدہ ...... راکعہ ...... ساجدہ ...... عادلہ ...... صالحہ ...... قانتہ ...... ناصحہ ...... قاسمہ ...... وارثہ ...... ناصرہ ...... حافظہ ...... قاریہ ...... عالیہ ...... عالمہ ...... فاضلہ ...... عاملہ ...... کاملہ ...... رافعہ ...... نافعہ ...... زاکیہ ...... صابرہ ...... شاکرہ ...... عاقلہ ...... واصلہ ...... شافعہ ...... والعہ ...... صادقہ ...... راحمہ ...... عاصمہ ...... صائمہ ...... فاتحہ ...... عاتقہ ...... لائقہ ...... فائقہ ...... قاضیہ ...... آمنہ ...... نائلہ ...... راشدہ ...... مرشدہ ...... راضیہ ...... مرضیہ ...... ہادیہ ...... مہدیہ ...... منفعہ ...... مکرمہ ...... قدسیہ ...... قرشیہ ...... بطحیہ ...... مذکیہ ...... متقیہ ...... صوفیہ ...... ہاشمیہ ...... معصومہ ...... محفوظہ ...... مخدومہ ...... مرحومہ ...... مغفورہ ...... منصورہ ...... محترمہ مکرمہ ...... محتشمہ ...... محدثہ ...... مفسرہ ...... محققہ ...... مدققہ ...... مصدقہ ...... معلمہ ...... معتبرہ ...... مقدسہ ...... مطہرہ ...... منورہ ...... مقررہ ...... مشفقہ ...... محسنہ ...... اکرمہ ...... اکملہ ...... اعظمہ ...... ارفعہ ...... حسینہ ...... جمیلہ ...... فصیحہ ...... بلیغہ ...... رفیعہ ...... ادیبہ ...... ولیہ ...... عظیمہ ...... نعیمہ ...... عمیمہ ...... نجیبہ ...... شریفہ ...... خلیلہ ...... عقیلہ ...... متینہ ...... فطینہ ...... سعیدہ ...... انیسہ ...... نفیسہ ...... وسیلہ ...... کفیلہ ...... عفیفہ ...... منیفہ ......

عزیزہ......شفیقہ......عتیقہ......صدیقہ......فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

کون مخدومۂ کونین؟

جو ساری کائنات کی مخدومہ ہے اور کائنات جس کی لونڈی

امام فاطمہ کے امامت فاطمہ کی ......خطیب فاطمہ کے خطابت فاطمہ کی ...... فصیح فاطمہ کے فصاحت فاطمہ کی ...... بلیغ فاطمہ کے بلاغت فاطمہ کی ......نقیب فاطمہ کے نقابت فاطمہ کی ...... نجیب فاطمہ کے نجابت فاطمہ کی ......شریف فاطمہ کے شرافت فاطمہ کی ...... وکیل فاطمہ کے وکالت فاطمہ کی ......سعید فاطمہ کے سعادت فاطمہ کی ......امین فاطمہ کے امانت فاطمہ کی ......سخی فاطمہ کے سخاوت فاطمہ کی ......خلیل فاطمہ کے خلت فاطمہ کی ...... ذہین فاطمہ کے ذہانت فاطمہ کی ...... متین فاطمہ کے متانت فاطمہ کی ......لطیف فاطمہ کے لطافت فاطمہ کی ......فہیم فاطمہ کے فہامت فاطمہ کی ...... امیر فاطمہ کے امارت فاطمہ کی ...... وزیر فاطمہ کے وزارت فاطمہ کی ......صدور فاطمہ کے صدارت فاطمہ کی ......خلفاء فاطمہ کے خلافت فاطمہ کی ...... ولی فاطمہ کے ولایت فاطمہ کی ......غوث فاطمہ کے غوثیت فاطمہ کی ......قطب فاطمہ کے قطبیت فاطمہ کی ......ابدال فاطمہ کے ابدالیت فاطمہ کی ......اوتاد فاطمہ کے اوتادیت فاطمہ کی ...... تابعی فاطمہ کے تابعیت فاطمہ کی ...... صحابی فاطمہ کے صحابیت فاطمہ کی ...... صدیق فاطمہ کے صداقت فاطمہ کی ...... فاروق فاطمہ کے عدالت فاطمہ کی ......عثمان فاطمہ کے سخاوت فاطمہ کی ......علی فاطمہ کے شجاعت فاطمہ کی ...... حسن فاطمہ کے ریاضت فاطمہ کی ...... حسین فاطمہ کے شہادت فاطمہ کی ......رسول فاطمہ کے رسالت فاطمہ کی ...... نبی فاطمہ کے نبوت فاطمہ کی ...... مصطفیٰ فاطمہ کے مصطفویت فاطمہ کی ......خدا فاطمہ کا خدائی فاطمہ کی ......سلام اللہ علیہا

کون مخدومۂ کونین؟

جن کی عظمت عظمت مصطفیٰ اور جن کا ذکر ذکر رسول ہے۔

ذکرِ زہرا سے شرافت کا شعور آتا ہے
اسمِ زہرا سے محمد کا سرور آتا ہے

جسکے بابا کی سخاوت سے جہاں پلتا ہے
جسکے بابا کے اشاروں پر قمر چلتا ہے

جس کے بابا کی اطاعت کا صلہ ملتا ہے
جسکے بابا کے توسط سے خدا ملتا ہے

جس کا سرتاج ولایت کے خزانے بانٹے
جس کا فرزند شہادت کے ترانے بانٹے

جس کے بیٹوں کیلئے سجدوں میں طول آجائے
جس کے بیٹوں کی سواری میں رسول آجائے

چکیاں پیس کے حسنین کو پالا جس نے
کر دیا شانِ امامت کو دوبالا جس نے

فاطمہ دین پیمبر کو قدم دیتی ہے
فاطمہ شاہِ شہیداں کو جنم دیتی ہے

عزمِ زینب کی بلندی میں بھی ماں شامل ہے
خطبۂ شام میں زہرا کی زباں شامل ہے

بیٹیو بہنوں شرافت کی فضا اچھی ہے
اوڑھ لو تم بھی یہ زہرا کی رداء اچھی ہے

جو بھی زہرا کے اصولوں پہ چلے گی سن لے
باغِ فردوس سے وہ پھول چنے گی سن لے

کون مخدومۂ کونین؟

جس کا خمیر خونِ خیر الرسل سے بنا......اعلیحضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرا طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

اور الحاج علامہ صائم چشتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

کیہڑی عورت اے وچہ کونین جس نے زہرا وانگ پائی شانِ جلی ہووے
جسدے پتر حسنین جہے لال ہوون تے سرتاج جسدا مولا علی ہووے
جسدے در اتے خدمت کرن خاطر ہر اک حور بہشت دی کھلی ہووے
بوہا اک پاسے نینویں دھون کر کے جسدی لنگھی فرشتیاں گلی ہووے
خاک پیراں دی غازا سمجھ کے تے حوراں ملکاں نے اکھاں تے ملی ہووے

کیہڑی شہنشاہ دادی اے گھر جسدے کئی کئی روز تک اگ نہ بلی ہووے
صائم کون پہنچے اوہدی شان تائیں جو محمد دی کود وچہ پلی ہووے

کون مخدومہ کونین؟

جو ذاتِ مصطفیٰ علیہ السلام سے وہ رشتہ رکھتی ہو کہ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ......حضور نے ارشاد فرمایا...... "اَلْوَلَدُ نِعْمَۃٌ وَالْبِنْتُ رَحْمَۃٌ" ...... بیٹا اللہ کی نعمت ہے اور بیٹی اللہ کی رحمت ہے اور لِلنِّعْمَۃِ حِسَابٌ وَلِلرَّحْمَۃِ لَیْسَ بِحِسَابٍ نعمت کا حساب ہوگا اور رحمت بے حساب یعنی کہ عام بیٹی عام باپ کے لئے رحمت بے حساب ہے مگر مخدومہ کونین کا وجود باوجود اس ذاتِ کریمہ کے لئے رحمت بے حساب ہے جو خود...... رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہے...... "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ٥

کون مخدومہ کونین؟

جو ذات مرتضیٰ سے وہ تعلق و علاقہ رکھتی ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ" نکاح نصف ایمان ہے۔ گویا کہ عام عورت اپنے شوہر کے نصف ایمان کی وارثہ و محافظہ ہے مگر مخدومہ کونین کا وجود مسعود اس شخصیت کے لئے نصف ایمان کا وارث و محافظ ہے کہ جو خود کل ایمان ہے...... نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا...... "بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ بالکفر کُلِّہٖ" (ینابیع المودت جلد اوّل ص ۹۴)

کون مخدومہ کونین؟

جو ذات حسنین سے وہ نسبت و شرف رکھتی ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ...... "اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ" ...... بے شک تمہاری جنتیں تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہیں...... عام

اولاد کی جنت عام ماں کے پاؤں تلے ہیں مگر مخدومہ کونین کے قدموں تلے ان کی جنت ہے جو خود جوانانِ جنت کے سردار ہیں...... اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

کون مخدومہ کونین؟

جس کی مقدس گود سے دو شہادت کے دریا بہتے ہوں گویا کہ یہ سمندر ہے شہادتین کا

ملا تھا اور بھی حصہ اسے عز و شرافت کا
اسی کی گود سے دریا ابلتا تھا شہادت کا

کون مخدومہ کونین؟

ایسا صدف کہ جس میں بارہ موتی امامت کے پنہاں ہوں اور ساری امت پر ان بارہ موتیوں کا تا قیامِ قیامت تصرف رہے اور آخر میں اَلْمَھْدِیْ مِنْ عِتْرَتِیْ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ کا ظہور ہو جس کی پیشن گوئی خود زبان مصطفیٰ سے ہو چکی ہو اور ارشادِ مصطفوی ہو کہ میرے اہل بیت دنیا کے لئے امان ہیں۔(الصواعق)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کون مخدومہ کونین؟

جس کے در دولت پر ابوذر غفاری حاضر ہوں تو یہ منظر نظر آئے کہ چکی خود بخود چل رہی ہے اور حسنین کا (پنگوڑا) گہوارہ خود بخود ہل رہا ہے اور سیدہ آرام فرما ہیں ...... دربارِ رسالت میں عرض کرنے سے جواب ملے کہ ابوذر تو نہیں جانتا...... میری بیٹی ان سخت گرمیوں میں نفلی روزہ سے ہے اور کام کی بہتات ہے لہٰذا اسے آرام و سکون دینے کے لئے حوریں آگئی ہیں چکی چلاتی ہے اور حسنین کا گہوارہ ہلاتی ہیں اور

مخدومہ کونین آرام فرماتی ہیں۔

فصل ثانی

اسم مبارک فاطمہ لقب مبارک بتول

الصواعق المحرقہ

اَلْفَاطِمَۃُ مُشْتَقَّۃٌ مِنَ الْفَطْمِ وَھُوَ الْقَطْعُ ...... سُمِّیَتْ بِذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی فَطَمَھَا عَنِ النَّارِ

نورالابصار

فاطمہ الفطم سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قطع کرنا یعنی علیحدگی ......سیّدہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ جناب باری تعالیٰ نے آپ کو دوزخ کی آگ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص۱۸۸ نورالابصار ص۴۵ تنویر الازہار ص)

الشرف المؤبد

وَاِنَّمَا سَمَّاھَا فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَطَمَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ

فرائد السمطین

سیّدہ کا نام مبارک فاطمہ اس لئے رکھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے محبین کو آگ (جہنم) سے علیحدہ رکھا ہے۔

(الشرف المؤبد لآل محمد لعلامہ نبہانی ص۴۷ فرائد السمطین جلد نمبر۲ ص۴۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ کیوں تجویز فرمایا؟......تو نبی پاک نے ارشاد فرمایا کہ

الصواعق المحرقہ

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَطَمَھَا وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ النَّارِ (الصواعق المحرقہ ۱۶۰ مطبوعہ ملتان)

میں نے اس لئے نام نامی فاطمہ رکھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی ذریت کو دوزخ کی آگ سے علیحدہ رکھا ہوا ہے۔

المستدرک للحاکم

اِنَّ فَاطِمَۃَ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَحَرَّمَھَا اللّٰہُ وَذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ

(الصواعق المحرقہ ص۱۶۰ مطبوعہ ملتان)

مجمع الزوائد

بے شک فاطمہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت (اولاد) پر جہنم کو حرام فرما دیا۔ (المستدرک للحاکم جلد نمبر۳ ص۱۵۲ مجمع الزوائد جلد نمبر۹ ص۲۰۲ الشرف المؤبد لآل محمد ص۳۰ فرائد السمطین جلد نمبر۲ ص۶۵)

الصواعق المحرقہ

اِنَّ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ حُوْرَاءُ آدَمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ اِنَّمَا سَمَّاھَا فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ

(الصواعق المحرقہ ص۱۶۰ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

اسعاف الراغبین

سُمِّیَتْ بِذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَطَمَھَا عَنِ النَّارِ (اسعاف الراغبین ص۸۴ مصر)

دیلمی

اِنَّمَا سُمِّیَتْ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَمُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ

(دیلمی بحوالہ اسعاف الراغبین ص۱۰۹)

ذخائر العقبیٰ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَطَمَھَا وَذُرِّیَّتَھَا عَنِ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(ذخائر العقبیٰ ص۲۶ مطبوعہ مکہ۔ بیروت)

۱ بے شک میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے اور آلائشوں سے پاک اس کا نام فاطمہ اسی لئے رکھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی محبت کرنے والوں کو جہنم سے

علیحدہ رکھا ہے۔

۲۔ آپ کا نام فاطمہ اسی لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے علیحدہ رکھا۔

۳۔ آپ کا نام فاطمہ صرف اسی لئے ہے کہ خداوند قدوس نے آپ کو اور آپ کے محبین کو آگ سے علیحدہ رکھا۔

۴۔ بے شک اللہ کریم قیامت کے دن آپ کو اور آپ کی اولاد پاک کو آگ سے علیحدہ ہی رکھے گا۔

مذکورہ بالا روایات سے واضح ہوا کہ صرف سیدہ سلام اللہ علیہا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی تمام اولاد اور جمیع محبین کو بھی دوزخ سے علیحدہ رکھا ہے..... کیوں نہ ہو یہ اسی رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک شہزادی ہے کہ جس کے جسم اطہر سے مس ہونے والی شئی کو جہنم چھو نہیں سکتا..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

روضۃ الشہداء

مَنْ مَسَّ جَلَدِیْ فَلَنْ تَمَسَّهُ النَّارُ (روضۃ الشہداء جلد نمبر ۱ ص ۷۷)

جو میری جلد مبارک سے مس ہوا اسے ہرگز ہرگز جہنم نہ چھو سکے گا۔

اور دیگر حدیث کی معتبر کتب سے ثابت ہے کہ جس دستر خوان کو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرما دیا اس کو آگ نے نہ جلایا...... اور جس آٹے کو سرکار دست مبارک سے پیڑا بنا دیں اور وہ تنور میں لگا دی جائے تو پک نہیں سکتا تو اس سرکارِ دو عالم کی آلِ پاک کو آگ سے کیا نسبت اور ان کے ماننے والوں کو آگ کس طرح چھو سکتی ہے؟

فلہٰذا قیامت تک جن افرادِ بنی آدم میں اس رسول کا خونِ پاک گردش کناں ہے وہ کیسے بھی ہوں انہیں جہنم نہیں چھو سکتی۔

ماہیت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں

پانی اگرچہ گدھلا ہی کیوں نہ ہو آگ کے بجھانے کی تاثیر رکھتا ہے اور آگ بجھا دیتا ہے اسی طرح آلِ رسول بہر حال دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تاثیر رکھتی بلکہ اسے بجھا سکتی ہے کیونکہ اس کی رگوں میں سرکار کا پاک خون موجود ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

لقب مبارک بتول

(اَلْبَتُوْلُ اللَّتِیْ لَمْ تَرَی قَطُّ اَیْ لَمْ تَحِضْ) (نور الابصار ص ۱۱۹)

کسی چیز کا کسی چیز سے جدا ہونا یا منفرد ہونا جو عورتوں کی علل سے پاک ہو۔

المنجد۔ الشرف المؤبد

اِنْقَطَعَ عَنِ الدُّنْیَا اِلَی اللّٰہِ دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا

سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا لقب بتول اس لئے ہے کہ آپ میں یہ خصوصیت موجود تھی کہ

لِاِنْقِطَاعِهَا عَنْ نِّسَآءِ زَمَانِهَا فَضْلاً وَّدِیْنًا وَحَسَبًا (الشرف المؤبد لال محمد ص ۱۷۵)

آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے فضائل و دین اور حسب و نسب کے اعتبار سے ممتاز و منفرد تھیں۔

لِلْاِنْقِطَاعِهَا عَنِ الدُّنْیَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی (فضائل الخمسہ ص ۱۵۶)

فضائل الخمسہ

آپ کو دنیا سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے بتول کہا گیا ہے۔

سُمِّیَتْ فَاطِمَةُ بَتُولاً لِاَنَّهَا بَتَلَتْ عَنِ النَّظِیْرِ

(فضائل الخمسہ ۱۵۶ بحوالہ ابن الاثیر)

سیدہ فاطمہ کا لقب بتول اس لئے ہے کہ آپ کی کوئی نظیر نہ ہے۔

بتول اسے بھی کہتے ہیں کہ جو عورتوں کی تمام آلائشوں سے پاک ہو اور جسے رجس و نجس نے نہ چھوا ہو اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ان جملہ اقسام رجس و نجس سے پاک تھیں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا جگر گوشہ تھیں اور حضور کا تو بول و براز مبارک بھی پاک ہے اور شفا ہے اسی نسبت سے آپ بھی ہر قسم کی پلیدی سے پاک تھیں بلکہ تمام اہل بیت کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝

جز ینکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اے اہل بیت تمہیں ہر رجس سے دور رکھے اور تمہیں خوب پاک اور صاف فرمائے اور سیّدہ فاطمہ تو ان تمام اہل بیت کا مرکز و منبع ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ

اسعاف الراغبین

قَبِلَتْ فَاطِمَۃُ بِالْحَسَنِ فَلَمْ اَرٰی لَھَا دَمًّا فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اَرٰی الْفَاطِمَۃَ دَمًّا فِی الْحَیْضِ وَالنِّفَاسِ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ ابْنَتِیْ طَاھِرَۃٌ وَمُطَھَّرَۃٌ

سیّدہ فاطمہ کے ہاں ان کے فرزند ارجمند حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خون وغیرہ نہ دیکھا تو میں نے اس کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا اے اسماء کیا تو نہیں جانتی میری بیٹی طاہرہ و مطہرہ ہے۔ (اسعاف الراغبین ص ۱۷۲)

الشرف المؤبد

اِنَّمَا کَانَتْ لَا تَحِیْضُ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۴)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء حیض سے پاک تھیں۔

وَکَانَتْ اِذَا وَلَدَتْ طَھُرَتْ مِنْ نِفَاسِھَا بَعْدَ سَاعَۃٍ حَتّٰی لَا

تَفُوْتُھَا صَلٰوۃٌ

اور آپ بچے کی ولادت کے ایک ساعت کے بعد پاک ہو جاتی تھیں حتیٰ کہ آپ کی کوئی نماز فوت نہ ہوتی۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۷۴-۷۵)

الامن والعلیٰ - الصواعق المحرقہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (الصواعق المحرقہ ص ۱۵۸)

اِنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃُ حُوْرَاءُ آدَمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ (الامن والعلیٰ ۲۴۱)

بے شک میری بیٹی انسانی شکل میں حور ہے اور حیض و نفاس سے پاک ہے یہی وجہ ہے کہ ادھر بچے کی ولادت ہوتی ادھر اس کے ایک گھنٹہ بعد آپ پاک ہو کر نماز کے لئے تیار ہوتیں۔

جواہر البحار

ایک اور روایت کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ سیّدہ کے ہاں فرزند تولد ہونے پر میں نے کسی قسم کا کوئی خون یا رجس و نجس نہیں دیکھا تو سرکار نے فرمایا

اِنَّ فَاطِمَۃَ خُلِقَتْ حُوْرِیًّا فِیْ صُوْرَۃِ الْاِنْسِیَّۃِ (جواہر البحار جلد نمبر ۳ ص ۱۲)

بے شک فاطمہ ایک حور ہے جسے انسانی شکل میں تخلیق کیا گیا ہے۔

الشرف المؤبد

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃُ حُوْرَاءُ آدَمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ

فرائد السمطین

(الشرف المؤبد ص ۷۴ فرائد السمطین ص ۴۸ جلد نمبر ۲) ترجمہ ہو چکا ہے۔

سیّدہ مریم بھی بتول ہیں مگر بے شوہر

قرآن و سنت کے مطابق اس کرۂ ارض پر دو ہی بتول ہوئی ہیں ایک سیّدہ مریم

سلام اللہ علیہا اور ایک سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا مگر سیّدہ مریم کا بتول ہونا کمال نہیں ...... امام الانبیاء کی شہزادی کا بتول ہونا کمال ہے ...... کیونکہ سیّدہ مریم بتول ہیں مگر بے شوہر ...... سیّدہ فاطمہ بتول بھی ہیں اور شوہر بھی رکھتی ہیں ...... بے شوہر بتول ہونا کوئی کمال نہیں ...... کمال تو یہ ہے کہ بتول بھی ہو اور باشوہر بھی

بانوے آں تاجدارِ ہل اتٰی — مرتضٰی مشکل کشاء شیرِ خدا

سیّدہ کی والدہ محترمہ

فصل ثالث

حضرت سیدۃ النساء العٰلمین سلام اللہ علیہا کی والدہ محترمہ ...... ام المومنین ...... غمگسار مصطفیٰ ...... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ محترمہ حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔

نام نامی اسم گرامی

آپ کا اسم گرامی سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے۔

لقب وکنیت

آپ کا لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند ہے۔

شرف ومجد

حضور علیہ السلام کی تمام اولاد پاک (سوائے حضرت ابراہیم کے) آپ ہی کے بطن اقدس سے پیدا ہوئی۔ آپ کی موجودگی میں سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے نکاحِ ثانی نہ فرمایا ...... سرکار نے ان کی فضیلت میں بہت کچھ فرمایا۔

مسلم شریف۔ بخاری شریف

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلَدٍ

(مسلم شریف جلد ثانی کتاب الفضائل ص ۲۸۴) (بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۸۲)

(اپنے زمانے کی) تمام عورتوں سے مریم بنت عمران افضل اور (اپنے زمانے کی) تمام عورتوں سے خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں۔

سلامِ خدا برائے خیر النساء

بخاری شریف۔ مسلم شریف

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں دیگر حضرات سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا جبرئیل امین بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ

ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْکَ مَعَھَا اِنَاءٌ فِیْہِ اِدَامٌ وَطَعَامٌ اَوْشَرَابٌ فَاِذَا ھِیَ اَتَتْکَ فَاقْرَءْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّھَا وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴) (بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۳۹)

یہ خدیجہ ہیں آپ کی خدمت میں (ایک برتن جس میں سالن ہے یا کھانا ہے یا شربت ہے) لے کر حاضر ہو رہی ہیں پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوں تو انہیں ان کے رب کا سلام فرمایئے گا اور ان کو میری طرف سے خوشخبری دیجئے گا جنت میں ان کے اس محل کی جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے نہ اس میں شوروغل ہے نہ کوئی تکلیف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا

مَنْزِلٌ مِّنْ قَصَبٍ لَا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ

ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ علیہا السلام کا رشک فرمانا

بخاری شریف، مسلم شریف

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق ام المومنین علیہا السلام فرماتی ہیں کہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی ہمشیرہ (حضور کی سالی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور علیہ السلام کو حضرت خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آ گیا آپ خوش ہوئے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ ھَالَۃُ خُوَیْلَدٍ اے اللہ خویلد کی بیٹی ہالہ فَغِرتُ ......تو مجھے اس پر رشک آیا۔

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴) (بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۹)

حضرت خدیجہ کے خصوصی فضائل

رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ کو شمار کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ"

اٰمَنَتْ بِیْ حِیْنَ کَفَرَبِیَ النَّاسُ صَدَّقَتْنِیْ حِیْنَ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ وَاَشْرَکَتْنِیْ فِیْ مَالِھَا حِیْنَ حَرَّمَنِیَ النَّاسُ وَرَزَقَنِیَ اللّٰہُ وُلْدَھَا وَحَرَمَ وُلْدَ غَیْرِھَا

(۱) وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا (۲) اس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا (۳) اس نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا (۴) خدا نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی جب کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی۔

(رحمۃ للعلمین جلد دوم ص ۱۴۳ مطبوعہ اردو بازار لاہور)

حضرت خدیجہ کی سہیلی سے حسن سلوک

رحمۃً للعٰلمین

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حسانہ مزنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے ہوئے کہا کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال رہا وہ چلی گئی تو میں نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی جس سے ایسی عنایت سے حضور باتیں فرماتے رہے فرمایا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلی ہے۔ اسے خدیجہ کے ساتھ بہت محبت تھی۔

(الاستیعاب جلد نمبر ۲ بحوالہ رحمۃ للعلمین جلد دوم ص ۱۴۳ مطبوعہ لاہور)

صدائق خدیجہ اور گوشت کا ہدیہ

مسلم شریف، بخاری شریف

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۸)

وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاۃَ ثُمَّ یُھْدِیْھَا اِلٰی خَلَائِلِھَا (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴)

اور جب حضور علیہ السلام بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس اس گوشت کا ہدیہ بھیجتے۔

مسلم شریف

اِذَا ذَبَحَ الشَّاۃَ یَقُوْلُ اَرْسِلُوْا بِھَا اِلٰی اَصْدِقَاءِ خَدِیْجَۃَ

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴)

جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے اس کا گوشت خدیجہ کے عزیزوں کو بھیجو۔

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۹)

حضرت خدیجہ کی موجودگی میں نکاحِ ثانی نہ فرمایا

مسلم شریف

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم خَدِيْجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہ فرمائی یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے رشک آتا جبکہ حضور حضرت خدیجہ کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے حتیٰ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ اس بوڑھی عورت کو اتنا یاد فرماتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی عطا فرمائی ہے تو حضور اس سے ناخوش ہوئے اور فرمایا...... لَا وَاللّٰهِ مَا رَزَقَنِيْ خَيْرًا ...... نہیں خدا کی قسم ان سے بہتر بیوی مجھے نہیں ملی۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب البدنیہ جلد نمبر ۲ ص ۲۵۷ الجول ص ۳۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا حضرت خدیجہ پر کیا حالانکہ وہ میرے نکاح ہونے سے تین برس پہلے انتقال فرما چکی تھیں اور یہ رشک میں اس وقت کرتی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کا ذکر بکثرت کرتے اور ان کی بہت تعریف فرماتے اور پروردگار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ خدیجہ کو خوشخبری دیں ایک (خوبصورت) مکان کی جنت میں جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے اور جب آپ بکری ذبح کرتے تھے تو خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس اس گوشت کو بھیجتے تھے۔ ایک دن میں نے آپ سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا خدیجہ!...... آپ نے فرمایا کہ مجھ میں ان کی محبت خدا نے ڈالی ہے۔ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۴ بحوالہ آلِ رسول ص ۱۴۱ مصنفہ پیر سید خضر حسین شاہ صاحب)

افضل ازواجِ النبی ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

سیرۃ محمدیہ ترجمہ المواہب اللدنیہ

شیخ ولی الدین عراقیؒ نے کہا ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین سے افضل ہیں یہ قول صحیح اور مختار علماء کا ہے اس پر دلیل یہ حدیث اور اس سے پہلے کی وہ حدیث ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے یعنی امت ماضیہ کی عورتوں کی خیر حضرت مریم علیہا السلام ہیں اور اس امت کی عورتوں کی خیر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے وہ حدیث آئی ہے جو صحیح طور سے مراد کی مفسر ہے براء اور طبرانی نے عمار سے مرفوع روایت کی ہے۔

لَقَدْ فَضَلَتْ خَدِيْجَةُ عَلٰى نِسَآءِ اُمَّتِيْ كَمَآ فَضَلَتْ مَرْيَمُ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ

اس حدیث کی اسناد حسن ہے اور کہا گیا ہے کہ افضل امہات المومنین حضرت عائشہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ولی عراقی کا کلام ختم ہوگیا۔

اور شیخ الاسلام ذکریا انصاری نے شرح بہجۃ الحادی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ذکر کے وقت کہا ہے کہ آپ کی ازواج میں افضل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس میں خلافِ علماء ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہیں...... ابن عماد نے حضرت خدیجہ کی تفضیل کو صحیح کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے فرمایا جس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بیوی نصیب کی ہے یہ اس لئے کہا تھا کہ آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کثرت سے ثنا کرتے اور ان کے لئے مغفرت چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ کو اس پر غیرت آگئی......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خدیجہ سے اچھی بیوی مجھ کو نصیب نہیں کی۔ یہ امور ان سے صادر ہوئے جس وقت آدمیوں نے میری نبوت سے انکار کیا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جس وقت آدمیوں نے میری تکذیب کی انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت آدمیوں نے مجھے محروم کیا انہوں نے اپنا مال مجھے دیا۔ اصل حدیث صحیحین میں مختصر آئی ہے اور ابن داؤد سے سوال کیا گیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے۔ ابن داؤد نے جواب دیا کہ عائشہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کا سلام کہا اور حضرت خدیجہ کو جبرئیل علیہ السلام نے ان کے رب کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سلام پہنچایا پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔

اور ابو امامہ ابن النقاش نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ کی سبقت اور ان کی تاثیر اوّل اسلام میں اور ان کا بوجھ اٹھانا اور ان کا نصرت دینا اور اللہ کے واسطے ان کا قیام دین میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ یہ جتنے امور ہیں ان میں نہ حضرت عائشہ شریک ہوئیں اور نہ ان کے سوا امہات المومنین سے کوئی شخص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شریک ہوا پس اس حدیث سے حضرت خدیجہ افضل ہیں۔

(سیرت محمدیہ ترجمہ المواہب اللدنیہ جلد دوم ص ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷ مولوی عبدالجبار دیوبندی)

اشعۃ اللمعات

وامام سبکی فرمودہ است کہ آنچہ مختارِ ما و دین ماست آنست کہ فاطمہ افضل ست بعد ازوے مادرش خدیجہ بعد ازاں عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین

(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص ۶۸۵ از شیخ محقق)

اور امام سبکی نے فرمایا ہوا ہے کہ وہ جو ہمارا مختار مذہب اور ہمارا دین ہے یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں ان کے بعد خدیجہ ان کی والدہ اور ان کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین افضل ہیں۔

حضرت خدیجہ ہر لحاظ سے افضل ترین ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور یہی علماء مختار کا مذہب مختار ہے۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے ایک رفیقہ حیات کی حیثیت سے اپنے جان و مال سے اعانت رسول مقبول فرمائی...... جب حضور پہلی وحی کے بعد گھر تشریف لائے تو سیّدہ خدیجہ سے ہی فرمایا "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" مجھے کمبل اوڑھاؤ مجھے کمبل اوڑھاؤ تو آپ نے اپنی ہمدردانہ محبانہ مشفقانہ گفتگو سے سرکار کی موانست کا حق ادا کیا حتیٰ کہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ سرکار جب بھی تبلیغ فرماتے آپ پر مظالم ڈھائے جاتے اور ان مظالم کو اپنے سینے میں لے کر جب کاشانہ اقدس میں جلوہ فرما ہوتے تو سیّدہ خدیجہ ہی آپ کے غم و رنج کو دور فرماتی تھیں۔

تبلیغ و اشاعت دین کے لئے زرِ کثیر کی ضرورت کو بھی حضرت ام المومنین خدیجہ نے ہی اپنے مال حضور کے قدموں میں نچھاور کر کے پورا فرمایا اللہ کریم نے اس کی گواہی قرآن کریم میں دی وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَاَغْنٰى اے محبوب آپ کو تنگدست پایا تو غنی (مال خدیجہ سے) کر دیا۔

تمام خاندان عزیز و اقارب متوسلین و اقرباء کو ناراض کر کے حضور علیہ السلام کو راضی رکھا اور اپنی چاہت سے حضور علیہ السلام سے عقد فرمایا...... جب یہ محبت کرنے والی زوجہ دنیا سے گئی داغِ مفارقت نے سرکار کو اتنا تڑپایا اور مضمحل کیا کہ سرکار نے اس سال کا نام عام الحزن رکھ دیا کہ یہ سال غموں کا سال ہے۔

اس لحاظ سے بھی سیّدہ اپنی تمام مصاحبات ازواج مطہرات (جو بعد میں عقد حضور میں آئیں) سے افضل ہیں کہ سرکار کی ساری اولاد پاک (سوائے ایک لخت جگر کے) حضرت خدیجہ سے ہوئی اور آپ کی شہزادی بتول کائنات کی تمام عورتوں کی سردار اور ام الائمہ ہیں...... قیامت تک سادات کبار عظیم المرتبت سیّد آپ کی شہزادی فاطمہ کی نسل پاک سے ہوتے رہیں گے۔

حضور علیہ السلام سے کمالِ محبت اور عجیب خواہش

آلِ رسول

کتاب ''مسکینات'' میں امام وقار رحمتہ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ جب خدیجہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ کچھ دیر میرے سامنے تشریف رکھیں تاکہ میں آپ کا آخری دیدار کرلوں اور آپ کے دیدار کے ذوق سے توشۂ آخرت تیار کرلوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے بیٹھے تو جناب خدیجہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی زندگی آپ کی خدمت اقدس میں بسر کی ہے اور اب قاصد اجل آنے والا ہے اور میں جا رہی ہوں۔

میں التماس کرتی ہوں کہ قیامت میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں میری بات کرتے ہوئے میری بخشش کی درخواست کرنا اور اس مشکل وقت میں میری سفارش اور شفاعت فرمانا۔ علاوہ ازیں اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں اگر کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو معاف فرما دینا نیز یہ کہ

بیٹی فاطمہ کا فکر

میری فاطمہ چھوٹی ہے اور بغیر ماں کے رہ جائے گی اس پر دست رافت اور نگاہِ شفقت رکھنا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے ایک بڑی بات کہنا چاہتی ہوں مگر آپ کے سامنے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ میں وہ بات فاطمہ کو بتا دیتی ہوں۔ وہ آپ کی خدمت میں پیش کردے گی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آنسو بہاتے ہوئے ان کے سرہانے سے

اٹھ کھڑے ہوئے اور جنابہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اندر آ کر اپنی والدہ محترمہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔

برائے کفن اپنی چادر مبارک عطا فرما دیں

حضرت خدیجہ طاہرہ نے اپنی بیٹی سے فرمایا، اے میری جان اپنے والدگرامی کی خدمت میں عرض کردو کہ میری ماں کی خواہش ہے کہ اپنی چادر مبارک جو نزولِ وحی کے وقت زیب تن فرمایا کرتے ہیں میرے کفن کے لئے عطا فرما دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر رحمت فرمائے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی خدمت میں اپنی والدہ محترمہ کا پیغام پہنچایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چادر مبارک عطا فرما دی اور فرمایا بیٹی چادر اپنی ماں کو دکھا دو تاکہ وہ خوش ہو جائے۔

بہشتی کفن

اسی اثناء میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یَامُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ اپنی چادر مبارک سنبھال لیں۔ خدیجہ نے اپنا سب کچھ ہمارے راستے پر فدا کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا کفن ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں گے اور اس کے لئے جنت سے پاکیزہ تر کفن بھیجتے ہیں اگر یہ روایت صحت کو پہنچتی ہے تو جنت کا کفن حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے خصائص میں سے ہوگا۔

(روضۃ الشہداء ص ۷۸، بحوالہ آل رسول ص ۱۴۵،۱۴۴،۱۴۳)

وصالِ پرملال و سانحۂ ارتحال

البتول

ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محسن و شفیق چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا اور ان کے غم کا زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ خبابہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ علیل ہوگئیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو جنابہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ نے شدتِ مرض کی شکایت کی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔ آپ نے روتے ہوئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا اے میری غمگسار و شفیقہ جدائی کی گھڑیاں سر پر آ گئی ہیں۔ اے ملکہ بہشت بریں جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

جنابِ خدیجۃ الکبریٰ نے عرض کیا...... یا رسول اللہ مجھے اپنی موت کا تو کوئی غم نہیں مگر ہے تو یہ غم ہے کہ آپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو جاؤں گی۔ (البتول ص ۳۹)

روضۃ الشہداء

سید عالم بوقت رحلت خدیجہ بحجرۂ طاہرہ درآمد خدیجہ از شدت مرض شکایت می کرد خواجہ بگریست و اورا دعائے خیر گفت و فرمود! اے خدیجہ بہشت مشتاقِ دیدار تست ...... خدیجہ گفت یا رسول اللہ من از مرگ باک ندارم و لے بر مفارقت از صحبت تو حسرت می خورم۔ (روضۃ الشہداء ص ۵۴ بحوالہ البتول ص ۴۰)

المختصر سیّدہ نے پھر جو وصائع و نصائح فرمائے ان کا مطالعہ جگر پھاڑتا ہے اور ان کو بیان کرنا کما حقہ تحریر کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔

۱۰ رمضان المبارک تھی۔ بعثت کا دسواں سال تھا کہ آستانہ عالیہ نبویہ کی یہ پررونق فروزاں شمع بجھ گئی اور یک لخت اندھیرا چھا گیا...... سیّدہ فاطمہ گھر میں اکیلی تھیں (کیونکہ ابھی کنواری تھیں) صرف ماں سے دوستی و محبت تھی جب اس سہارے نے داغ مفارقت دیدیا تو سیّدہ کی دنیا اندھیر ہوگئی...... اور اماں اماں کہتی ہوئی روتی

ہوئی کبھی اماں کی پاک میت کو لپٹتی ہیں اور کبھی سرکارِ ابد قرار کے دامن میں چھپتی ہیں۔

حضرت ام المومنین سیّدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ کا وصال پرملال ہوگیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک پینسٹھ برس کی تھی۔ آپ حضور علیہ السلام کی ۲۴ یا ۲۵ سال تک رفیقہ حیات و شریک زندگی رہیں ...... سرکار کو آپؓ کے وصال پر بہت دکھ ہوا آپ اکثر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا ذکر فرماتے اور آنسوؤں کی نہریں چشمانِ مقدسہ سے جاری ہو جایا کرتیں ...... اس سال کا نام آپ نے عام الحزن رکھا۔

آپ پر نماز نہیں پڑھی گئی کیونکہ ابھی تک نماز جنازہ مشروع نہ ہوئی تھی۔ مقام حجون میں دفن کی گئیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں داخل ہوئے اور دعائے خیر فرمائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

بناتِ اربعہ

نبی مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں جن کا ثبوت شیعہ سنی کتب میں موجود ہے۔ کثیر حوالہ جات موجود ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے چند ایک عبارات نقل کرتے ہیں جو حضرات مفصل حوالجات ملاحظہ کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

۱- تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر ۲- استیعاب جلد اوّل ص ۲۲ ۳- ترجمہ تاریخ طبری فارسی جلد اوّل ص ۵۴۴ ۴- تاریخ ابن خلدون جلد سوم ص ۲۳۰-۲۲۹ ۵- نہج البلاغہ مطبوعہ مطبع رحمانیہ ص ۳۲۲،۳۲۳ کا حاشیہ ۶- اصول کافی باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۷۸، ۷- تاریخ طبری فارسی جلد چہارم ص ۳۷۵، ۸- حیات القلوب جلد دوم ص ۸۹ ص ۷۱۸ ص ۷۲۸، ۹- صافی شرح کافی جزو سوم حصہ دوم ص ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۰- زاد المعاد عربی و فارسی ص ۷۲۸، ۱۱- کتاب الخصال جلدِ دوم

ص ۳۸-۳۷، ۱۲-نیرنگ فصاحت ص۳۲۶، ۱۳-اخبار الرجال ص۲۴۱، ۱۴-تحفۃ العوام ص۱۱۲، ۱۵-مدارج النبوت جلد دوم ص۵۳۳، ۵۳۸، ۵۴۲، ۵۴۸، ۱۶-شفاء الصدور و الکروب جلد دوم ص۱۰۳، ۱۷-الجواہر المضیۃ جلد اوّل ص۴۰، ۱۸-زرقانی شرح مواھب جلد سوم ۴۹۲تا۲۱۵، ۱۹-مظاہر حق جلد چہارم ص۴۸۸، ۴۸۹، ۲۰-انسان العیون جلد سوم ص۲۲۵، ۲۱-ناسخ التواریخ جلد اوّل کتاب دوم ص۵۹۷تا۵۹۸، ۲۲-تذکرۃ الکرام ص۶۴، ۲۳-سیرت ابن ہشام جلد اوّل ص۱۲۰تا۱۲۱، ۲۴-تاریخ ابن عساکر جلد اوّل ص۲۹۲، ۲۵-بیہقی جلد ہفتم ص۷۰، ۲۶-الاصابہ جلد ہشتم ص۹۱، ۲۷-المستدرک جلد چہارم ص۴۴، ۲۸-خصال لابن بابویہ جلد دوم ص۲۷، ۲۹-قرب الاسناد ص۸، ۳۰-کتاب الاستبصار جلد اوّل ۲۴۵، ۳۱-ابن شہر آشوب جلد اوّل ص۸۸، ۳۲-اخبار ماتم ص۸۵ اب ہم سنی شیعہ کتب کے چند حوالجات بطور نمونہ نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

طبقات ابن سعد

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا صاحبزادہ جو مکہ میں قبل از اعلان نبوت پیدا ہوا تھا قاسم ہے۔ اسی سے آپ کو ابوالقاسم کہا جاتا ہے پھر نبی کریم علیہ السلام کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا وہ زینب تھی پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم پھر بعد اعلان نبوت جو پیدا ہوا وہ عبداللہ تھا اس کا نام طیب و طاہر رکھا گیا ان تمام کی ماں حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

(طبقات ابن سعد جلد اوّل ص۱۳۳)

البدایہ والنھایہ

ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس سے ہے۔ سوائے ابراہیم کے...... قاسم کہ نبی کریم علیہ

السلام کو اسی لئے ابوالقاسم کہا جاتا ہے اور طیب اور طاہر اور زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن الخ (البدایہ والنھایہ جلد دوم ص۲۹۴)

الاستیعاب

وَوُلِدَ مِنْ خَدِیْجَۃَ اَرْبَعُ بَنَاتٍ لَا خِلَافَ فِیْ ذٰلِکَ اَکْبَرُھُنَّ زَیْنَبُ بِلَا خِلَافٍ وَبَعْدُھَا اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقِیْلَ رُقَیَّۃُ وَھُوَ الْاَوْلٰی لِاَنَّ رُقَیَّۃَ تَزَوَّجَھَا عُثْمَانُ قَبْلُ وَ مَعَھَا ھَاجَرَ اِلَی الْاَرْضِ الْحَبْشَۃِ ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدَھَا وَبَعْدَ وَقْعَۃِ بَدْرٍ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَالصَّحِیْحُ اِنَّ اَصْغَرَھُنَّ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ۔ (الاستیعاب جلد نمبر ۱ ص۲۲)

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بلا اختلاف سب سے بڑی ہیں۔ ان کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور بعض نے کہا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہی اولیٰ ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حضرت رقیہ سے نکاح فرمایا اور ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر ان کے اور واقعہ بدر کے بعد حضرت ام کلثوم سے نکاح فرمایا اور صحیح یہ ہے کہ ان سب سے چھوٹی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی ہیں۔

سیرۃ ابن ہشام

اَوْلَادُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَۃَ قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ فَوَلَدَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَدَہٗ کُلَّھُمْ اِلَّا اِبْرَاھِیْمَ اَلْقَاسِمُ وَبِہٖ یُکْنٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالطَّاھِرُ وَالطَّیِّبُ وَزَیْنَبُ وَرُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلْثُوْمَ وَ فَاطِمَۃُ عَلَیْھِنَّ السَّلَامُ

(سیرۃ ابن ہشام جلد نمبر ۱ ص۲۰۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اولاد، ابن اسحاق

نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی اولاد تمام کی تمام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے سوا حضرت ابراہیم کے ...... پہلا صاحبزادہ آپ کا قاسم اسی کے ساتھ آپ کی کنیت ہوئی اور طاہر وطیب اور زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام۔

تاریخ کامل

فَخَطَبَهَا اِلَيْهِ فَزَوَّجَهَا فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادَهٗ كُلَّهُمْ اِبْرَاهِيْمَ زَيْنَبَ وَرُقَيَّةَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَةَ وَالْقَاسِمُ وبه كان يُكْنٰى وَعَبْدُ اللّٰهِ وَالطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ ۔

(تاریخ کامل لابن اثیر جلد نمبر ۲ ص ۱۴ تاریخ طبری جلد نمبر ۱ ص ۳۵)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خطبہ[1] فرمایا پھر ان سے نکاح کیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی پاک علیہ السلام کی تمام اولاد پیدا ہوئی۔ سوائے ابراہیم کے اور حضور علیہ السلام کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زینب ہے اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ اور قاسم اسی کے ساتھ آپ کی کنیت (ابوالقاسم) ہے اور عبداللہ اور طیب و طاہر۔

خصال لابن بابویہ

معتبر شیعہ کتاب خصال لابن بابویہ میں مذکور ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ خَدِيْجَةَ وَلَدَتْ مِنِّيْ طَاهِرًا وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ الْمُطَهَّرُ وَوَلَدَتْ مِنِّي الْقَاسِمَ وَ فَاطِمَةَ وَرُقَيَّةَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ وَزَيْنَبُ (خصال لابن بابویہ جلد دوم ص ۲۷)

بے شک خدیجہ نے میری پشت سے دو بیٹے جنے طاہر جس کا نام عبداللہ ہے اور وہ مطہر ہے اور میری پشت سے قاسم جنا اور فاطمہ اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب کو

قرب الاسناد

شیعہ کی اس کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد مبارک

[1] خطبہ نکاح کے پیغام کو کہتے ہیں۔

موجود ہے کہ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ

(قرب الاسناد لابی العباس عبداللہ بن جعفر الحمیری ص ۸)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ام کلثوم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

اصول کافی

شیعہ کی چوٹی کی کتاب:

وَمَاتَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَالنَّبِيُّ نَحْوَ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَتَزَوَّجَ خَدِيْجَةَ وَهُوَ اِبْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً فَوُلِدَلَهٗ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَوُلِدَلَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَرُوِيَ اَيْضًا اَنَّهٗ لَمْ يُوْلَدْلَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ اِلَّا فَاطِمَةَ وَاَنَّ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرَ وُلِدَ قَبْلَ مَبْعَثِهِ

(اصول کافی کتاب الحجہ مطبع نولکشوری ص ۲۷۸ مطبوعہ ایران ص ۱۱۶)

اور عبدالمطلب فوت ہوئے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً آٹھ برس کے تھے اور آپ نے حضرت خدیجہ کے ساتھ نکاح کیا۔ اس وقت تقریباً ۲۲ یا ۲۳ برس کے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ سے قاسم اور رقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور اظہار نبوت کے بعد طیب و طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

مندرجہ بالا چند حوالجات "نمونہ مشتے از خروارے" کے طور پر اختصاراً تحریر کئے ہیں۔ وہ لوگ سوچیں اور ٹھنڈے دل سے غور وفکر فرمائیں کہ جو رسول اللہ علیہ سلام کی بیٹیوں کو ان کے نسب سے نکالنے کی مذموم کوشش کر کے وہ کون سا اہم دینی فریضہ ادا کر رہے ہیں جبکہ صحاح ستہ کے مطابق اپنا باپ بدلنے والا لعنتی قرار دیا گیا ہے تو جو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو بدلے وہ کتنا بڑا...... ہوگا اور نبی اکرم علیہ السلام کے قلب منورہ میں کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی جب آپ کی صاحبزادیوں کو کسی اور سے منسوب کرنے کی ملعون کوشش کی جاتی ہوگی۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں
اور سیّدہ کی ہمشیرگان رضی اللہ عنہن

مندرجہ بالا حقائق سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ رسول اللہ علیہ السلام کی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ تین اور حقیقی بیٹیاں بھی ہیں جو حضرت فاطمہ کی سگی بہنیں ہیں۔ اب ہم ان کا اجمالی تذکرہ سپرد قلم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

سیّدہ زینب بنت رسول سلام اللہ علیہا

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تیس برس کے سن میں تھے کہ حضرت سیّدہ زینب بنت رسول سلام اللہ علیہا نے اپنی والدہ محترمہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آغوش کو زینت بخشی یعنی کہ آپ بعثت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں اس عالم شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔ آپ اپنی تمام بہنوں سے بڑی تھیں۔

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا "ھِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِی اُصِیبَتْ فِیَّ" یہ میری بیٹیوں میں سے افضل ہیں اس حیثیت سے کہ انہیں میری وجہ سے مصیبت پہنچی۔ (رحمۃ للعالمین جلد نمبر ۲ ص ۹۶ بحوالہ زرقانی جلد نمبر ۳ ص ۱۹۵)

اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے راہِ حق میں متعدد مصائب برداشت فرمائے سفر ہجرت میں آپ کو ہبار نامی ایک ظالم نے اونٹ سے نیچے گرا دیا تھا جس سے آپ کو اس قدر گہری چوٹ لگی کہ جنین شکم میں ساقط ہوگیا (مدارج النبوت) اسی طرح آپ ایک طویل مدت تک اپنے والد ماجد سے جدا رہیں۔ ان مصائب میں ثابت قدم

رہنے کی بنا پر حضور نے آپ کو اَفْضَلُ بَنَاتِیْ فرمایا

حضور علیہ السلام نے جب اپنی اس لختِ جگر کا نکاح فرمایا تو سیّدہ خدیجہ نے اپنی بیٹی کو ایک ہار جہیز میں دیا تھا۔ یہی ہار جب آپ نے حضرت ابو العاص (شوہر حضرت زینب) کو چھڑانے کے لئے (جو کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں تھے) حضور کی خدمت میں بھیجا تو حضور علیہ السلام یہ ہار دیکھ کر بے ساختہ گریہ فرمانے لگے اور صحابہ کی رضامندی سے یہ ہار جو خدیجہ کی یادگار تھا زینب کو واپس بھیج دیا ۸ ہجری میں حضرت زینب نے انتقال فرمایا حضرت ام ایمن حضرت سودہ حضرت ام سلمہ اور ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے غسل دیا جس کا طریقہ نبی اکرم علیہ السلام نے خود بتایا تھا۔ آپ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ خود قبر میں اترے اور اپنے جگر گوشہ کو سپرد خاک فرمایا۔ اس وقت چہرہ پر حزن و ملال کے آثار عیاں تھے۔

(طبقات جلد نمبر ۸ ص ۲۴ صحیح بخاری جلد اول ص ۱۶۷)

حضرت زینب نے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی اپنی یادگار چھوڑی۔ صاحبزادہ حضرت علی نے معرکۂ یرموک میں شہادت پائی۔ فتح مکہ کے روز حضور علیہ السلام کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ صاحبزادی حضرت امامہ سے نبی اکرم علیہ السلام کو انتہا درجہ کی محبت تھی۔ آپ ان کو نماز کے وقت بھی جدا نہ فرماتے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ امامہ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع فرماتے تو ان کو اتار دیتے پھر جب قیام فرماتے تو ان کو کندھے پر چڑھا لیتے۔ اسی طرح حضور نے نماز پوری فرمائی۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۴۴)

شاہ حبش نجاشی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی مرتبت میں کچھ تحائف نذر کیے۔ ان میں ایک نہایت قیمتی ہار بھی تھا۔ امامہ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ نے فرمایا میں یہ ہار اپنے اہل میں سے محبوب ترین کو عطا کروں گا۔

ازواج مطہرات نے سمجھا کہ یہ شرف سیّدہ عائشہ کو حاصل ہوگا کیونکہ وہ حضور کی محبوب ترین زوجہ ہیں لیکن آپ نے اسامہ کو بلایا اور اپنے دستِ اقدس سے وہ ہار ان کے گلوئے مقدس میں ڈال دیا۔ بعض روایات میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے۔

(زرقانی جلد نمبر ۳ ص ۲۲۵)

یہی امامہ تھیں جن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق ان کے وصال کے بعد نکاح فرمایا۔

سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ سلام اللہ علیہا

حضرت سیّدہ زینب سے تین سال بعد مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری شہزادی حضرت رقیہ تولد ہوئیں۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ نے ہجرت فرمائی تو سیّدہ رقیہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت فرما ہوئیں۔ سرکار دو عالم علیہ السلام نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا لوط علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی۔ (رحمۃ للعٰلمین جلد دوم)

حضرت سیّدہ رقیہ سلام اللہ علیہا کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت عثمان سے ہوا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں رقیہ کا نکاح عثمان بن عفان سے کردوں۔ اس نکاح سے اہل مکہ میں یہ مشہور ہوگیا کہ سب سے اچھا جوڑا جو دیکھا گیا وہ رقیہ وعثمان ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر کو تشریف لے جانے لگے تو اس وقت حضرت رقیہ علیل تھیں چنانچہ آپ نے حضرت عثمان کو ان کی تیمارداری کے لئے حکم فرمایا اور وہ حسب الحکم ٹھہر گئے۔ انہیں اسی وجہ سے بدری صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے اور

انہیں غنیمت سے حصہ بھی عطا کیا گیا جب حضور غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو ان کا انتقال پرملال ہو چکا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

بوقت انتقال حضرت رقیہ کی عمر ۲۱ سال تھی۔ آپ کی وفات چیچک کی بیماری سے ہوئی۔ آپ نے اپنی اولاد امجاد میں ایک صاحبزادہ حضرت عبداللہ چھوڑے جو آپ سے دو سال بعد انتقال فرما گئے دیگر روایات کے مطابق وہ جوان ہوئے اور غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سیّدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ سلام اللہ علیہا

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال قبل رسول اللہ کی تیسری شہزادی حضرت ام کلثوم نے اس عالم رنگ و بو میں قدم رکھا۔

ہجرت حبشہ کے موقع پر حضرت رقیہ تو اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت فرما کر چلی گئیں مگر حضرت ام کلثوم نے شعب ابی طالب کے دشوار گزار اور کٹھن مراحل اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ حضرت فاطمہ کے ساتھ گزارے۔

حضرت عثمان غنی جب حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد مغموم رہنے لگے تو سیّد عالم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمان سے کردیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت رقیہ کا انتقال ہوا ادھر حضرت حفصہ بنت عمر فاروق بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہا کہ وہ حفصہ سے نکاح کرلیں لیکن حضرت عثمان یہ خبر سن چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں لہٰذا وہ خاموش ہوگئے۔ جناب فاروقِ اعظم نے حضور علیہ السلام کے پاس اس امر کا ذکر فرمایا تو حضور نے فرمایا کیا میں آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہ دوں کہ میں حفصہ سے نکاح کرلوں اور عثمان کو حفصہ سے بہتر ام کلثوم سے بیاہ دوں چنانچہ حضرت حفصہ

سے حضور نے اور حضرت ام کلثوم سے حضرت عثمان نے نکاح فرمالیا۔ حضور نے فرمایا
کہ مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میری چالیس
بیٹیاں بھی ہوتیں تو ایک ایک کر کے عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

یہ صرف حضرت عثمان کی فضیلت ہے کہ رسول اللہ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح
میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

ہو مبارک تجھ کو ذالنورین جوڑ انور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے حضرت
عثمان کو فرمایا اے عثمان یہ جبرئیل ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام
کلثوم کا نکاح تم سے فرما دیا ہے اور جو مہر رقیہ کا تھا وہی ان کا ہے (سنن ابن ماجہ)

سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا کا انتقال ۹ھ میں ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ فضل بن
عباس اسامہ بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مراسم تدفین پورے کئے اسماء بنت
عمیس صفیہ بنت عبدالمطلب نے غسل دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے انتقال
سے سخت صدمہ ہوا قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے خود نماز
جنازہ پڑھائی۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۲۵ ص ۲۶ بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۱)

برادران سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

سیدتنا حضرت خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ کے دو جگر گوشے پیدا ہوئے سیدنا
قاسم اور سیدنا عبداللہ

سیدنا قاسم بن رسول اللہ علیہ السلام

اعلان نبوت سے قبل حضرت قاسم بن رسول اللہ کی ولادت ہوئی۔ آپ ہی سے
حضور کی کنیت ابو القاسم ہوئی۔ ان کے انتقال کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بعض

نے کہا کہ آپ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے تو وصال ہو گیا۔ بعض کے نزدیک بوقت
انتقال آپ سواری پر سوار ہو سکتے تھے اور بعض نے آپ کی عمر سترہ ماہ لکھی ہے۔
درست یہی ہے کہ آپ کی وفات بھی اعلان نبوت سے قبل ہوئی لیکن مواہب الدنیہ
نے لکھا ہے کہ مستدرک میں ایسی روایت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا
وصال عہد اسلام میں ہوا۔ یہی پہلی اولاد ہے کہ جس نے سب سے پہلے رسول اللہ کی
اولاد سے انتقال فرمایا۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۷۷۲)

سیدنا عبداللہ بن رسول اللہ علیہ السلام

حضرت عبداللہ کی ولادت ظہور اسلام کے بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کا لقب
طیب و طاہر ہے۔ ان کا لقب طیب حضور علیہ السلام کی نسبت سے اور طاہر حضرت
خدیجہ طاہرہ کی نسبت سے تھا۔

آپ کی وفات پر مشرکین مکہ نے حضور کو معاذ اللہ ابتر کہنا شروع کیا جس کے
معنی ہیں لا ولد تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرمائی جس میں فرمایا یقیناً آپ کا دشمن
ہی ابتر ہے۔ (حضرت ابراہیم بن رسول اللہ علیہ سلام)

ان کے علاوہ سیدہ ماریہ قبطیہ سے حضور کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔
ماہ ذوالحجہ ۸ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور وہ بھی بچپن میں ہی انتقال فرما گئے۔ حضور
علیہ السلام ان کی وفات سے نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا اگر ابراہیم فوت نہ ہوتا تو
نبی ہوتا نیز فرمایا کہ میرا بیٹا ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا اور اس کے لئے دو
دائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں گی۔ (مسلم شریف)

حضرت ابراہیم کی جانکنی کے وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آپ کی
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے سب غمگین ہیں
میری آنکھیں روتی ہیں اور میرا دل جلتا ہے۔

ابوداؤد شریف کے مطابق حضرت ابراہیم ستر دن کے تھے تو ان کا انتقال ہو

گیا۔ ایک اور روایت کے مطابق سولہ مہینے آٹھ دن اور بعض نے ایک سال دو مہینے چھ دن اور بعض نے ڈیڑھ سال عمر لکھی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت سیّدہ سلام اللہ علیہا احادیث کی روشنی میں

فصل رابع:

بخاری شریف

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي

مسلم شریف

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

۱۔ بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۳۲، ۲۔ مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۹۰، ۳۔ ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷، ۴۔ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴ ص ۶۸۵، ۵۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان، ۶۔ المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۵۶، ۷۔ مدارج النبوت جلد نمبر ۲ ص ۴۶۰، ۸۔ المواہب اللدنیہ ص ۴۳۶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک قابل غور بھی ہے اور سرمایہ نجات بھی ...... کیونکہ سرکار دو عالم علیہ السلام کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا جیسا کہ حضور کا ارشاد پاک ہے کہ

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری شریف جلد نمبر ۱ ص ۷)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ میں اسے محبوب نہ ہوں۔

مغزِ قرآن روحِ ایماں جانِ دیں — ہست حبّ رحمةٌ للعٰلمین
نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی — مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

لہٰذا حضور علیہ السلام کی محبت ہی ایمان کامل اور آقائے نامدار ہی محبوب حقیقی ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز محبوب ہو اس سے منسوب تمام اشیاء بھی محبوب ہوا کرتی ہیں اور جسے بھی سرکار سے محبت ہے وہ سرکار سے منسوب ہر شئی سے محبت رکھے گا لہٰذا مؤمن کامل وہ ہے جسے

حضور علیہ السلام کے ...... پسینہ سے محبت ہو ...... حضور علیہ السلام کے ...... مدینہ سے محبت ہو

حضور علیہ السلام کے ...... جبہ و دستار سے محبت ہو ...... حضور علیہ السلام کے ...... لباس سے محبت ہو

حضور علیہ السلام کے ...... طریقہ و سنت سے محبت ہو ...... حضور علیہ السلام کے ...... یاروں سے محبت ہو

حضور علیہ السلام کے ...... پیاروں سے محبت ہو ...... حضور علیہ السلام کے ...... نعلین پاک سے محبت ہو

حضور علیہ السلام کے ...... نقش کف پا سے محبت ہو ...... حضور علیہ السلام کی ...... ہر اک ادا سے محبت ہو

مومن وہ ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا — پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا
محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے — اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

غور فرمائیے: حضور علیہ السلام کا جبہ و دستار، پسینہ و مدینہ، لباس و طریقہ، نعلین و نقش پا، آپ کے یار اور پیارے یہ سب کچھ حضور کے عین نہیں ہیں یعنی کہ حضور کا

خون نہیں ہیں ...... ان سے بغض رکھنے والا بے ایمان اور دائرہ اسلام سے خارج ......
ان سے محبت رکھنے والا مومن اور جنت کا حقدار ...... ان کا مبغض مبغض رسول اور ان
کا محبّ محبِّ رسول اور کامل الایمان قرار پاتا ہے ...... تو جو خون رسول سے محبت رکھے
...... بضعہ رسول سے محبت رکھے جگر گوشۂ رسول سے محبت رکھے اس کے ایمان کی
عظمت و بلندی کو کون چھو سکتا ہے ...... فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّی
لہٰذا ...... اس کا خون میرا خون ہے ...... اس کا گوشت میرا گوشت ہے ...... اس کا جسم
میرا جسم ہے ...... وہ جزء ہے میں کل ہوں ...... اس سے محبت مجھ سے محبت اور اس
سے عداوت مجھ سے عداوت یہی مطلب ہے اس حدیث پاک کا کہ

فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّی فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِی

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا
کیونکہ جب اس کی محبت میری محبت ہے تو پھر اس کا غضب بھی میرا ہی غضب
ہے۔ اسی لئے شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ

سیّدہ کا گستاخ کافر ہے

اشعۃ اللمعات

"وسبکی استدلال کردہ است باینکہ ہر کہ دشنام کند فاطمہ را کافر شد"
(اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۶۸۵ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ
جس نے سیّدہ فاطمہ کو گالی دی کافر ہو گیا۔ کیوں؟ ...... اسی لئے کہ فاطمہ بضعۃ الرسول
ہے۔ اسے گالی دو گے تو نبی کو جائے گی ...... لہٰذا ہم اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے
کہ سیّدہ کو دشنام طرازی کرنے والا کافر ہے خواہ کوئی بھی ہو ...... کوئی ملاں مفتی بھی ہو
تو کفر سے خالی نہیں تو جو مولوی ملاں سیتا رام اور نہ معلوم کیا کیا لکھے وہ مسلمان کیسے

ہو سکتا ہے ...... پاکستان کے ایک ملاں نے اپنی کتاب غنچہ توحید میں ص ۱۷ پر پنجتن
پاک کو پانچ بتوں سے تشبیہ دیتے ہوئے حضرت فاطمہ کو سیتا سے تشبیہ دی ہے۔
اس کے باوجود وہ مسلمان ہے۔ مولوی و مفتی ہے اور توحید کا ٹھیکیدار ...... اور اسے کوئی
پوچھنے والا نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ کاملہ

ترمذی شریف

ام المومنین راحت جانِ رسول صدیقہ بنت صدیق سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا
فرماتی ہیں کہ

المستدرک للحاکم

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سَمْتًا وَّدَلًّا وَهَدْیًا (وَفِیْ رِوَایَةٍ كَلَامًا وَحَدِیْثًا) بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قِیَامِهَا وَقُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں نے کسی کو رسول اللہ سے مشابہ نہ دیکھا بیٹھنے اٹھنے چلنے پھرنے حسن
اخلاق اور گفتگو میں فاطمہ بنت محمد سے زیادہ ...... کامل مشابہت صرف
سیّدہ فاطمہ زہراء میں دیکھی۔

(ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۲۷ المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۴۰)

المستدرک

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَّحَدِیْثًا مِنْ فَاطِمَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۵۶)

ام المومنین سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت فاطمہ سے بڑھ کر
کلام و حدیث فرمانے میں حضور کے مشابہ نہیں دیکھا۔

اشعۃ اللمعات

گفت عائشہ بودیم کہ ازواجِ پیغمبریم نزد آنحضرت پس روئے آورد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پنہاں بنود وممتاز نہ بود ہیئت روش ورفتارِ فاطمہ از روش ورفتار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زیرا کہ وے رضی اللہ عنہا مشابہ بود در سمت وہیئت وراہ وروش باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص ۲۸۳)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم ازواج مطہرات حضور علیہ السلام کے پاس تھیں کہ حضرت فاطمہ تشریف لے آئیں۔ آپ کی رفتار و روش یعنی چلنا اور چلنے کی حالت حضور علیہ السلام کی رفتار و روش سے ممتاز نہ تھی اور نہ پنہاں تھی بلکہ بالکل حضور کے مشابہ تھی اس لئے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمت و ہیئت راہ و روش میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھیں ترمذی شریف کے حاشیہ پر سمت کا معنی یہ مرقوم ہے کہ

اَلسَّمْتُ، الطَّرِيْقَةُ وَالْهُدٰى السِّيْرَةِ الْحَسَنَةِ وَالدَّلُّ حُسْنُ الشَّمَائِلِ وَاَصْلُهَا الدَّلَالُ كَاَنَّهَا اِشَارَةٌ بِالسَّمْتِ اِلَى الْخُضُوْعِ وَالْخُشُوْعِ وَالتَّوَاضُعِ وَبِالْهُدٰى اِلَى السَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَبِالدَّلِّ اِلٰى حُسْنِ الْخُلُقِ ۔ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷ حاشیہ نمبر ۵)

''السمت'' ''طریقت اور ''ہدایت''، ''سیرت حسنہ اور ''دل'' یعنی حسن شمائل اور اس کا اصل دلال ہے۔ گویا کہ وہ اشارہ ہے ''سمت'' کے ساتھ طرف خضوع وخشوع اور تواضع کے اور ''ہدایت'' کے ساتھ طرف سکون اور وقار کے اور ''دل'' کے ساتھ طرف حسن خلق کے (یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے) یعنی کہ سیّدہ عائشہ کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ یہ فرماتی ہیں کہ میں نے طریقت، ہدایت، سیرت حسنہ، حسن شمائل، خشوع وخضوع، تواضع وانکساری، سکون و وقار، حسن اخلاق اور حسن کلام میں

حضرت فاطمہ سے بڑھ کر حضور سے مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ کی غلو محبت یا ذاتی قیاس آرائی نہیں ہے کہ انہوں نے مبالغہ سے کام لے کر فرما دیا ہو بلکہ کتب سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت نے ہر معاملہ میں سیّدہ کو حضور سے مشابہت و دیعت فرما رکھی تھی ...... سیّدہ کا چہرہ مبارک حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے مشابہ تھا...... کلام فرماتی ہوں تو فصاحت و بلاغت حسن کلام شیریں مقالی اور بامعنی و بامقصد کلام اسی طرح مبارک لبوں سے نکلتا جس طرح پھولوں سے پتیاں جھڑتی ہیں...... جب چلتی ہوں تو اسی طرح محسوس ہوتا ہے کہ سرکار تشریف لا رہے ہیں نہ زیادہ آہستہ اور نہ زیادہ تیز چال بلکہ میانہ روی سے قدم مبارک اٹھاتیں اور رکھتیں جب کوئی بچہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا تو بالکل اسی طرح اس کے رخسار پر اپنی مبارک ہتھیلی سے پیار کرتیں جس طرح سرکار فرماتے...... اگر کوئی بزرگ عورت تشریف لاتی تو اس کو آگے بڑھ کر تھام لیتیں اور پھر اس کے ساتھ چلتے چلتے اپنی مسند پر اسے اپنے پاس بٹھاتیں یہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اور پیارا طریقہ تھا۔

بہر نوع مشابہت

☆...... حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت بھی مکہ مکرمہ میں ہی ہوئی۔

☆...... حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت بوقت صبح صادق ہوئی۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت بھی بوقت صبح صادق ہوئی۔

☆...... حضور علیہ السلام کی ولادت پر سیّدہ آسیہ و مریم و حورانِ بہشتی سیّدہ آمنہ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ولادت پر بھی سیّدہ آسیہ و مریم و حوران بہشتی سیّدہ خدیجہ کے در دولت پر حاضر ہوئے۔

☆......حضور علیہ السلام کی ولادت پر آپ کی والدہ نے ایسا نور ملاحظہ فرمایا جس سے شام و بصرہ کے محلات روشن ہو گئے۔

سیّدہ کی ولادت پر بھی حضرت خدیجہ نے نور ملاحظہ فرمایا جس سے شرق و غرب کے در و دیوار روشن ہو گئے۔

☆......ولادت کے بعد حضور علیہ السلام کو کسی دنیاوی دایہ نے غسل نہیں دیا۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کو بھی کسی دایہ دنیاوی نے غسل نہیں دیا۔

☆......حضور علیہ السلام کو حورانِ بہشتی نے جنتی لباس پہنایا۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کو بھی حورانِ بہشتی نے جنتی لباس پہنایا۔

☆......حضور علیہ السلام کی زیارت سب سے پہلے ملائکہ نے کی۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کی زیارت سب سے پہلے حورانِ بہشتی نے کی۔

☆......حضور علیہ السلام کی ولادت با سعادت پر ملائکہ نے خوشیاں منائیں اور حضرت آمنہ کو مبارکبادیں دیں۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ولادت با سعادت پر حوروں نے خوشیاں منائیں اور حضرت خدیجہ کو مبارکبادیاں دیں۔

☆......حضور علیہ السلام کا نکاح حضرت عائشہ کے ساتھ اللہ کریم نے عرش بریں پر فرمایا۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کا نکاح حضرت تن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے عرش بریں پر فرمایا۔

☆......حضور علیہ السلام کے آسمانی نکاح کی [illegible] جبرئیل امین نے حضور کو دی۔

سیّدہ کے آسمانی نکاح کی خبر بھی جبرئیل امین نے حضور کو دی۔

☆......حضور علیہ السلام کا جھولا فرشتے جھلایا کرتے تھے۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کا جھولا حوریں جھلایا کرتی تھیں۔

☆......حضور علیہ السلام کا وصالِ با کمال مدینہ منورہ میں ہوا۔

سیّدہ کا وصال با کمال بھی مدینہ منورہ میں ہوا۔

وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی بیٹی
وہ کملی اوڑھنے والے محمد نور کی بیٹی

اسی لئے سرکار نے فرمایا فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا۔ اس نے مجھے غضبناک کیا اس سے محبت کی تو مجھ سے محبت کی۔

بخاری شریف

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِیْ كَاَنَّ مَشْیَهَا مَشْیُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

(بخاری شریف جلد اوّل ص۵۱۲)

حضرت فاطمہ چلتی ہوئی تشریف لائیں اور ان کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال شریف جیسی تھی......ایسا کیوں تھا؟......اسی لئے کہ فاطمہ بضعۃ الرسول ہے......حضور کا ٹکڑا ہے......اعلیٰحضرت وجد میں آ کر فرماتے ہیں کہ

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ زاہراء طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

مواہب الدنیہ

سرکارِ دو عالم نے سیّدہ بتول کو **بِضْعَةٌ مِنِّی** فرمایا ہے......**وَالْبِضْعَةُ قِطْعَةُ اللَّحْمِ** ......اور بضعہ کا معنی ہے گوشت کا ٹکڑا......**وَاسْتَدَلَّ بِهِ السُّهَيْلِي عَلٰى اَنَّ سَبَّهَا كُفْرٌ** ......اسی سے امام سہیلی نے استدلال کیا ہے کہ چونکہ جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا حصہ ہیں۔ اسی لئے آپ کی شانِ اقدس

میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ (المواہب اللدنیہ ص ۴۳۶)

ہوش کے ناخن لیں یہ ملاں ملوانے جن کے چہروں پہ لمبی لمبی داڑھیاں بھی ہیں ...... ماتھوں پہ محراب بھی ہیں ...... شلواریں ٹخنوں سے اوپر تک بھی ہیں ...... سروں سے گنجے بھی ہیں ...... رخسار ابھرے ہوئے بھی ہیں ...... آنکھیں اندر دھنسی ہوئی بھی ہیں اور اہل بیت کے پنجتن پاک کے گستاخ بھی ہیں ...... کیونکہ سرکار نے خارجیوں کی یہی نشانیاں بیان فرمائی ہیں جو صحاح ستہ میں موجود ہیں ...... فرمایا

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ

(بخاری اول ص ۵۱۰)

آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی ...... حضور مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو

فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُا لعَيْنَ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِي الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ

ایک شخص آیا اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں رخسار ابھرے ہوئے پیشانی پر محراب لمبی داڑھی سر منڈھا ہوا۔

قَالَ اِنَّ مِنْ ضِنْضِئِ هٰذَا وَفِيْ عَقْبِ هذا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ (بخاری شریف جلد اول ص ۴۷۲)

فرمایا اس کے بعد اس کی نسل میں سے ایسی قوم پیدا ہوگی (اس کی بھی یہی نشانیاں ہوں گی) قرآن پڑھتے ہوں گے مگر وہ ان کی گردنوں سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اوثان کو چھوڑیں گے اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر دوں۔ مسلم شریف میں بھی بقایا نشانیوں کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے اور حضرت ابو

سعید خدری فرماتے ہیں جس آدمی کی نشاندہی کی گئی تھی جب حضرت علی کی خارجیوں سے جنگ ہوئی تو ان میں وہ آدمی قتل ہوا ہوا موجود تھا اور ان خوارج کی یہی نشانیاں تھیں جو سرکار نے بیان فرمائیں ...... اس دور کے خوارج کی بھی یہی نشانیاں ہیں ......

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً خارجیوں کی وبا سے

لہجہ و گفتگوئے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

الاستیعاب

صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

مَارَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الَّذِيْ وَلَدَهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الاستیعاب جلد نمبر ۲ ص ۷۷۲)

میں نے سیّدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر تھیں۔

اور سرکارِ دو عالم کی فصاحت و بلاغت کے متعلق اعلیٰحضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ علیک السلام

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

تو جس سیّدہ کے والد گرامی کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم ہو کہ وہاں فصاحت و بلاغت ہاتھ باندھے نظر آئے اور جس کے شوہر کے خطبات کوفہ نے مخالفین کے دانت کھٹے کر دیئے ہوں اور جس کی شہزادی نے شام کے درباروں میں اپنی فصاحت و بلاغت کے فن پاروں سے یزیدیت کو ہلا کر رکھ دیا ہو اور جس کے شہزادے نے میدان کربلا میں حق گوئی کی عدیم النظیر اور فقید المثال روایت قائم کی ہو گویا کہ جس

کا گھرانہ ہی علم و ادب اور فصاحت و بلاغت کا منبع و مخزن ہو...... اس کے لہجہ اصدق و اقدس کے کیا کہنے؟ گویا کہ عرب کے فصحاء و بلغاء کے جھرمٹ میں باپ تبلیغ قرآن و حدیث کا مقدس فریضہ انجام دیتا اور فصیحات و بلیغات کے جلو میں بیٹی اس مقدس و مطہر خدمت کو پورا فرماتی ...... کائنات نے نہ کوئی ایسا خطیب دیکھا اور نہ خطیبہ ...... میدان محشر ہو گا تو ان کی شانِ خطابت اور فصاحت و بلاغت کا ظہور ہو گا ...... اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّنَ وَخَطِيْبَهُم ...... انبیاء کا خطیب انبیاء کو خطبہ دے گا اور اس کی شہزادی بارگاہِ خداوندی میں اس فصاحت و بلاغت سے اپنے شہزادے کا کیس دائر کرے گی کہ میدان محشر میں چیخ و پکار...... آہ و بکا کا سماں اک نیا حشر برپا کر دے گا ...... اور پھر تمام اہل محشر کو حکم ہو گا آنکھیں بند کر لو...... سر جھکا لو ...... تا کہ محمد کی بیٹی پل صراط کو عبور کر لے ......

سیّد الانبیاء کی مجلس اور سیدۃ النساء کی آمد

ترمذی شریف

حضرت ام المؤمنین محبوبۂ محبوب خدا سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ

وَكَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷)

جب حضرت سیّدہ فاطمہ خاتونِ دارین ملکہ جنت سلام اللہ علیہا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو سرکار خود بنفس نفیس قیام فرما ہوتے اور آپ کے سر اقدس کو چومتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے ...... اندازہ فرمائیں یہ کون سی ہستی ہے کہ جس کے لئے امام الانبیاء استقبال فرماتے ہوئے قیام پذیر ہوتے ہیں؟ ...... اور یہ کون قیام میں آتا ہے جس کے لئے شب معراج مسجد اقصیٰ میں استقبال کرنے کو تمام انبیاء و رسل جلوہ آرا ہوتے ہیں اور جب وہ تشریف لائے تو تمام قیام پذیر ہو

کر ان کا استقبال کرتے ہیں ...... وہ مقتداء انبیاء و پیشوائے مرسلین برائے سیدۃ نساء عالمین استقبال کرتے ہوئے قیام فرما ہوتے ہیں ...... اور جس کے تلووں کو جبرئیل امین باذن ربّ العٰلمین بوسہ دیتے ہیں وہ بوسہ گاہِ جبرئیل کے حامل پیارے مصطفیٰ علیہ السلام سیّدہ کے سر اقدس کو بوسہ دیتے ہیں اور جن کے لئے کرسی و عرش مسند بنے اور وہ مسند نشین عرش و کرسی ہوں وہ اپنی مسند پر حسنین کریمین کی والدہ محترمہ کو بٹھا کر محبت و شفقت فرماتے ہیں ...... کیا مقام ہے سیّدہ کا اور کیا مرتبت ہے آپ کی اور پھر جب سرکار نے سیّدہ کے ہاں قدم رنجہ فرمایا تو

ترمذی شریف

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷)

آپ اپنے مقام و مجلس سے قیام فرما ہو کر اپنے آقا و والد گرامی کا استقبال فرماتیں اور آپ کے ید مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی مسند پر بٹھاتیں۔

سوال یہ ہے کہ سیّدہ تو والد سمجھ کر یا نبی سمجھ کر احترام فرماتی تھیں ہاتھوں کو بوسہ دیتیں اور اپنی مسند پر بٹھاتی تھیں مگر سرکار ایسا کیوں فرماتے ...... باپ کبھی اپنی بیٹی کا احترام اس طرح سے نہیں کیا کرتے اگر زیادہ ہی محبت ہو تو صرف بوسہ شفقت لیا کرتے ہیں مگر یہ قیام اور بوسہ اور اپنی مسند پر بٹھانا؟ ...... وجدان و ایمان یہ کہتا ہے کہ نبی محترم ایک صاحبزادی ہونے کے ناطے شفقت پدری سے ایسا نہ فرماتے تھے بلکہ ان کے پیش نظر ملکہ فردوس بریں کی صورت ہوتی تھیں اور حضور فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ سے مجھے جنت کی خوشبو آتی ہے ...... ”جب میں جنت کی خوشبو سونگھنا چاہوں تو میں فاطمہ کا سر سونگھ لیتا ہوں اور اسے بوسہ دے دیتا ہوں ...... یہ حدیث جیسے منکرین عظمت خاتون قیامت کے منہ پر زور دار طمانچہ ہے۔ اسی طرح منکرین عظمت انبیاء و اولیاء کے لئے تازیانہ عبرت بھی ہے جو کہتے ہیں قیام نماز سے ہے

غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ...... بوسہ رکوع کی صورت ہے۔ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں بلکہ ان کی فتویٰ بازی کی غیر محتاط روش یا ینجار سید کہ غیر اللہ خواہ کوئی ولی یا نبی ہی کیوں نہ ہو اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا اور ان کے ہاتھ پاؤں چومنا شرک ہے۔ وہ فتویٰ فروش مفتی و ملاں بتائیں کہ ترمذی کی اس صحیح حدیث کے مطابق ان کے فتویٰ کو کہاں جا کر مقام ملا اور اس کی بوچھاڑ کی زد میں کون کون آیا؟...... جن کے فتوؤں سے نہ انبیاء محفوظ نہ اولیاء محفوظ نہ خاندان نبوت محفوظ...... کیا ان کا کلمہ ہے اور کیا دکھلاوے کی نمازیں ...... ریاکاری کے روزے حج اور زکوٰۃ ...... تمام اعمال اکارت ہی جائیں گے کیوں کہ جن کے نبی ولی مشرک ہوں وہ خود کہاں کے مومن ہوں گے...... اقبال مرحوم نے سچ فرمایا

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر باونرسیدی تمام بولہبی ست

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحیٰ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

تو جب سرکارِ دو عالم مخدومہ کونین کی تعظیم فرماتے ہوئے قیام فرما ہوتے ہیں اور انہیں اپنی مجلس و مسند پر بٹھاتے ہیں تو سرکار کا غلام پھر وہی ہو سکتا ہے جو سیّدہ کی تعظیم میں اس قدر منہمک ہو کہ ان کا اسم گرامی آئے تو نظریں جھک جائیں، آنکھیں پرنم ہو جائیں اور دیدہ دل فرش راہ بن کر ان کا منتظر ہو جائے ...... اور اگر ان کی نسل پاک کا کوئی چھوٹا یا بڑا بزرگ یا بچہ مرد یا عورت اس غلام بے دام کے غربت کدہ کو رونق بخشتے ہوئے قدم رنجہ فرمائے تو اسے اپنی قسمت کی معراج تصور کرتے ہوئے اسی طرح ان کی تعظیم بجا لائے جس طرح کہ سرکار ہی تشریف لے آئے ہیں اور سیدۃ

النساء ہی نے کرم فرمایا ہے کیونکہ

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ...... اہل سنت و جماعت کہ جو خالص سنی حنفی بریلوی ہوں ان کی گھٹی میں عظمت اہل بیت اور تعظیم آلِ اطہار پڑ چکی ہے اور وہ اپنی قسمت پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ

کسی کو کہیں کی حکومت ملی ہے کسی کو کہیں کا خزانہ ملا ہے
خدا کی قسم اپنی قسمت تو دیکھو ہمیں پنجتن کا گھرانہ ملا ہے

اسی وجہ سے ہم سادات کے ہاتھوں پیروں کو بوسہ دینا باعث فخر سمجھتے ہیں اور ان کا احترام اپنے اوپر واجب قرار دیتے ہیں ان کی محبت کو جزو ایمان ہی نہیں بلکہ عین ایمان تصور کرتے ہیں کیونکہ ان کی محبت رسول اللہ کی محبت اور ان کی تعظیم سرکار ہی کی تعظیم ہے...... لہٰذا جو مرکز سادات کرام اور منبع امامت ہیں۔ ان کی تعظیم و محبت نہ کرنے والے مسلمان کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانوں کے آقا و مولا حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیّدہ سلام اللہ علیہا سے نہایت ہی محبت و پیار تھا جتنی شفقت انہیں حاصل تھی کوئی دوسرا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

تمام لوگوں سے زیادہ محبوب مصطفیٰ کون؟

<u>ترمذی شریف</u>

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے زیادہ کون محبوب ہے...... فرمایا

فاطمہ......سوال کیا گیا کہ مردوں میں سے فرمایا ان کے شوہر

تمام اہل بیت سے زیادہ محبوبِ مصطفیٰ کون؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے وقت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاتے اور جب آپ اس سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے ان کے ہاں جاتے اس کے بعد ازواج مطہرات کے ہاں تشریف آوری ہوتی (تاکہ فراق کا عرصہ کم سے کم ہو) ایک مرتبہ ازواج میں سے کسی نے اظہار رشک فرمایا تو سرکار نے ارشاد فرمایا

مسند امام احمد

اِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهرَاءَ اَحَبُّ اَهْلِ بَيْتِي اِلَيَّ (مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ا ص ۱۵۵)

بے شک فاطمۃ الزہراء مجھے تمام گھر والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

ترمذی شریف

ابن بریدہ اپنے باپ حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

كَانَ اَحَبُّ النِّسَاءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِيْ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۔

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۷)

عورتوں میں سے حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب سیّدہ فاطمہ تھیں اور مردوں میں سے حضرت علی......ابراہیم نے کہا یعنی اہل مدینہ میں سے

مندرجہ بالا احادیث نے وہ تمام اعتراضات باطلہ مردود کر دیئے جو منکرین عظمت خاتون جنت اکثر کیا کرتے ہیں......مثلاً

اہل بیت صرف ازواج مطہرات ہیں اولاد ان میں شامل نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام کی تین اور بنات کا بھی سیّدہ کے برابر ہی رتبہ ہے۔

حضور علیہ السلام کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ سے محبت تھی۔

ان احادیث مبارکہ کے الفاظ احب اہلی نے ثابت کر دیا کہ اولاد بھی اہلبیت میں شامل ہے اور انہیں الفاظ سے پتہ چلا کہ تمام اہل، اولاد، آل، اہل بیت سے زیادہ حضور کو اپنی لخت جگر سے محبت تھی اور خود ام المومنین سیّدہ عائشہ یہ فرما رہی ہیں انہی کی زبان پاک کا فیصلہ ہے کہ عورتوں میں سب سے زیادہ حضور کو سیّدہ فاطمہ محبوب تھیں اور مسند امام احمد حنبل کی حدیث نے پریکٹیکل نقشہ دکھا دیا کہ انتہائے محبت یہ تھی کہ سفر میں جاتے وقت آخر میں اور آتے وقت سب سے حتیٰ کہ ازواج مطہرات سے بھی پہلے سیّدہ سے ملاقات ہوا کرتی تاکہ عرصہ جدائی میں زیادہ طوالت نہ ہو۔

جنتی عورتوں کی سردار...... بنت محمد سلام اللہ علیہا

المستدرک للحاکم

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ ایسا نازل ہوا جو اس سے قبل کبھی مجھ پر نازل نہیں ہوا اس نے سلام کہنے کے بعد باذن اللہ تعالیٰ مجھے ایک بشارت دی ہے کہ

اَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۵۱)

بے شک فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

الصواعق المحرقہ

اَخْرَجَ التِّرْمَذِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَّمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَبَشَّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۸۷ مطبوعہ ملتان)

برقِ سوزاں

ترمذی نے حذیفہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے کہ یہ فرشتہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا۔ اس نے اپنے ربّ سے مجھ پر سلام بھیجنے اور یہ خوشخبری دینے کی اجازت طلب کی ہے کہ فاطمہ مستورات جنت کی سیّدہ اور حسن و حسین نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ (برقِ سوزاں ص ۶۲۴)

الصواعق المحرقہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۹۱ مطبوعہ ملتان)

برقِ سوزاں

حاکم نے ابو سعید سے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوائے مریم بنت عمران کے فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ (برقِ سوزاں ص ۶۳۵)

تمام عالمین کی اور امت کی اور نساء مومنین کی سردار سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

المستدرک للحاکم

سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ ان کے سرتاج علیہ السلام نے فرمایا

یَا فَاطِمَۃُ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ وَسَیِّدَۃُ نِسَآءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَسَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ (المستدرک جلد نمبر ۳ ص ۱۵۱)

اے فاطمہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں اور اس امت اور مومنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو جائے۔

بخاری شریف

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے سیّدہ فاطمہ سے فرمایا

اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۲)

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہو گی یا یوں فرمایا کہ تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہو گی۔

ذخائر العقبیٰ

حضور علیہ السلام اپنی شہزادی کے ہاں ان کی علالت میں ان کی عیادت کے لئے جلوہ فرما ہوئے تو بعد از پرسیدن حالات ارشاد فرمایا۔

یٰبُنَیَّۃُ اَمَا تَرْضَیْنَ اَنَّکِ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (ذخائر العقبیٰ ص ۴۳)

اے میری بیٹی کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو عالمین کی عورتوں کی سردار ہو۔

مسلم شریف

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم نے اپنی شہزادی سے فرمایا

یَا فَاطِمَۃُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْسَیِّدَۃُ نِسَآءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۹۰ ص ۲۹۱)

اے فاطمہ کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو ہو جائے تمام مومنین کی عورتوں کی سردار یا اس امت کی جملہ عورتوں کی سردار مندرجہ بالا احادیث کو سمجھنے کے لئے پہلے لفظ سیّد کو سمجھنا ہو گا کہ سیّد کسے کہتے ہیں ایک تو سرکار دو عالم کی اولاد پاک جو کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل پاک سے ہیں اور حضرت علی کی اولاد امجاد ہیں۔ یہ سادات کرام ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ دوسرے لفظ سیّد کے اور بھی معانی ہیں۔ ہمیں یہاں پر ان احادیث کو مدنظر رکھ کر سیّد کا معنیٰ قرآن و حدیث سے معلوم کرنا ہے۔

سید بمعنیٰ مالک

سورۂ یوسف

قرآن کریم میں ہے کہ سیّدنا یوسف علیہ السّلام کو جب سیّدہ زلیخا نے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تو آپ کو اپنے ربّ کی برہان نظر آئی (سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا نورانی چہرہ) آپ باہر کی طرف دوڑے تو آپ کا کرتہ زلیخا نے پیچھے سے پکڑا دوڑنے کی وجہ سے وہ پھٹ گیا اور آپ جب ساتویں دروازے کے پاس پہنچے تو

اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط (پ نمبر۱۲ سورہ یوسف نمبر۱۲ ع نمبر۱۳ نمبر۲۵)

ان دونوں نے کھڑا پایا اس کے مالک (شوہر عزیز مصر) کو دروازے کے قریب ...... معلوم ہوا کہ سیّد کا معنی ہے مالک ...... دوسری جگہ قرآنِ کریم میں لفظ سیّد سردار کے معنی میں بھی آیا ہے ...... ملاحظہ فرمائیں۔

سیّد کا معنیٰ سردار

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بشارت دی گئی تو حضرت یحییٰ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (پ نمبر۳ سورۃ آل عمران نمبر۳ ع نمبر۱۲ آیت نمبر۳۹)

بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا۔ صالحین سے ...... اس موقع پر سیّد کا معنیٰ ہے سردار ...... اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ یعنی قوم کا سردار اور یہی معنی حدیث میں بھی موجود ہیں۔ حضور نے ایک مرتبہ فرمایا قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ (بخاری) اپنے سردار کا استقبال کرو......

اب ان معانی کو مدنظر رکھیں اور ان احادیث کا ترجمہ فرمائیں جن میں فرمایا گیا کہ فاطمہ سیدۃ النساء ہے معنی یہ ہوگا کہ میری بیٹی تمام عالمین کی یا تمام مومنہ عورتوں کی یا تمام مومنین کی عورتوں کی یا تمام جنتی عورتوں کی مالکہ وسردار ہے ...... اور تمام کی بادشاہ خواہ وہ اس عالم کی نساء ہوں ...... حورانِ بہشتی ہوں یا کسی بھی عالم کی نساء ہوں سب کی مالکہ وسردار اور بادشاہ حضرت فاطمہ ہیں ...... باقی سب مملوک ...... خدام ...... رعایہ اور میرے نبی کی شہزادی ان سب کی ملکہ

ایک غلط فہمی

فقیر کی یہی باتیں بہت سے مسلک کے نام نہاد ٹھیکیداروں کو ناگوار گزرتی ہیں اور وہ فوراً فتویٰ کس دیتے ہیں کہ یہ شیعہ ہوگیا ...... یہ پکا رافضی ہے ...... یہ بے دین اور گمراہ ہے ...... کیوں؟ ...... اس لئے کہ اس نے ازواجِ مطہرات کو بھی رعایہ کہہ دیا اور فاطمہ کو ملکہ ...... یہ سنی ہے ہی نہیں یہ تو عقیدہ ہی شیعوں کا ہے کیونکہ وہ ازواج مطہرات کے متعلق عقیدہ درست نہیں رکھتے ...... یہ بھی ایسا ہی عقیدہ رکھتا ہے اس نے تقیہ کیا ہوا ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا   کافر یہ سمجھتے ہیں مسلمان ہوں میں

میں کہنا چاہتا ہوں کہ اے غیر ملکی سرمایہ سے پلنے والے مولویو ...... ڈالروں کے بھوکے خطیبو اور درہم و دینار ہضم کرنے والے ادیبو ...... مجھے بتاؤ کہ میں نے یہ الفاظ کب اور کہاں بولے یا لکھے ہیں کہ جن کو بنیاد بنا کر مجھ پر فتوؤں کی توپ گرم کرکے نشانہ پر نشانہ باندھ رہے ہو ...... کیا تم میں غیرت ہے اور تمہارا ضمیر زندہ ہے اگر ...... زندہ ہے تو بتاؤ ایک آدمی کہتا ہے کہ فلاں شخص پاکستان کا صدر ہے یا وزیراعظم ہے تو کیا اس کے ان الفاظ سے صدر یا وزیراعظم کے والدین کی توہین ہوگی؟ ...... نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان کی عزت وعظمت اور بڑھے گی کہ یہ صدر صاحب کے والد گرامی

ہیں ...... یہ وزیراعظم کی والدہ محترمہ ہیں اسی طرح جب ہم یہ کہیں گے کہ بنت رسول زوجۂ بتول والدہ حسنین سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں تو ازواجِ مطہرات کی عظمت وتوقیر بڑھے گی کہ غور کرو۔

عائشہ ---------- ملکۂ جنت کی والدۂ محترمہ ہیں
حفصہ ---------- ملکۂ جنت کی والدۂ محترمہ ہیں
ام حبیبہ ---------- ملکۂ جنت کی والدۂ محترمہ ہیں
میمونہ ---------- ملکۂ جنت کی والدۂ محترمہ ہیں
زینب بنت جحش ---------- ملکۂ جنت کی والدۂ محترمہ ہیں

تمام روحانی مائیں

فاطمہ ملکۂ جنت ہے ...... ازواج مطہرات ان کی والدات محترمات ہیں ......
فاطمہ ملکۂ جنت ہے ...... خدیجۃ الکبریٰ اس کی اماں جان ہے ...... فاطمہ جنت کی ملکہ ہے ......علی اس ملکۂ جنت کے شوہر ہیں ...... فاطمہ ملکۂ جنت ہے ...... اور جوانانِ جنت کے سردار اس ملکۂ جنت کے شہزادے ہیں۔ ان مولویوں اور مفتیوں کو غوروفکر سے کام لینا چاہئے تاکہ امت میں تفرقہ بازی ختم ہو قتل وغارت کا باب بند ہو اور تمام باشندگانِ پاکستان عظمتِ اہل بیت و رفعت شانِ صحابہ پر متحد و متفق ہو جائیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے　　نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

بہرکیف سرکار نے بار بار ارشاد فرما کر ملکۂ جنت کی ملکیت پر بار بار مہر تصدیق ثبت فرمادی حتیٰ کہ سیّدہ نے سوال کیا اے آقا

الشرف المؤبد

یَا اَبَتِ فَاَیْنَ مَرْیَمُ ...... اگر میں افضل وسیدۃ النساء ہوں تو پھر مریم کا کیا مقام ہے۔ آپ نے فرمایا تِلْکَ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ عَالَمِهَا وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار

ہیں ...... اور آپ تمام عورتوں کی سردار ہیں ...... یا آپ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (الشرف المؤبد ص۵۴)

محترم قارئین ...... توجہ فرمائیے

☆...... سیّدہ کو بِضْعَۃٌ مِّنِّی کون فرما رہا ہے جسے خود خالق کائنات نے مِنَ اللّٰہِ نُورٌ کا تاج پہنایا۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ o

☆...... سیّدہ کو نساء اہل جنت کا سردار کون فرما رہا ہے جسے خود رب العلمین نے فرمایا ہے اے سردار

یٰسٓ والقرآنِ الحکیم o

☆......سیّدہ کے لئے قیام کون فرما رہا ہے جس کی خاطر شب معراج تمام انبیاء رسل مسجد اقصیٰ میں قیام فرما ہوئے۔

☆......سیّدہ کی گردن کے بوسے کون لے رہا ہے جس کی خوشبو سے لوگ اس کا پتہ معلوم کریں اور خوشبو سونگھتے سونگھتے آپ تک پہنچ جائیں اور جس کی خاک پا کو چومنے کے لئے عرش الٰہی بے قرار ہو ولی غوث قطب ابدال قلندر چلہ کشیاں کریں کہ کبھی ایک جھلک جمالِ مصطفیٰ کی نظر آجائے اور یہی مصطفیٰ کریم سیّدہ سے جنت کی خوشبو لینے کے لئے ان کی گردن مبارک کا بوسہ لیں اور خود جس کا پسینہ مشک وعنبر سے نفیس ترین ہو۔

☆......سیّدہ سے سب سے زیادہ محبت کون فرما رہا ہے جس کی ذات سے سب سے زیادہ محبت کرنا معیار تکمیل ایمان ہے ورنہ ایمان ناقص رہے گا۔

☆......سیّدہ کو اپنا جگر قلب روح کون فرما رہا ہے جو خود جانِ کائنات روحِ کائنات قلب کائنات ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ گر نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

☆......سیدہ کے غضبناک ہونے کو اپنا غضبناک ہونا کون فرما رہا ہے جس کا غضبناک ہونا خود خدا کا غضبناک ہونا ہے۔ اسی لئے سرکار نے ارشاد فرمایا کہ

المستدرک للحاکم

اِنَّ اللّٰہ یَغضَبُ بغَضَبِ فَاطِمَۃَ وَیَرْضٰی بِرِضَائِھَا

(المستدرک ص ۱۵۴ جلد نمبر ۳)

بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک اور اس کے راضی ہونے سے راضی ہوتا ہے۔

☆......سیدۃ النساء کا مسکرانا فطرت کا مسکرانا تھا اور ان کا مغموم ہونا ساری کائنات کا مغموم ہونا تھا۔

وہ ہنسی تھیں تو فطرت بے خودی میں مسکراتی تھی
وہ روتی تھیں تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

☆......سیدہ...... جو بیٹی کے روپ میں لا جواب...... بیوی کے روپ میں بے مثال ......اور ماں کی شکل میں لاثانی تھیں۔

مادراں را اسوہَ کامل بتول   مزرعِ تسلیم را حاصل بتول

☆......سیدہ جس کے دروازے پہ سائل آیا گھر میں کچھ نہ تھا تو اپنی رداء بیچ کر سائل کا سوال پورا کیا۔

مالکِ کونین ہو کر پاس کچھ رکھتے نہیں   دوجہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

تفسیر مظہری

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُنْکَدِرٍ اِنَّ اللّٰہَ یَحْفِظُ بِصَلَاحِ الْعَبْدِ وَلَدَہٗ وَوَلَدَ وَلَدِہٖ وَعِتْرَتَہٗ وَعَشِیْرَتَہٗ وَاَھْلَ دُوَیْرَاتٍ حَوْلَہٗ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ مَادَامَ فِیْھِمْ (تفسیر مظہری)

تفسیر ضیاء القرآن

محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے کی صلاح و تقویٰ کی

وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان کی نگہبانی فرماتا ہے اور جب تک وہ نیک بندہ کسی مقام پر سکونت پذیر رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑوسیوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۳ ص ۴۵)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کی سات پشتوں کی حفاظت فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۔

(تفسیر ضیاء القرآن ص ۴۵ جلد سوم مطبوعہ لاہور)

ان خارجی ملاؤں سے کوئی پوچھے کہ ایک عام آدمی کے نیک و صالح ہونے کی وجہ سے یہاں تک رعایت ہو جائے کہ اس کی سات پشتوں کی حفاظت ہو اور امام الانبیاء اپنی بیٹی کو فائدہ نہ دے سکیں؟ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت
باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کی فضیلت دوسرے کی فضیلت کا باعث ہو سکتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے اللہ کریم اس نیک و صالح پر اتنی مہربانی فرماتا ہے کہ اس کی سات پشتوں کی حفاظت فرماتا ہے تو سرکار اور سرکار کا گھرانہ تو ہے ہی پاک طاہر مطہر اور شافع مشفع اور آل پاک نور محمدی کی تنویریں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ایک خارجی ابن خارجی ملاں

ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک خارجی ملاں کا بیٹا خارجی ملاں ایک خارجیوں کے بہت بڑے جلسہ میں آیا...... کیونکہ ابھی وہ معروف نہ تھا...... سٹیج پر

چڑھنے لگا تو سٹیج کے نگہبانوں نے اسے روک لیا اور کہا کہ آپ کو اجازت نہیں اس لئے آپ یہاں نہیں آسکتے کیونکہ یہ سٹیج صرف ملاؤں کے لئے بنا ہے ——اس نے کہا جانے دیجئے مجھے سٹیج پر جانے کی اجازت دے دیجئے مگر انہوں نے بڑے تحقیر آمیز طریقہ سے ملاں کو ہٹا دیا ——اب ملاں کو اپنی نسبت اور رشتہ کی اہمیت یاد آئی اور فوراً بولا ——تم جانتے نہیں ہو کہ میں فلاں نامور ملاں کا بیٹا ہوں اور میرا یہ نام ہے —— فوراً انہیں خشخشوں نے بڑی عزت افزائی سے سٹیج پر چڑھایا اور نعروں کی گونج میں اسے کرسی پر بٹھا دیا —— ان خارجی ملاؤں کو اپنی باری پر رشتہ داری نفع بخش نظر آتی ہے مگر خاندانِ رسالت کی بات ہو تو رشتہ داری کی افادیت واہمیت بھی ختم اور وہ رشتہ داری نفع بخش بھی نظر نہیں آتی۔

خرد کو جنوں کہہ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اے اہلِ محشر......آنکھیں بند کرلو......سروں کو جھکالو

<u>صواعق المحرقہ</u>

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلّم قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ مِنْ بَطْنَانِ الْعَرْشِ، یَا اَھْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوا رُؤُوْسَکُمْ وَغُضُّوا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ جَارِیَۃٍ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَمَرِّ الْبَرْقِ

(۱) صواعق المحرقہ ص ۱۹۰ مکتبہ مجیدیہ ملتان (۲) خطبات محرم علامہ ارشد القادری ص ۳۶۷ (۳) کنز العمال جلد نمبر ۲ ص ۲۱۹ (۴) الخصائص الکبریٰ جلد نمبر ۲ ص ۲۲۵ (۵) نور الابصار ص ۳۶ (۶) اسعاف الراغبین علی ہامش نور الابصار ص ۱۷۱ (۷) آل رسول ص ۳۹ (۸) شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۱۳۲ (۹) تنویر الازہار جلد نمبر ۱ ص ۲۵۱ (۱۰) المستدرک جلد نمبر ۳ ص ۱۶۱ (۱۱) اسد الغابہ جلد نمبر ۲ ص ۵۲۳ (۱۲) الشرف المؤبد ص ۷۲ (۱۳) روضۃ الشہداء مترجم جلد نمبر ۱ ص ۳۲۸-۳۲۷ (۱۴) شرح سلام رضا ص ۲۶۸ (۱۵) برق سوزاں ص ۳۲۲ ترجمہ صواعق محرقہ (۱۶) الحاوی للفتاوی جلد نمبر ۲ ص ۲۰۹

حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے دو بطنوں سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے لوگو! فاطمہ بنت محمد کے پل صراط سے گزرنے تک سروں کو جھکائے رکھو اور نگاہوں کو نیچی رکھو آپ پل صراط سے ستر ہزار لونڈیوں کے ساتھ جو موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے ہوں گی بجلی کے کوندے کی طرح گزر جائیں گی۔

خون آلود کپڑے

<u>شرف النبی</u>

حضور نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا میری بیٹی قیامت کے دن میدانِ عرفات میں خون آلود کپڑے لے کر آئے گی اور ایک ہاتھ عرشِ معلی پر رکھے گی اور کہے گی اے داورِ حق! میرے اور قاتلانِ حسین کے درمیان انصاف فرما۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور رسول اللہ اس کی تصدیق کریں گے۔ (شرف النبی ص ۴۲۷)

میدانِ محشر میں سیّدہ کی جلوہ فرمائی

<u>روضۃ الشہداء</u>

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام عرصہ محشر میں اس شان سے تشریف لائیں گی کہ کسی بھی شخص میں ان کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوگی —— آپ کے دائیں شانہ مبارک پر حضرت امام حسن علیہ السلام کا خرقۂ زہر آلود اور بائیں شانہ مبارک پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون میں ڈوبا ہوا پیراہن ہوگا اور سیدنا حضرت علی علیہ السلام کی خون میں ڈوبی ہوئی دستارِ مبارک آپ کے ہاتھوں میں ہوگی اور آپ عرشِ الٰہی کی طرف رخ کرکے اس درد کے ساتھ فریاد کریں گی کہ ملائکہ تڑپ کر نالہ و فریاد کریں گے۔ انبیاء کرام اپنی کرسیاں چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے جنت کی حوریں رونا شروع کر دیں گی۔ جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللّٰہ علی ابیہا وعلیہا عرش کے پائے پر ہاتھ مار کر عرض کریں گی۔ الٰہی! میری دادرسی فرما اور میری فریاد کو

پہنچ (روضۃ الشہداء جلد نمبر ۱ ص ۱۳۸-۱۳۷ مطبوعہ فیصل آباد) (ینابیع المودہ ص ۵۳)

قارئین کرام ...... قیامت کا دن روزِ محشر اور یوم جزاء ہے ...... وہی دن جس دن سورج سوا نیزے کی بلندی پر ہوگا۔ زمین تانبے کی ہوگی ...... نفسا نفسی کا عالم ہوگا ...... پیاس کی شدت سے زبانیں منہ سے باہر آ رہی ہوں گی ...... باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو چھوڑ دے گا ...... ماں بیٹی کو بیٹی ماں کو نہ پہچانے گی ...... میزان پر عمل تل رہے ہوں گے ...... حوضِ کوثر پر پیاسوں کا مجمع ہوگا ...... پل صراط سے گزرنے والے گزر رہے ہوں گے ...... ذات باری عالم جباری و قہاری میں ہوگی ...... عیسیٰ علیہ السلام کے رواں دواں سے ہیبتِ خداوندی سے خون جاری ہوگا ...... گنہگار دربدر گھوم گھوم کر کسی شافع کی تلاش کر رہے ہوں گے ...... ایسے عالم میں یہ ندا کیوں آئے گی کہ

''اے اہل محشر نگاہیں جھکا لو اور سروں کو نیچا کر لو؟...... اس لئے کہ اس سماں میں جس حالت میں سیّدہ تشریف لائیں گی اگر اسے اہل محشر دیکھ لیں گے تو حشر میں اک نیا حشر برپا ہو جائے گا...... سرکار عرض کریں گے اے بار الٰہ میں بھی نگاہیں نیچی کر لوں ..... آواز آئے گی جی ہاں! فرمائیں گے کیوں؟ باپ بیٹی سے کیوں پردہ کرے تو آواز آئے گی میرے حبیب آج فاطمہ اس طرح نہیں آ رہی جس طرح مکہ اور مدینہ میں آتی تھی بلکہ آج جس کیفیت میں ہے تم دیکھ نہ سکو گے وہ کیفیت کیا ہوگی ...... ایک ہاتھ میں حضرت امام حسن کا کرتہ جو کہ زہر آلود خون سے مملو ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں امام حسین کا خون آلود قمیض لئے ہوئے سیّدہ بارگاہِ ربّ محشر میں عرض کریں گی کہ اے مالک یوم جزاء آج محمد کی بیٹی تجھ سے سوال کرتی ہے ارشاد فرما کہ

میرے معصوم علی اصغر نے کس کے معصوم پہ تیر چلایا تھا؟
میرے جوان شبیہ رسول نے کس کے جوان پر نیزوں کی بارش کی تھی؟
میرے عون و محمد نے کس کے بچوں کو ذبح کیا تھا؟
میرے نوخیز قاسم نے کس کے نوخیز کو برچھا مارا تھا؟
میرے علمبردار عباس نے کس کے بازو قلم کئے تھے؟

میری زینب نے کس کی گو کو خالی کیا تھا؟
میری سکینہ نے کس کی بیٹی کو یتیم کیا تھا؟
میری شہر بانو نے کس کا سہاگ لوٹا تھا؟
میرے شہزادے نے کس کے بیٹے کو زہر دیا تھا؟
میرے حسین نے کس کے کنبے کو ناحق قتل کیا تھا؟
میرے شوہر علی المرتضیٰ نے کس کو زہر آلود تلوار سے کاٹا تھا؟

آواز آئے گی ...... اے میرے محبوب کی شہزادی پاک آج اگر تو مجھ سے اپنے علی اصغر شش ماہے شہزادے کے معصوم خون کے ایک قطرۂ گرم کی جزا مانگے تو میری تمام کی تمام جنت بھی اس کے لئے ناکافی ہے۔

پایا پکڑ کے عرش کا زہرا نے یوں کہا	مولا تیرے بندوں نے ذبح میرا پسر کیا
امت کو میرے ابا کی تو بخش دے خدا	سمجھوں گی مجھ کو مل گیا بدلہ حسین کا

فاطمہ رو کے عرض سناوے اے بے پرواہ خدایا
اس امت بدلے کربل وچہ میں سارا کنبہ کہایا
اسے وی امت دوزخ جاوے ہور میرے وس ناہیں
رواں گی میں تے بچڑے میرے جد تک بخشش ناہیں

اس قدر گریہ وزاری سیّدہ کی ہوگی کہ ذرہ ذرہ کانپ اٹھے گا اور میدان محشر میں چیخ و پکار کی آوازیں ہر طرف سے آئیں گی۔

نالہ کناں و گریاں جبرئیل امین بارگاہِ رسالت میں

روضۃ الشہداء

حضرت جبرئیل علیہ السلام نالہ و فریاد کرتے ہوئے سیّد عالم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ سیّدہ فاطمہ خرقۂ زہر آلود اور جامۂ خون آلود لیکر عرش کے نیچے تشریف لے آئی ہیں۔ عنقریب دریائے قہر

خداوندی موجزن ہو جائے گا اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو عظیم خطرہ ہے۔

(روضۃ الشہداء جلد اول ص ۱۳۸)

باپ بیٹی کی گفتگو

روضۃ الشہداء

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اتر کر عرش کے نیچے تشریف لے آئیں گے اور کہیں گے اے فاطمہ! اے میری آنکھوں کی روشنی اور میری پسندیدہ بیٹی اے باپ کی پیاری آج کا دن لوگوں کی فریاد کو پہنچنے کا ہے۔ نہ کر فریاد کرنے کا اور یہ دن نوازنے کا ہے نہ کہ پگھلا دینے کا یہ دن برداشت کرنے کا ہے نہ کہ بھول جانے کا میں مظلوموں کی شفاعت کرتا ہوں تو ظالموں کی شفاعت کر۔

جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا عرض کریں گی ابا جان کیا کروں جب میں حسین کا خون آلود پیراہن دیکھتی ہوں تو میرا جگر جل جاتا ہے...... جب میں حسن کی زہر آلود عبا دیکھتی ہوں تو میرا دل کباب ہو جاتا ہے۔

سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے جانِ پدر! حسین کی خون میں ڈوبی ہوئی قبا اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کر

بارِ الہا حسین کے ناحق بہائے گئے خون کے صدقے ہر اس شخص کی مغفرت فرما دے جو میرے بیٹوں سے محبت رکھتا ہے اور اس نے اپنے دل کی کھیتی میں ان کی دوستی کی فصل کاشت کر رکھی تھی اور وہ ان کے ساتھ ہونے والے واقعات سے غمزدہ رہا ہے اور ان کی مصیبت پر رویا ہے اس کا گناہ مجھے بخش دے۔

اے جانِ پدر! آ میزان کے پاس چلیں جہاں ہزاروں فقیر و مفلس اور بے کس گنہگار اپنے دلوں کو ہمارے ساتھ باندھے ہوئے ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں چلیں ...... تو خون آلود قبا ہاتھوں میں اٹھا لے اور میں خاک آلود زلفیں ہتھیلی پر رکھ لیتا ہوں تو اپنے گھائل دل سے فریاد کر اور میں مضروب دانتوں سے

شفاعت کروں تا کہ خدائے ارحم الراحمین میری امت کے بے کسوں اور گنہگاروں پر رحمت کرے۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص ۱۳۹-۱۳۸)

از کرم عذرِ گناہِ عاصیاں خواہد بحشر
ہیچ امت را بدیں شاں عذر خواہی کس ندید
مجرماں آرند سوئے درگہش روئے امید
زانکہ در عالم ازیں بہتر پناہے کس ندید

حضور کی روح، قلب، جگر کا ٹکڑا

نور الابصار

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَنْ عَرَفَ هٰذِهٖ فَقَدْ عَرَفَهَا وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْهَا فَهِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَهِيَ بِضْعَةٌ مِّنِّي وَهِيَ قَلْبِي وَهِيَ رُوْحِيَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبِي (نور الابصار ص ۴۶ علامہ شبلنجی)

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے سیّدہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ پس فرمایا جو ان کو جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ سن لے یہ فاطمہ بنت محمد ہیں اور یہ میرے جگر کا ٹکڑا میرا دل اور میرے جسم میں دوڑنے والی روح ہیں۔

جنت کی خوشبو اور سیّدہ کی گردن مبارک

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نور الابصار

إِذَا اشْتَقْتُ لِرَائِحَةِ الْجَنَّةِ شَمِمْتُ رَقَبَةَ فَاطِمَةَ (نور الابصار ص ۴۵)

شرف النبی

جب میں جنت کی خوشبو لینا چاہوں تو فاطمہ کی گردن کو سونگھتا ہوں۔

(شرف النبی ص ۲۲۸)

سیّدہ کی روح کو اللہ نے قبض فرمایا

تفسیر روح البیان

اَنَّ فَاطِمَۃَ الزَّھرا رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنۡھَا لَمَّا نَزَلَ عَلَیۡھَا مَلَکُ الۡمَوۡتِ

شرح اتموزج اللبیب

لَمۡ تَرضٰی بِقَضِھَا فَقَبَضَ اللّٰہُ رُوحَھَا (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۲ ص ۲۰۳)

جب ملک الموت سیّدہ کی روح قبض کرنے آئے تو آپ اس قبض روح پر راضی نہ ہوئیں چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ہی آپ کی روح کو قبض فرمایا۔

مجھے جدید غسل نہ دیا جائے، سیّدہ کی وصیت

جب سیّدہ پر نزع طاری ہوئی تو خود غسل فرمایا اور وصیت فرمائی کہ موت کے بعد غسل کی ضرورت نہیں ...... موت کے بعد میرا ستر کوئی نہ کھولے سیّدنا علی المرتضیٰ نے سیّدہ کو جدید غسل کے بغیر دفن فرمایا (الشرف الموبد)

(شرح اتموزج اللبیب از علامہ اہدل ص ۶۴۲ بحوالہ الحقائق فی الحدائق جلد سوم ص ۴۹ علامہ اویسی)

حضرت فاطمہ حضرت مریم کی طرح

دلائل النبوت

وَمِثۡلُھَا فِیۡ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ مِثۡلُ مَرۡیَمَ فِیۡ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ

(دلائل النبوت از حافظ ابو نعیم اصفہانی ص ۹ مطبوعہ بیروت)

اور ان کی مثل (فاطمہ کی) اس امت میں ایسے ہے جیسے حضرت مریم کی مثل بنی اسرائیل میں

تفسیر کشاف

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ جَآءَ فِیۡ زَمَنِ قَحۡطٍ فَاَھۡدَتۡ لَہٗ فَاطِمَۃُ رَغِیۡفَیۡنِ وَبَضۡعَۃَ لَحۡمٍ اٰثَرَتۡہُ بِھَا فَرَجَعَ بِھَا اِلَیۡھَا وَقَالَ

ھَلُمِّیۡ یَابُنَیَّۃُ وَکَشَفَ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا ھُوَ مَمۡلُوۡءٌ خُبۡزًا وَّ لَحۡمًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے ہاں قحط سالی میں تشریف لائے تو آپ نے حضور کی خدمت میں روٹیاں اور پکا ہوا گوشت کا ٹکڑا پیش کیا۔ آپ نے ان گوشت اور روٹیوں کو ملا دیا اور سیّدہ کی طرف لوٹاتے ہوئے کہا کہ اے بیٹی میرے قریب آؤ اور کھولا طباق کو پس اچانک وہ گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا تھا...... سرکار فرماتے ہیں کہ عَلِمۡتُ اَنَّمَا نَزَلَتۡ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی ...... میں جانتا تھا کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے پھر بھی میں نے پوچھا اے میری پیاری دختر اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ...... یہ سب کچھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے...... قَالَتۡ ھُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ...... تو سیّدہ نے عرض کیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے آیا ہے وہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے...... بیٹی کا جواب سنا تو امام الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا

فَقَالَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ جَعَلَکِ شَبِیۡھَۃً سَیِّدَۃِ نِسَآءِ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ

تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے (اے بیٹی) تجھے شبیہ سیدۃ النساء بنی اسرائیل (مریم) بنایا

ثُمَّ جَمَعَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ ابۡنَ اَبِیۡ طَالِبٍ وَالۡحَسَنَ وَالۡحُسَیۡنَ وَجَمِیۡعَ اَھۡلَ بَیۡتِہٖ حَتّٰی شَبِعُوۡا وَبَقِیَ الطَّعَامُ لَمَاھُوَ وَاَوۡسَعَتۡ فَاطِمَۃُ عَلٰی جِیۡرَانِھَا

پھر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علی ابن ابی طالب اور امام حسن و امام حسین اور تمام اہل بیت کو جمع فرمایا (سب نے اس کھانے سے اس قدر کھایا) کہ وہ سیر ہو گئے مگر کھانا پھر بھی ویسے کا ویسا ہی رہا اور سیّدہ نے اس کھانے کو اپنے پڑوسیوں میں تقسیم فرما دیا۔ (تفسیر کشاف جلد اوّل ص ۳۵۹)

جس طرح حضرت مریم کے لئے جنت سے بے موسم کے پھل اور پکا پکایا کھانا

نازل ہوتا تھا اسی طرح سیدہ فاطمۃ الزہرا بتول بنت محمد کے لئے بھی آیا...... وہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں اور یہ محمد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شہزادی ...... وہ بنی اسرائیل کی سیدۃ النساء تھیں اور یہ امت محمدیہ کی ...... اسی لئے فرمایا کہ فاطمہ اس امت میں ایسے ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام۔

حضرت مریم سلام اللہ علیہا و حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

جامع المعجزات

اصبغ بن حبان روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت فاطمہ نے حضور سے عرض کیا ابا جان! تین روز سے نہ تو میں نے کچھ کھایا نہ حسنین نے اور نہ ہی حضرت علی نے۔ حضور نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا

"ربّ محمد فاطمہ بنت محمد کے لئے وہی کچھ بھیج جو مریم بنت عمران کے لئے بھیجا کرتا تھا"...... اس دعا کے بعد آپ نے فاطمہ سے فرمایا...... "کمرے میں چلی جاؤ اور حالت رکوع میں خدا کی حمد کہو پھر دیکھنا کہ کیا نظر آتا ہے"۔

حضرت فاطمہ کمرے میں تشریف لے گئیں بعد میں حضرت علی حسنین اور پھر حضور بھی کمرے میں داخل ہو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ انواع و اقسام کے ثمرات سے بھرپور طباق لئے کھڑا ہے جس سے کستوری کی خوشبو پھیل رہی ہے...... حضور نے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ...... وہ سات روز تک اس سے کھاتے رہے لیکن کھانے میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

ایک دن حسین گھر سے باہر نکلے ان کے ہاتھوں میں جنت کا پھل تھا ایک یہودی عورت اس کی خوشبو دیکھ کر کہنے لگی کہ اہل بیت والے! میں سخت بھوکی ہوں یہ پھل مجھے دے دو...... حضرت حسین نے وہ پھل یہودی عورت کو دے دیا...... یہودی عورت نے پھل کو ابھی ہاتھ ہی لگایا تھا کہ سارے کا سارا پھل غائب ہو گیا اس پر حضور نے فرمایا۔

"قسم ہے اللہ کی جس نے مجھے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اگر تم اسے چھپائے رکھتے تو زندگی بھر کھاتے رہتے"

(جامع المعجزات ص۱۲۳ مطبوعہ فریدیہ بک سٹال ساہیوال)

حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے بے موسم کے پھل عطا فرمائے تھے جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت زکریا نے ان کے پاس جا کر دیکھا تو وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ...... ان کے پاس رزق پایا تو سوال کیا...... قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ...... اے مریم یہ بے موسم کا رزق کہاں سے آپ کے پاس آیا تو حضرت مریم نے فرمایا ...... قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ...... یہ میرے رب کی طرف سے آیا ہے...... اسی کو پیش نظر رکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ

"اے رب محمد فاطمہ بنت محمد کے لئے وہی کچھ بھیج جو مریم بنت عمران کے لئے بھیجا کرتا تھا"

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی دعا قبول فرماتے ہوئے وہی بے موسم کے پھل حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے لئے جنت سے بھیجے ...... اللہ اکبر کیا شان ہے مخدومۂ کونین سلام اللہ علیہا کی جن کے لئے جنت کے کھانے آیا کرتے...... اور پھر اس گھرانے کی سخاوت کے کیا کہنے کہ

خود بھوکے رہے اوروں کو دیا جھولی بھر کر
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے

بعد از حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوّل جنتی

دلائل النبوۃ

اَوَّلُ شَخْصٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

(میرے بعد) سب سے پہلے جو ذات جنت میں داخل ہو گی وہ فاطمہ بنت محمد

ہے (صلی اللہ علیہ وسلم وسلام اللہ علیہا) (دلائل النبوت حافظ ابو نعیم ص ۹ بحوالہ آلِ رسول ص ۳۶۲)

نورانی شعائیں

نزہت المجالس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی لوگ اپنے اپنے مقام پر ہوں گے تو اس اثنا میں ایک نور بلند ہوگا لوگ سمجھیں گے کہ سورج نکل آیا اور کہیں گے کہ ربّ القدوس کا تو فرمان یہ تھا کہ (جنت) میں سورج طلوع نہ ہوگا۔ اس وقت رضوانِ جنت کہے گا۔

هٰذِهٖ فَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ ضَحِكَا فَاَشْرَقَتِ الجِنَانُ مِنْ نُوْرِ ضِحْكِهَا

(نزہت المجالس جلد نمبر ۲ ص ۲۲۶)

کہ یہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی کی مسکراہٹ ہے وہ مسکرائے ہیں جس سے نور کی شعائیں نکلی ہیں۔

بابِ فاطمہ...... منبعِ اہل بیت

الشرف المؤبد

عَنْ اَبِیْ سَعِیدِ الْخُدرِیِّ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا یَعْنِیْ بَعْدَ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اِلٰی بَابِ فَاطِمَۃَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَکُمُ اللّٰہ ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔ (الشرف المؤبد لال محمد ص ۱۰ مطبوعہ فیصل آباد)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ (آیت تطہیر) کے نزول کے بعد چالیس صبحیں جناب رسول اللہ سیّدہ فاطمہ کے دروازے پر فرماتے رہے ...... اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز ...... اللہ تم پر رحم فرمائے ...... بے شک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اللہ تم کو دور فرمائے ہر رجس

سے اور تمہیں خوب ستھرا رکھے ...... یہاں سے معلوم ہوا کہ دروازہ فاطمہ اہل بیت کا منبع ہے۔ اسی لئے حضور نے چالیس دن آپ کے دروازے سے اہل بیت کو ندا دی اور بلایا ...... اور وہ اہل بیت علی فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں جیسا کہ آیت تطہیر کے شانِ نزول میں مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی چادر مبارک میں لیا اور فرمایا ...... اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ...... یا اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ ...... ان سے رجس کو دور رکھ ...... اور انہیں خوب ستھرا رکھ۔ اسی طرح آیت مباہلہ اور آیت مودّت میں بھی انہی کے متعلق ارشادات ہیں کہ آیات مذکورہ کا مصداق حقیقی یہی ہیں۔

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء حسین و حسن اور مصطفیٰ علی

عورت کے لئے بہتر چیز

روضۃ الشہداء

یہ روایت بھی پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ ایک روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ

"عورتوں کے لئے بہتر کیا چیز ہے"

صحابہ نہیں جانتے تھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ ...... چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر تشریف لائے اور مجلس میں ہونے والا واقعہ جنابہ سیّدہ کے گوش گزار کیا۔

جنابہ سیّدہ سلام اللہ علیہا نے کہا

"آپ نے کیوں نہ بتایا کہ عورتوں کیلئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ غیر مردوں کو نہ دیکھیں"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دوبارہ مسجد میں تشریف لائے اور حضو سیّد عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہی جواب دہرایا۔
حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔
"اے علی تو نے یہ جواب کہاں سے معلوم کیا؟"
حضرت علی نے عرض کی ......"آپ کی بیٹی فاطمہ سے"
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! کیوں نہ ہو......"فاطمہ میرا ٹکڑا ہے"
(روضۃ الشہداء جلد اوّل ص۲۶۳)

سیّدہ کا مقام جنت میں

روضۃ الشہداء

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ السلام کو بمعہ حضرت حوا علیہا السلام کے جنت میں متمکن فرمایا تو یہ دونوں بہشت میں چلتے ہوئے خود کو انتہائی عزت واحتشام کے مقام پر دیکھتے...... ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل و عز نے تمہیں نہایت خوبصورت بنایا ہے اور لوحِ وجود پر تم سے حسین ترین کوئی نقش تحریر نہیں کیا......اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم فرمایا کہ

حضرت آدم وحوا کی سیرِ جنت

ان دونوں کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام کی سیر کراؤ...... جب حضرت جبریل امین ان کو فردوس اعلیٰ میں لائے تو انہوں نے بہشت بریں کے ایک نہایت خوبصورت تخت پر ایک شہزادی کو دیکھا جس کے سر اقدس پر ایک نوری تاج تھا اور کانوں میں دونور کے گوشوارے اور ان کے چہرۂ انور کے نور سے بہشت بریں اس طرح روشن تھا جیسے آفتاب چمک رہا ہو۔ سیّدنا آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل امین سے پوچھا...... یہ کون شہزادی ہے کہ جس کے چہرۂ انور کے نور سے جنت الفردوس نورانی ہوگیا ہے؟......جبرئیل امین نے عرض کیا یہ آپ کی اولاد سے اللہ کے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ہے جس کا نام نامی اسم گرامی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہے۔
حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا:
"وہ تاج کیا ہے جو اس شہزادی نے زیب سر کیا ہوا ہے"
جبرئیل نے عرض کیا یہ اس کے شوہر علی المرتضیٰ ہیں......آپ نے فرمایا
"وہ گوشوارے کیا ہیں جو اس شہزادی کی زیب سماع ہیں"
فرمایا اس کے شہزادے حسنین کریمین ہیں......آدم علیہ السلام نے فرمایا کیا یہ لوگ مجھ سے بھی پہلے پیدا کئے گئے ہیں؟......جبرئیل نے عرض کیا، اے آدم یہ آپ کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے خداوند عالم کے پوشیدہ علم میں موجود تھے۔
(روضۃ الشہداء، جلد اوّل ص۲۷۴)

نزہت المجالس

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے قبہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس میں پانچ نام نور سے لکھے ہوئے تھے اور لکھا تھا۔

اَنَا الْمَحْمُوْدُ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ	میں محمود ہوں یہ محمد ہیں
اَنَا الْاَعْلٰی وَھٰذَا عَلِی	میں اعلیٰ ہوں یہ علی ہیں
اَنَا الْفَاطِرُ وَھٰذِہٖ الْفَاطِمَۃُ	میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہیں
اَنَا الْمُحْسِنُ وَھٰذَا الْحَسَنُ	میں محسن ہوں یہ حسن ہیں
اَلْاِحْسَانُ مِنِّی وَھٰذَا الْحُسَیْنُ	مجھ سے احسان ہے یہ حسین ہیں

پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے آدم آپ ان ناموں کو یاد فرما لیجئے کیونکہ آپ کو ان کی ضرورت ہوگی پھر جب آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس کی نور بیز فضاؤں کو چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا تو تین سو برس تک روتے رہے۔ بالآخر ان مقدس اسماء عالیہ کے وسیلہ سے دعا کی اور کہا

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ فَاطِمَۃَ وَحَسَنٍ وَحُسَیْنٍ یَا اَعْلٰی یَا

فَاطِرُ وَ یَامُحۡسِنُ

یا اللہ بحق محمد مصطفیٰ وعلی و فاطمہ وحسن وحسین یا اعلیٰ و فاطر ومحسن مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر خدا تعالیٰ کا سلام پیش کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اے آدم اگر آپ نے اس وسیلہ سے اپنی تمام اولاد کی بخشش طلب کی ہوتی تو ہم بخش دیتے۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۳۲)

دوائے دردِ عصیاں پنجتن کے در سے ملتی ہے
زمانے میں یہی مشہور ہیں دارالشفاء والے

فصل خامس

ولادت باسعادت

روضۃ الشہداء

ملکہ جنت خاتون قیامت سیّدہ طیبہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت با سعادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت حضور علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی ...... دوسری روایت کے مطابق اعلان نبوت سے ایک سال بعد ہوئی ...... یا سن بعثت میں سیّدہ سلام اللہ علیہا نے اس کرۂ ارض کو اپنے قدوم میمنت لذوم سے زینت بخشی اور زمین کو اپنے وجود باجود سے سرفراز فرمایا...... امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعثت کے پانچویں سال گلستان نبوت میں اس تازہ کلی کی خوشبو مہکی اور بنت رسول نے فرش زمین پر جلوہ ریزی فرمائی ...... روایات میں منقول ہے کہ جب سیّدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اپنی والدہ محترمہ کے بطن اطہر میں متمکن تھیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ و والدہ سیّدہ فاطمہ سیّدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو فرمایا...... اے خدیجہ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوگی۔

اس کا نام فاطمہ ہے۔ اس کی نسل طیب و طاہر اور مبارک ہوگی۔ (روضۃ الشہداء اول ص ۲۶۰)

جنت کا سیب

شرف النبی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ آپ جب فاطمہ کو چومتے ہیں تو اپنی زبان اس کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا شب معراج کو مجھے جبرئیل بہشت دکھا رہے تھے اور مجھے ایک سیب پیش کیا۔ میں نے کھایا اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو اس سیب سے پیدا کیا ہے میں جس وقت فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں تو مجھے بہشت کی آرزو ہوتی ہے۔ (شرف النبی ص ۲۲۸ مطبوعہ لاہور)

نور الابصار

ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے جب فاطمہ آتی ہیں تو آپ اپنی زباں شریف ان کے منہ میں رکھ دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسے شہد کھلاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں آسمانوں کی سیر کو گیا تو مجھے جبرائیل نے ایک سیب دیا میں نے وہ کھالیا اور وہ میری پشت میں نطفہ بن گیا جب میں واپس آیا اور خدیجہ سے ہم بستر ہوا اس مقدس صحبت سے فاطمہ پیدا ہوئی۔ جب میں اس سیب کی خواہش کرتا ہوں اسے بوسہ دیتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ام المومنین عائشہ نے کہا آپ فاطمہ کو بہت بوسے دیتے ہیں۔ فرمایا جس رات جبرائیل نے مجھے آسمانوں کی سیر کرائی مجھے جنت میں لے گئے اور اس کے سب پھل مجھے کھلائے وہ میری پشت میں پانی ہو گئے تو خدیجہ کے پیٹ میں فاطمہ تشریف لے آئیں۔ میں جب ان پھلوں کا شوق کرتا ہوں تو فاطمہ کو بوسہ دیتا ہوں۔ فاطمہ کی خوشبو سے ان تمام پھلوں کی کیفیت پاتا ہوں جو میں نے جنت

میں کھائے تھے۔ (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار ص۱۵۴-۱۵۳)

حضرت خدیجہ کا ارشاد پاک

نزہت المجالس

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہرا کا نورِ مقدس میرے بطن میں تھا تو میں ہر روز جنت کی خوشبو سونگھا کرتی تھی اور یہ خوشبوئے فردوس بریں مجھے پورے نو ماہ تک آتی رہی اور پھر وہ جنت کی کلی زہراء میری آغوش میں آ گئی۔ (نزہت المجالس جلد دوم ص۲۲۵)

ام المومنین سیّدہ خدیجہ کی پریشانی

روضۃ الشہداء

جب سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی ولادت معظمہ کا وقت قریب آیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی شخص کو اپنے قریبیوں کے ہاں بھیجا کہ ان کی عورتیں میری کفایت کے لئے آئیں۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص۲۶۰)

قریش کی عورتوں کا جواب

قریش کی عورتوں نے جواب بھیجا کہ اے خدیجہ تو ہمارے نزدیک گنہگار ہے تو نے ہماری بات نہ مانی اور عبداللہ کے یتیم کی زوجہ بن گئی تو نے فقیری کو امیری پر ترجیح دی ہے۔ اس لئے ہم تیرے پاس نہیں آئیں گی اور نہ ہی تیری کفایت کریں گی۔ (ایضاً)

حضرت سارہ، مریم، کلثوم آسیہ کی تشریف آوری

حضرت خدیجۃ الکبریٰ ان کے جواب سے غمزدہ ومخزون ہو گئیں تو اچانک گندمی رنگ اور لانبے قد کی چار خواتین آپ کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور بنی ہاشم کی عورتوں کی طرح گفتگو کرنے لگیں...... حضرت خدیجۃ الکبریٰ انہیں دیکھ کر ڈر گئیں تو ان میں

سے ایک نے کہا...... اے خدیجہ غم نہ کر اور نہ ہی تجھے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تیرے لئے بھیجا ہے اور ہم تیری بہنیں ہیں ...... میں سارہ ہوں۔ دوسری مریم ہیں تیسری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ کلثوم ہیں اور چوتھی فرعون کی بیوی آسیہ ہیں اور یہ سب بہشت میں تیری ساتھی ہیں ...... بعدازاں ان میں سے ایک خاتون آپ کے دائیں ایک بائیں ایک سامنے اور ایک پیچھے بیٹھ گئیں تو جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت ہو گئی۔ (ایضاً ص۲۶۱)

ایک نور درخشاں ہو گیا

جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا طاہرہ مطہرہ اور پاکیزہ جب زمین پر تشریف لائیں تو آپ کا نورِ مبارک درخشاں ہو گیا...... چنانچہ آپ کے ور نے مکہ معظمہ کے مکانوں کو گھیر لیا اور زمین کے شرق وغرب میں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے اس نور نے روشن نہ کیا ہو۔ (ایضاً ص۲۶۱)

چمنستانِ رسالت کا شجر

گلستانِ احمدی کے اقبال کا شجر ثمر بار ہو گیا، چمنستان سعادتِ محمدی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ غنچۂ دل پسند سے آراستہ ہو گیا، گلشن عصمت کا پھول تقدس وطہارت کے باغ میں نسیم جمال اور شمیم کمال سے پیراستہ ہو گیا۔ (ایضاً ص۲۶۱)

آبِ کوثر سے ملکۂ جنت کا غسل اوّل اور مبارکبادیاں

روایت میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ پاک میں جنت کی دس حوروں کو بھیجا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک طشت اور چمکتی ہوئی چھاگل تھی اور ان چھاگلوں میں کوثر کا پانی تھا...... چنانچہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو لے کر کوثر کے پانی سے نہلایا اور ایک سفید کپڑا نکال کر اعلیٰ

قسم کی خوشبوؤں میں بسا کر آپ کو پہنایا اور ایسے ہی ایک اور پاکیزہ خوشبوؤں میں بسا ہوا کپڑے کا رومال آپ کے فرقِ طاہر پر باندھ کر کہا ..... اے خدیجہ اب اس پاک اور پاکیزہ کو لے لیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر برکت کرے اور دوسری خواتین نے بھی جنابہ خدیجۃ الکبریٰ کو مبارکباد پیش کی۔ (روضۃ الشہداء جلد اوّل ص ۲۶۱)

جنابہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے خوشی خوشی بیٹی کو گود میں لے لیا..... حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام فاطمہ رکھا۔ آپ کی کنیت ام محمد لقب راضیہ، مرضیہ، میمونہ، ذکیہ، بتول اور زہرا ہیں (روضۃ الشہداء جلد اوّل ص ۲۶۲)

بچپن سے ہی مصائب کی ابتداء

چونکہ حضور علیہ السلام کے اعلانِ نبوت کے وقت آپ کی عمر پاک باختلاف روایات ..... ایک سال ..... ڈیڑھ سال ..... دو سال ..... ڈھائی سال تھی اور صحیح روایت کے مطابق آپ اعلان رسالت کے بعد پیدا ہوئیں تو آپ کا بچپن تھا اور کفار کے ذات رسول اللہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے ..... بچپن ہی میں آپ نے یہ سبق سیکھا کہ جینا اور مرنا صرف حق کے لئے ہے ..... حق کی تبلیغ کرتے ہوئے ہمارے گھرانے کو جو بھی مصائب پہنچیں گے ہم برداشت کریں گے۔

جو دیکھی ہسٹری میں نے تو مجھ کو یہ یقیں آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

مدارج النبوت

ایک دن حضور کعبہ معظمہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور قریش ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ پھر اس نے اوروں سے کہا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو فلاں قبیلہ سے ذبح کردہ اونٹ کی اوجھ اٹھا لائے (ایک روایت میں مشیمہ یعنی آنول آیا ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد غلاظت نکلتی ہے) پھر جب حضور سجدے میں جائیں تو ان کے کندھوں پر رکھ دے ..... اسی پر

بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اونٹ کی اوجھ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ حضور اس حال میں رہے اور سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا اور وہ سب کھڑے ہنستے رہے اور ہنسی میں لوٹ پوٹ ہوتے رہے یہاں تک کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے سے اس اوجھ کو اٹھا کر پھینکا اور ان بدبختوں کو برا بھلا کہتی رہیں۔ (مدارج النبوت اردو جلد دوم ص ۶۲۔۶۱ مطبوعہ لاہور)

علیٰ ہٰذا القیاس، شعب ابی طالب میں محصوری، میدانِ طائف میں حضور پر ظلم و ستم یہ بچپن سیّدہ زہرا کے ہی واقعات میں اور پھر جوانی کے بعد شادی تک اور شادی کے بعد بھی یہ واقعات رونما ہوتے گئے۔ جنگ احد میں حضور علیہ السلام زخمی ہوئے۔

مدارج النبوت

مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے روئے مبارک سے خون صاف کرتے تھے حضرت علی مرتضیٰ اپنے سر پر پانی لاتے اور سیّدہ فاطمہ دھوتیں تھیں۔ ہر چند کہ زخم دھویا جاتا مگر خون نہ رکتا اس کے بعد بوریے کا ایک ٹکڑا جلایا اور اس کا خاکستر زخم پر چھڑکا تب خون بند ہوا۔
(مدارج النبوت اردو جلد دوم ص ۲۲۲ مطبوعہ لاہور)

اور ابھی عمر کی چند معدود بہاریں دیکھی تھیں کہ والدہ محترمہ کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا ..... شفقت والدہ سے محروم ہو کر زندگی کیسے گزرتی ہے وہی حضرات جانتے ہیں جن کی مائیں داغِ مفارقت دے چکی ہوں ..... اور پھر ایسی ماں جو ام المومنین بھی ہو اور غمگسار مصطفیٰ بھی ..... جو اپنی بیٹی کو حد درجہ عزت کی نگاہ سے بھی ملاحظہ فرماتی ہو اور شفقت سے بھی ..... ان کا وصال پر ملال ہو گیا تو دنیا اندھیری ہو گئی۔ عظیم بیٹی کے سر سے عظیم ماں کا سایہ محبت و شفقت اٹھ گیا ..... دکھوں کی دنیا میں فاطمہ زہرا کی جھولی سکھوں سے بھرنے والی ماں دارِ فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گئیں ..... سیّدہ کے لئے مزید ناقابل برداشت صدمہ جانکاہ اٹھ کھڑا ہوا ..... اِنّــا

لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن ...... سرکار اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لاتے تو خدیجہ کو نہ پا کر ملول و مخزون ہوتے مگر سیّدہ فاطمہ بے قرار ہو کر روتے روتے اماں اماں پکارتیں تو سرکار دلاسہ دیتے اور دلاسہ دیتے ہوئے سرکار کی چشمانِ معنبرہ سے بھی اشکوں کا سیلاب رواں ہو جاتا ...... گھر میں یا تو رونے کی آوازیں آتیں یا بالکل سناٹا چھا جاتا ...... تنہائی ہی تنہائی ...... پہلے تو ماں بیٹی مل کر باتیں کیا کرتے تھے اب سیّدہ اکیلی ہوتیں اور باتیں کرنے والا کوئی نہ ہوتا ...... حضور علیہ السلام جب مقدس و معنبر دولتکدۂ نبوت میں جلوہ افروز ہوتے تو کچھ دیر کے لئے غم کا طوفان تھم جاتا اور جب سرکار مسجد شریف میں تشریف لے جاتے تو سیّدہ کا غم پھر سے تازہ ہو جاتا ...... پھر والدہ کی یاد آ جاتی اور رونے لگتیں ...... اسی طرح عرصۂ حیات گزرتا گیا اور سیّدہ کا بچپن جوانی میں بدلنے لگا۔

سیّدہ کا نکاح

حضور علیہ السلام اپنے دل ہی دل میں فرماتے کہ میری بیٹی تنہا ہے ماں کا سایہ اٹھ چکا ہے۔ وقت گزرتا جا رہا ہے اور خیال ہی خیال میں سوچتے کہ جب میں اپنی اس لختِ جگر کو بعد از نکاح رخصت کروں گا تو اس وقت میری بیٹی کو ماں یاد آئے گی ...... اسی طرح کے خیالات حضور کو بے قرار کرتے رہے ...... اسی اثناء میں ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور مدینہ طیبہ مسکن رسول اللہ قرار پا گیا ...... مدینہ منورہ میں تقریباً دو سال گزر گئے۔ حضرت فاطمہ کے متعلق شرفاء کی خواستگاری کی درخواستیں آئیں مگر سرکار نے فرمایا کہ میں اس بارے میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔

مدارج النبوت

روائیوں میں آیا ہے کہ سیّدہ فاطمہ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علت بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ان کے نکاح میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا ان کو بھی اسی طرح جواب مرحمت فرمایا ...... مشکوٰۃ میں مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے لئے پیام دیا تو حضور نے فرمایا وہ خورد سال ہیں ...... پھر ام ایمن نے حضرت علی کو ترغیب دی روضۃ الاحباب میں کہا گیا ہے کہ صحابہ نے ان سے کہا آپ حضور کے اہل و خواص میں سے ہیں۔ آپ جا کر ان کے لئے حضور کو پیام دیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شرم رکھتا ہوں اور فرمایا جب حضور نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا پیام رد فرمایا تو میرا پیام کیوں قبول فرمائیں گے ...... صحابہ نے کہا کہ آپ حضور کی بارگاہ میں بہت زیادہ مقرب اور حضور کے چچا کے صاحبزادے اور حضرت ابوطالب کے فرزند ہیں جاؤ اور شرم نہ کرو۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا اے ابو طالب کے فرزند کیا بات ہے کیسے ہمارے پاس آنا ہوا۔ عرض کیا کہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میں فاطمہ کا پیام اپنے لئے پیش کروں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا و اہلاً فرمایا اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ اس وقت حضور پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کے وقت طاری ہوتی ہے اور حضور اس میں مستغرق ہو گئے۔ اس کے بعد جب وہ کیفیت دور ہوئی اور حضور اپنے حال میں آئے تو فرمایا اے انس ربّ العرش کے پاس سے میرے حضور جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی المرتضیٰ کے ساتھ کر دو تو اے انس جاؤ اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر اور جماعت انصار کو بلا لاؤ ...... جب یہ سب حاضر ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ خطبہ پڑھا پھر حمد الٰہی میں فرمایا اس پر ربّ العزت کی حمد و ثنا ہے اور نکاح کی ترغیب دی۔ اس کے بعد فاطمہ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کے

ساتھ چار سو مثقال چاندی پر مہر عقد باندھا اور فرمایا اے علی تم قبول کرتے ہو اور راضی ہو حضرت علی نے عرض کیا میں نے قبول کیا اور میں راضی ہوا پھر حضور نے ایک طباق کھجوروں کا لیا اور جماعت صحابہ پر بکھیر کر لٹایا۔ (مدارج النبوت جلد دوم اردو ص ۱۲۸-۱۲۷)

حضرت علی کی ڈھال اور عثمانِ غنی کا ایثار

معارج النبوت

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور نکاح کا اعلان فرمایا ...... پھر حضرت علی سے فرمایا کہ یہ اپنی ڈھال لے جا کر فروخت کر دو اور اس کی قیمت لے آؤ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت کر دی اور ایک روایت میں ہے کہ چار سو اسی درہم میں فروخت کی وہ بہت عمدہ ڈھال تھی تلوار اس پر بالکل اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ جب ڈھال حضرت عثمان کے سپرد کر دی اور قیمت وصول کر لی تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا...... یا ابا الحسن آپ اس ڈھال کے زیادہ مستحق ہیں میں یہ ڈھال آپ ہی کو ہبہ کرتا ہوں...... شاہ مرداں چونکہ خود بھی سخی تھے جب انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس طرز عمل کو دیکھا شکریہ ادا کر کے آنحضرت کی خدمت میں لوٹے ڈھال بھی اور درہم بھی دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کے متعلق دریافت فرمایا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(معارج النبوت جلد سوم اردو ص ۵۵)

یہ حوالہ کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (کشف الغمہ وغیرہ)

حق مہر امت کی مغفرت

جامع المعجزات

حضرت فاطمہ نے جب یہ سنا کہ نکاح کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا ہے تو سیدہ نے حضور سے کہا "تمام امت کے لوگ اپنی بیٹیوں کا نکاح درہم و دینار کے مہر پر کرتے ہیں۔ ابا جان پھر آپ میں اور امت میں کیا فرق ہوا" خاتون جنت نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ سے عرض کیجئے کہ میرے نکاح کا مہر امت کی بخشش قرار دیا جائے۔"

عین اسی وقت جبریل ایک حریر کا کپڑا لے آئے جس پر لکھا تھا۔

"اللہ نے فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ کا مہر امت عاصی کی بخشش قرار دیدیا ہے۔"

چنانچہ وصال کے وقت حضرت فاطمہ نے وصیت فرمائی تھی کہ اس حریر کو میرے کفن پر رکھ دیا جائے۔ (جامع المعجزات اردو ص ۲۲۸-۲۲۷ فریدیہ بکسٹال)

سیّدہ کا جہیز

جامع المعجزات

روایت ہے کہ جب حضور خاتونِ جنت کو شیر خدا کے گھر رخصت فرمانے لگے تو آپ نے حضرت ابوبکر عمر عثمان اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا کہ فاطمہ کا جہیز اٹھائیں...... انہوں نے ایک چکی...... ایک پلنگ...... ایک بستر...... ایک چادر...... دو چوکیاں اور ایک پانی کا مشکیزہ اٹھایا تو سیدنا صدیق اکبر زار و قطار رونے لگے اور کہا

"اللہ اکبر جنت کی شہزادی بنت رسول کا یہ جہیز ہے"

حضور نے فرمایا

"جو دنیا میں مسافر بن کر رہے اس کے لئے اتنا سامان بہت کافی ہے۔"

بنت رسول جب باپ کے گھر سے رخصت ہوئی تو صرف ایک چادر اوڑھ رکھی تھی چادر بھی ایسی جس پر بارہ پیوند تھے۔

(جامع المعجزات اردو ص ۲۴۸ مطبوعہ فریدیہ بک سٹال ساہیوال)

البتول

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو جو جہیز عطا فرمایا اس کی تفصیل کتب سیر و تواریخ میں اس طرح ہے۔

(۱) چادر ایک عدد (۲) چکی ایک عدد (۳) بستر سادہ کپڑوں کا ایک عدد (۴) مٹی کے گھڑے دو عدد (۵) کھجور کے پتوں کی چٹائی ایک عدد (۶) گلاس چار عدد (۷) تانبے کا لوٹا ایک عدد (۸) کپڑوں کا جوڑا ایک عدد (۹) اعلیٰ کپڑے کی قمیض ایک عدد (۱۰) چاندی کے بازو بند دو عدد (۱۱) موٹے کپڑے کے تکیے چار عدد

مندرجہ بالا سامان کے علاوہ چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآن کی چند سورتیں بھی تھیں جو تاجدار دو عالم اور شہنشاہ کون و مکاں کی بیٹی کو جہیز میں دی گئیں۔ سامانِ جہیز کی جو تفصیل ہم نے پیش کی ہے یہ زیادہ سے زیادہ ہے کیونکہ تواریخ میں مختلف روایات ہیں کسی میں ہے کہ تکیے تھے گلاس نہیں تھے کسی میں ہے کہ گلاس تھے اور بازو بند نہیں تھے۔ ہم نے سب روایات میں جو کچھ تھا مجموعی طور پر پیش کر دیا ہے۔

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اگر سارے کا سارا سامان بھی اس مقدس اور عظیم بی بی کا جہیز ہو جو تمام عورتوں کی سردار ہے تو ہماری بیٹیوں کے جہیز کی تفصیل کیا ہونی چاہئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنی بیٹیوں کو کچھ نہ دیں۔

بیٹی کا حصہ باپ کے گھر میں ہے بالیقین
لیکن ہے یہ بھی شرط کہ قائم ہو اعتدال

حسرت سے دیکھتی ہے جو بیٹی غریب کی
ہو کچھ تو صائم اس کے بھی جذبات کا خیال

(البتول جناب صائم چشتی صاحب ص ۶۶-۶۵)

سیّدہ کی شادی عرش بریں پر

جامع المعجزات

ایک دن جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کیا

یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہ کا فکر چھوڑ دیجئے کیونکہ وہ آپ سے زیادہ مجھے پیاری ہے۔ فاطمہ کی شادی مجھ پر چھوڑ دیجئے...... فاطمہ کا نکاح میں اس کے ساتھ کروں گا جو مجھے بہت محبوب ہے۔ یہ سن کر حضور نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔

جمعہ کا دن تھا...... جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل چاروں فرشتے اپنے ہاتھوں میں طباق لئے حاضر ہوئے۔ طباق رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔ چاروں فرشتوں کے ساتھ ایک ایک ہزار فرشتے تھے...... جبرئیل نے حضور سے عرض کیا...... یارسول اللہ! سلام کے بعد اللہ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ کا نکاح میں نے علی کے ساتھ کر دیا ہے۔ لیجئے...... یہ جنت کے جوڑے لایا ہوں دونوں کو پہنائیے اور یہ جنت کے پھل ہیں جو دونوں کو کھلائیے۔ حضور نے جبرئیل سے فرمایا...... میں جس بات پر راضی ہوتا ہوں فاطمہ بھی اسی میں راضی ہوتی ہے...... یہ پھل اور جوڑے دارِ بقاء کے لئے رہنے دو دارِ فنا میں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔

حضور نے پھر جبرئیل سے دریافت فرمایا...... جبرئیل یہ تو بتاؤ کہ آسمانوں پر میری بیٹی فاطمہ کا نکاح کس طرح ہوا ہے؟...... جبرئیل نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! خدا نے حکم فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دو...... اور جہنم کے دروازے بند کر دو...... پھر اللہ نے عرش و کرسی اور طوبیٰ و سدرۃ المنتہیٰ کو سجا کر

حور و غلمان کو حکم دیا کہ جنت کے ہر محل میں خیمے نصب کر دو اور شادی کا ولیمہ کھاؤ ...... ولیمہ کے بعد اللہ نے حکم فرمایا کہ تمام ملائکہ مقربین اور حور و غلمان شجر طوبیٰ تلے جمع ہو جائیں ...... پھر اللہ نے ایسی مسحور کن ہوائیں چلائیں کہ درختوں سے کافور عنبر اور مشک کی خوشبوئیں پھیل گئیں۔ جنت کے طیور نے نغمات گائے تو حور و غلمان وجد کرنے لگے ...... اللہ نے ان پر ہیرے اور جواہرات نچھاور فرمائے پھر اللہ نے اپنی حمد کے بعد فرمایا کہ اے آسمان کے باسیو یہ جشن مسرت علی اور فاطمہ کے نکاح پر قائم ہوا ہے۔

جبرئیل کی باتیں سن کر حضور اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے ...... جبرئیل نے پھر کہا ...... حضور نکاح اس طرح ہوا تھا کہ اللہ آپ کی طرف سے وکیل بن گیا اور مجھے علی کا وکیل بنایا گیا تھا۔ میں نے علی کی جانب سے قبول کیا تھا تو اللہ نے خود نکاح پڑھایا تھا ...... یا رسول اللہ یہ ہے نکاح کی داستان (جامع المعجزات ص ۲۳۷-۲۳۶-۲۳۵)

کیا شان ہے اس شادی کی ...... اللہ نکاح خواں ہے ...... جبرئیل ولی ہے ...... شوہر علی ہے ...... جنت شادی گھر ہے ...... ملائکہ باراتی ہیں ...... حور و غلمان وجد میں رقص کناں ہیں۔

حضرت خدیجہ کے جنتی محل میں ملکۂ جنت کا نکاح

نزہت المجالس، ذخائر العقبیٰ، نور الابصار

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ...... یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور آپ سے فرمایا ہے کہ آج فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے جنت میں ان کی والدہ کے محل میں ہو چکا ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے خطبہ نکاح پڑھا اور جبرئیل و میکائیل علیہا السلام گواہ بنے۔ اللہ ولی اور شوہر علی ہوئے۔

(نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۲۱ اردو۔ نور الابصار عربی ص ۳۶ ذخائر العقبیٰ عربی ص ۳۲)

آسمان پر نکاح کے گواہان چالیس ہزار ملائکہ

ذخائر العقبیٰ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ اے علی

هٰذَا جِبْرَئِيلُ يُخْبِرُنِي اَنَّ اللّٰهَ زَوَّجَكَ فَاطِمَةَ وَاسْتَشْهَدَ عَلٰى تَزْوِيجِهَا اَرْبَعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ (ذخائر العقبیٰ ص ۳۲)

یہ جبرئیل امین ہیں۔ مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ سے تمہاری تزویج فرما دی ہے اور اس شادی پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔

آدم علیہ السلام نے خطبہ پڑھا

معارج النبوت

جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام کیا اور جنت کے ریشم کے سفید کپڑا ریشم کا اپنے ساتھ لائے جس پر نور سے دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا اے بھائی جبرئیل علیہ السلام یہ خط ہے؟ ...... اس مکتوب کا مضمون کیا ہے؟ ...... جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد حق تعالیٰ نے آپ کو مخلوقات سے منتخب فرمایا اور ایک بھائی اور ساتھی چنا ...... فاطمہ کو اسے دے دیجئے اور اسے اپنی شادی کا شرف بخشیے ...... میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جس کے جسم پر میری اخوت کی خلعت چست و درست بیٹھی ہے فرمایا آپ کا دینی بھائی اور نسب کے اعتبار سے آپ کے چچا کا بیٹا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اس طرح باندھا کہ تمام بہشتوں کو حکم دیا کہ وہ آراستہ و پیراستہ ہو جائیں اور حورین کو وحی بھیجی کہ وہ زیورات سے مزین ہو جائیں۔ شجرۂ طوبیٰ کو حکم ہوا کہ وہ پتوں کی بجائے خلعت فاخرہ پہنیں پھر حکم فرمایا کہ آسمانوں کے فرشتے چوتھے آسمان میں بیت المعمور کے نزدیک جمع ہو جائیں اور وہ منبر جو کرامت سے موسوم ہے اس پر آدم علیہ السلام

نے خطبہ پڑھا ہے۔ وہ نور سے ترتیب دیا ہوا منبر ہے۔ بیت المعمور کے سامنے رکھا
پھر حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو جس کا نام احیاء ہے وحی بھیجی کہ اس نے منبر پر آ کر اللہ
تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ فرشتوں میں فصاحت و بلاغت لطائف نطق اور حسن صورت
میں کوئی بھی اس کے برابر نہیں ہے۔ اس کی خوش گفتاری اور حسن صوت سے آسمان
جھومنے لگے پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ جبرئیل کی طرف وحی کی کہ اے جبرئیل میں
نے اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد کا عقد اپنے بندے علی بن ابی طالب سے باندھ دیا ہے تو
بھی ملائکہ کے درمیان اس عقد کو مستحکم کر میں نے بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس
کی تائید میں ان کا نکاح باندھا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنایا اور تمام صورت واقعہ کو
اس ریشم کے ٹکڑے پر لکھ کر فرشتوں کی گواہی سے اس کو مضبوط کیا اور آپ کی خدمت
میں لایا...... خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کی خدمت میں اسے پیش کروں پھر مشک
سے اس پر مہر لگا کر جنت کے خازن رضوان کے سپرد کر دوں جب یہ عقد مبارک
منعقد ہو گیا حق تبارک وتعالیٰ نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ (معارج النبوت جلد سوم ص ۵۳)

شجر طوبیٰ کو حکم باری تعالیٰ

معارج النبوت

اللہ تعالیٰ نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ اپنے زیورات اور لباسہائے فاخرہ کو
نچھاور کرے اور فرشتے حوریں غلمان وولدان ان کو لوٹ لے جائیں اور ایک دوسرے
کو ہدایا وتحائف دیں قیامت تک یہ ہدایا اور تحائف باقی رہیں گے۔
(معارج النبوت جلد سوم ص ۵۳۔۵۴ مطبوعہ لاہور)

الصواعق المحرقہ

(وَاَخْرَجَ) اَبُوْبَكْرُ الْخَوَارَزِمِيُّ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ
عَلَيْهِمْ وَوَجْهُهُ مُشْرِقٌ كَدَائِرَةِ الْقَمَرِ فَسَاَلَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
عَوْفٍ فَقَالَ بَشَارَةٌ اَتَتْنِيْ مِنْ رَبِّيْ فِيْ اَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ وَابْنَتِيْ

بِاَنَّ اللّٰهَ زَوَّجَ عَلِيًّا مِنْ فَاطِمَةَ وَاَمَرَ رِضْوَانَ خَازِنَ الْجَنَانِ فَهَزَّ
شَجَرَةَ طُوْبٰى فَحَمَلَتْ رِقَاقًا يَعْنِيْ صَكَاكًا بِعَدَدِ مُحِبِّيْ اَهْلِ
الْبَيْتِ وَاَنْشَاَ تَحْتَهَا مَلَائِكَةً مِنْ نُوْرٍ رَفَعَ اِلٰى كُلِّ مَلَكٍ صَكًّا
فَاِذَا اسْتَوَتِ الْقِيَامَةُ بِاَهْلِهَا نَادَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي الْخَلَائِقِ فَلَا
يَبْقٰى مُحِبٌّ لِاَهْلِ الْبَيْتِ اِلَّا رَفَعَتْ اِلَيْهِ صَكًّا فِكَاكُهُ مِنَ النَّارِ
فَصَارَ اَخِيْ وَابْنُ عَمِّيْ وَابْنَتِيْ فِكَاكَ رِقَابِ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مِنْ
اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷۳ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

برقِ سوزاں

ابو بکر الخوارزمی نے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے تو آپ کا
چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا...... عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ربّ کی طرف سے اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے اور
میری بیٹی کے متعلق بشارت ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علی کو فاطمہ سے بیاہ دیا ہے اور
جنت کے خازن رضوان کو حکم دیا ہے کہ وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے تو اس نے درخت
طوبیٰ کو ہلایا ہے تو اس نے میرے اہل بیت کے محبوں کی تعداد کے مطابق وثیقے اٹھا
لئے ہیں اور ان کے نیچے اس نے نوری فرشتے پیدا کئے ہیں اور ہر فرشتے کو ایک وثیقہ
دیا ہے۔

اس شادی کی خوشی میں محبانِ اہل بیت کی بخشش

جب قیامت اپنے اہل پر قائم ہو جائے گی تو فرشتے مخلوق میں آواز دیں گے
اور ہر اہل بیت کے محب کی طرف وثیقہ پھینکیں گے جس میں اس کے آگ سے
آزادی پانے کا ذکر ہوگا پس میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا اور میری بیٹی میری امت
کے مردوں اور عورتوں کی آگ سے گردنیں چھڑانے والے بن جائیں گے۔

عمر مبارک بوقت نکاح

روضۃ الشہداء

روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک بقول اہل بیت نو سال ...... ایک قول کے مطابق چودہ سال ...... اور بقول بعض بیس سال تھی اور اس کے علاوہ بھی روایت آئی ہے۔

بہر تقدیر ہجرت کے دوسرے سال رجب المرجب یا ماہِ رمضان المبارک میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ آپ کا نکاح مبارک ہوا۔

(روضۃ الشہداء جلد اول ص ۲۸۶-۲۸۵)

صرصائیل فرشتے کی آمد

روضۃ الشہداء

امام حسین بن علی المرتضیٰ علیہما السلام نے روایت بیان کی ہے کہ

ایک روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا جس کے بیس سر تھے اور ہر سر میں ایک ہزار زبان تھی ہر زبان اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی تھی۔ ہر زبان کے لئے الگ الگ لغت تھی جو ایک دوسرے سے نہ ملتی تھی اس کی ہتھیلی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے زیادہ کشادہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ یہ جبرئیل ہے چنانچہ آپ نے فرمایا اے برادر تو اس سے پہلے تو کبھی اس صورت میں ہمارے پاس نہیں آیا۔

جبرئیل نہیں صرصائیل

اس فرشتے نے کہا یا رسول اللہ میں جبرئیل نہیں ہوں بلکہ میرا نام صرصائیل

ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں نور کی نور کے ساتھ تزویج کے سلسلہ میں بھیجا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صرصائیل کس کے ساتھ کس کا عقد کروں؟

صرصائیل نے کہا! حضرت فاطمۃ الزہرا کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ فرما دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل و حضرت میکائیل علیہما السلام کو گواہ بنا کر اس فرشتے کی موجودگی میں تزویج علی و فاطمہ کر دی۔

(روضۃ الشہداء جلد اول ص ۲۸۷-۲۸۶)

حضرت جبرائیل کی آمد

روضۃ الشہداء

حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت الفردوس سے قدرے سنبل اور لونگ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں لے کر سونگھا اور فرمایا اے جبرئیل یہ لونگ وغیرہ لانے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہشت بریں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کو آراستہ کر لے تو وہ مزین ہو گیا ــــ طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ خود کو زریں برگ و بار سے بار آور کر لے ــــ ہر حور و عین کو ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی اپنی تزئین کر لے ــــ فرشتوں کو فرمان کیا گیا کہ وہ بیت المعمور کے گرد جمع ہو جائیں وہاں پر نور کا منبر ہے جس پر بیٹھ کر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ پڑھا (روضۃ الشہداء جلد اول ص ۲۸۸-۲۸۹)

راحیل فرشتے کا خطبہ

روضۃ الشہداء

بعد ازاں بارگاہِ خداوندی کے حاجبوں سے راحیل فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حکم

فرمایا کہ اس منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے کیونکہ وہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ شیریں کلام ہے۔ پس راحیل نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی تو تمام آسمانوں پر رہنے والے شاد باد اور مسرور ہو گئے۔ (ص۲۸۹)

راحیل فرشتے نے نکاح پڑھا

روضۃ الشہداء

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے حبیب کی صاحبزادی فاطمہ کا علی سے عقد کر دے تو راحیل نے ان دونوں کا نکاح پڑھا۔ اس پر فرشتوں نے گواہی دی اور کاتبانِ قضا و قدر نے اس عقد نامے پر اپنی مہریں ثبت کیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت جبرئیل نے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی یہ سب احوال اس ریشمی کپڑے پر تحریر ہے جسے میں فرمانِ خداوندی کے مطابق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور میں نے اس پر کستوری سے مہر لگا دی ہے اور چاہتا ہوں کہ اسے رضوان خادمِ بہشت کے سپرد کر دوں ——— نیز یہ کہ جب حضرت علی کے ساتھ جنابہ فاطمہ کے نکاح کا معاملہ انجام پذیر ہوا تو جنت الفردوس کے درختوں نے سنبل و قرنفل نچھاور کئے جن میں سے قدرے بطور تحفہ آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں۔

(روضۃ الشہداء جلد اوّل ص۲۸۹ مطبوعہ فیصل آباد چشتی کتب خانہ)

سیّدہ کا آسمانی جہیز

روضۃ الشہداء

امام سیف المظفر ابوبکر طوسی کتاب ستین الجامع للطائف البساتین میں روایت لائے ہیں کہ ایک منافق نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جنابہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا رشتہ طلب کرنے پر ملامت کرتے ہوئے کہا اے علی آپ معدنِ فضل و ادب اور عرب کے بہادر ترین جنگجو ہیں۔ آپ نے ایسی لڑکی کے لئے پیغام کیوں دیا

جس کا صبح کا ناشتہ شام تک نہیں پہنچتا اگر آپ میری لڑکی کا رشتہ طلب کرتے تو آپ کے گھر میں اونٹوں کی قطاریں کھڑی ہوتیں جن پر میری بچی کے جہیز کا سامان لدا ہوتا ——— جناب علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا یہ تقدیر کا فیصلہ ہے۔ تدبیر کا نہیں اور علی الکبیر اللہ کے حکم سے ہے میں صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کا طالب ہوں اور میری نظر دنیوی مال و متاع پر ہرگز نہیں۔ میرے لئے باعث فخر اعمال ہیں۔ اموال نہیں میرے لئے لائق معیار کیا دکردار ہے درہم و دینار نہیں ——— جب حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے رضائے خدا کو بحکم قضاء ظاہر کیا تو پردہ غیب سے آواز آئی ——— اے علی سر اٹھائیں اور قدرت خداوندی کا مشاہدہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا جہیز کیا ہے اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی قدر و منزلت کا کیا عالم ہے ——— جناب علی المرتضیٰ نے سر مبارک اوپر اٹھایا تو آپ نے اپنے سر کے اوپر عرشِ عظیم تک نور کے پردے دیکھے اور عرش کے نیچے آپ کو ایک وسیع میدان نظر آیا جو بہشت کے اونٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہر ناقہ پر لعل و جواہر اور مشک و عنبر لدا ہوا تھا اور اوپر ایک ایک کنیز چندے آفتاب چندے ماہتاب بیٹھی ہوئی تھی اور ہر اونٹ کی مہار ایک ایک سرو خراماں غلام کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور ندا آتی تھی! یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جہیز ہے۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص۲۹۳-۲۹۴)

آپ بیان کریں گے یا کہ میں بتاؤں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس حال کا مشاہدہ فرمایا تو منافق کی طرف سے منہ پھیر کر خوشی خوشی اپنے حجرہ طاہرہ میں تشریف لائے تا کہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو اس واقعہ کی خبر دیں جبکہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کو اس سے پہلے ہی اس قصہ کی اطلاع مل چکی تھی ——— لہٰذا جب آپ گھر پہنچے تو جنابہ سیّدہ نے فرمایا یا علی آپ بتائیں گے یا میں بیان کروں؟

حضرت علی نے فرمایا آپ ہی بیان کریں۔

جنابہ سیّدہ نے فرمایا آپ نے منافقوں کی ملامت کو سنا اور میرے جہیز کو اپنی

آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص ۲۹۳)

بنت سلیمان علیہ السلام و بنت محمد علیہ السلام (رضی اللہ عنہا)

شمع ختم نبوت فروزاں تھی ـــ پروانے اردگرد نثار ہوتے چلے جارہے تھے ـــ تاجدارِ انبیاء علیہ السلام اپنے جان نثار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے درمیان اسی طرح جلوہ فرما تھا جس طرح ستاروں کے جھرمٹ میں چاند ہوا کرتا ہے۔ گویا کہ آفتاب نبوت کی ضیاء پاشیوں سے ستارے مستفید و مستفیض ہو رہے تھے ـــ اللہ اللہ کیا عالم تھا

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
جب حاضر خدمت تھے ان کی ابوبکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسولِ اکرم کے دربار کا عالم کیا ہوگا

دہن نبوت سے پھول جھڑ رہے تھے ـــ فصاحت و بلاغت کے موتی لٹائے جا رہے تھے ـــ سرکار اپنے غلاموں کو اپنے مواعظِ نورانیہ سے بہرہ مند فرما رہے تھے کہ اچانک حضرت سلیمان علیہ السلام کی دختر نیک اختر کا ذکر مبارک چل نکلا اور سرکار نے بیان فرمایا

روضۃ الشہداء

"سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے لئے بہت ہی اچھا اور بہت ہی عمدہ اور بہت ہی زیادہ سامانِ جہیز تیار کروایا تھا اور اپنے داماد کے لئے جو تاج بنوایا تھا اس میں سات سو قیمتی ہیرے اور لعل و جواہر جڑے ہوئے تھے۔"
(روضۃ الشہداء جلد نمبر اص ۲۹۵ مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

معارج النبوت

"حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو جہیز میں ایک ایسی جوتی دی تھی جس

پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ (معارج النبوت ص ۱۲۰)

امام الاولیاء...... شیر خدا...... اخی رسول...... زوج بتول سیدنا حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی اس مجلس مبارکہ میں ہمہ تن گوش ہو کر سرکار کا خطاب مستطاب و لاجواب سماع فرمارہے تھے...... خطاب ختم ہوا...... شیر خدا اپنے کاشانۂ ولایت و عصمت میں جلوہ آراء ہوئے تو آج خلاف معمول زرا دیر ہو چکی تھی۔ سیّدہ نے تاخیر کی وجہ پوچھتے ہوئے عرض کیا۔

"خیریت تو تھی آج کچھ تاخیر سے تشریف لائے گی"

فرمایا...... "بالکل خیریت تھی بس تاخیر کچھ یوں ہوگی کہ سرکار کا سلسلہ وعظ بنت سلیمان کے شاندار ذکر کی وجہ سے کچھ طویل ہوگیا کیونکہ سرکار آج ان کی شادی کا ذکر فرمارہے تھے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا...... بنت رسول آپ کو معلوم ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی شہزادی کو کیا جہیز دیا تھا اور اپنے داماد کو کیا عطا فرمایا تھا؟

فرمائیے...... سیّدہ نے نہایت دلچسپی لیتے ہوئے بارگاہِ علی المرتضٰی میں عرض کیا۔

فرمایا...... آج سرکار نے بیان فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی لختِ جگر کو بہت زیادہ طویل و عریض جہیز دیا تھا اور داماد کو جو تاج پہنایا تھا اس میں لعل جواہرات ہیرے وغیرہ جڑے ہوئے تھے۔ بات آئی گئی ہوئی...... موضوعِ گفتگو تبدیل ہوا...... سیّدہ نے دل ہی دل میں خیال فرمایا کہ عین ممکن ہے میرے سرتاج کے دل میں یہ بات آئی ہو کہ سلیمان تو میرے آقا کے غلام ہیں...... غلام تو اپنی بیٹی کو ایسا جہیز اور اپنے داماد پر ایسی نوازش کرے مگر آقا جو سرخ و سفید خزانوں کا مالک ہو...... اور جس کا اعلان ہو کہ "أُعْطِيتُ مَقَاتِيحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ" (بخاری) زمیں کے تمام خزانوں کی کنجیاں اللہ نے مجھے عطا فرما دی ہیں...... وہ آقا اپنی لختِ جگر کو اتنا مختصر جہیز عطا

فرمائے اور دعا خیر فرما کر اللہ کے حوالے کرتے ہوئے رخصت فرما دے۔

بہرکیف وقت گزر گیا..... رات آرام فرمانے کے لئے تمام افرادِ خانہ اپنے اپنے مقام پر آسودۂ بستر ہو گئے۔

حضرت علی کا خواب

حضرت مولائے کائنات نے ملاحظہ فرمایا اور خواب میں یہ دیکھا کہ ایک طویل وعریض ارفع و اعلیٰ نورانی تخت بچھا ہوا ہے ..... اس پر ایک خوبصورت حسینہ جمیلہ شہزادی جلوہ افروز ہے جس کے اردگرد ہزاروں ایسی دوشیزائیں جن سے چاند شرمائے ہاتھ باندھے برائے خدمت حکم کی منتظر کھڑی معلوم ہوتی ہیں اور ایک نوجوان دوشیزہ کہ جس کا حسن بے مثال اور جمال لاجواب حوروں کے حسن و جمال کو ماند کرتا نظر آ رہا ہے اپنے ہاتھوں میں دو طشت خوبصورت چمکدار موتیوں کے اور جواہرات کے لئے ہوئے بار بار سیّدہ کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتی ہے کہ سیّدہ ایک نظر مجھے ملاحظہ فرما لیں تو بات بن جائے .....مولائے کائنات نے پوچھا یہ لڑکی کون ہے تو تخت والی شہزادی نے کہا کہ یہ بنت سلیمان ہے جو آپ کی زوجہ فاطمہ کے سامنے اس طرح غلامانہ حیثیت سے کھڑی ہے۔(مقدمہ معارج النبوت ص۱۲۰)

کیا شان ہے اس بنت رسول کی کہ جو جنت کی ملکہ ہو.....جس کے لئے حورانِ بہشتی قطار باندھے منتظر ہوں کہ کب کوئی حکم ہماری ملکہ صادر فرمائے اور ہم اس کی تعمیل میں ایک ثانیہ بھی تاخیر نہ کریں ......اور سلیمان علیہ السلام کی شہزادی جس کی ایک نگاہ کو ترس رہی ہو اور وہ اپنی مرضی سے اس کی طرف نگاہ فرمائے۔

جسدے دراتے خدمت کرن خاطر ہر اک حور بہشت دی کھلی ہووے
خاک یا جسدی غازہ سمجھ کے تے حوراں ملکاں نے اکھاں تے ملی ہووے

(تبرمیم)

فصل سادس

واقعات وکرامات

کفار کی سازش اور سیّدہ کی کرامت

خدا کے پسندیدہ مذہب ..... مذہب اسلام کی تضحیک کرنے ......امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مذاق اڑانے ...... خانوادۂ نبوت و رسالت کی شرافت و عصمت کا امتحان لینے کے لئے ...... کفار وقریش یہود و ہنود نے سازش تیار کی کہ بنت رسول سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ایک شادی میں دعوت دی جائے اور ان کی سادگی و شرافت کا مذاق اڑا کر تضحیک خاندان نبوت کی جائے (معاذ اللہ استغفر اللہ)

کیونکہ ہماری عورتیں اور مرد شادیوں اور بیاہوں میں نہایت قیمتی لباسوں میں ملبوس ......زریں پوشاکوں سے مزین اور مختلف انواع واقسام کے گراں مایہ زیورات سیم وزر سے آراستہ و پیراستہ ہوا کرتے ہیں اور شریعت محمدیہ میں یہ سب کچھ فضول خرچی اور مرد کے لئے سونا عورت کے لئے غیروں کے سامنے اپنی تزئین و آرائش حرام ہے جب ہمارے قیمتی لباسوں ...... زریں پوشاکوں ......سونے اور چاندی کے زیورات سے اپنے آپ کو سجا کر آنے والی ہماری عورتوں کے جھرمٹ میں بنت رسول سادگی سے آئے گی تو ان کی یہ سادگی ان کے لئے معاذ اللہ ایک مذاق بن جائے گی اور ہمیں اس مذاق کو بڑھا چڑھا کر اچھالنے کا موقع ملے گا ......انہیں معلوم تھا کہ نبی پاک کے گھرانے والے اپنے پاس کچھ رکھتے ہی نہیں ...... جو کچھ بھی ان کے دامن میں ہو جب تک اسے غربا و فقراء میں تقسیم نہ فرما دیں اور یتامیٰ و مساکین کو نہ لٹا دیں اس وقت تک انہیں چین و راحت اور اطمینان نہیں حاصل ہوتا......اہل بیت رسول کی یہ فطرت پاکیزہ مطہرہ ہے کہ کائنات کے مالک ہونے کے باوجود اپنی جود و سخا کے

سب تہی دامن و خالی ہاتھ رہنا پسند فرماتے ہیں ...... دو عالم کو ہر نعمت انہی کے خوانِ کرم سے میسر آئی ہے ...... جسے جو کچھ ملتا ہے اسی در دولت سے ملتا ہے ...... تمام غلاموں کو عزت و عظمت شان و شوکت جاہ و جلال مرتبہ و کمال بخشنے والے مگر خود نہایت صبر و استقامت کے ساتھ انتہائی سادگی سے وقت گزارنے والے یہی سادات کبار اہل بیت اطہار اولاد رسول آلِ بتول کے افراد ہیں کہ ؂

مالک کونین ہو کر پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اس لئے انہوں نے منصوبہ تیار کیا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی یا رسول اللہ ...... ہمارے فلاں قبیلے کی فلاں بچی کی شادی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس بچی کو اپنی متبرک و نیک دعاؤں کے سایہ میں رخصت فرمانے کے لئے آپ کی شہزادی بھی اگر اس شادی میں تشریف لائیں تو ہمیں اس پر بہت فخر ہوگا آپ ہماری اس التماس اور (بظاہر) دلی تمنا کو پورا فرماتے ہوئے سیّدہ کو اس شادی میں بھیج دیں اور انہیں آپ حکم فرمائیں کہ وہ اس شادی میں ضرور بالضرور جلوہ افروز ہو کر غربت کدوں کو رونق بخشیں ...... سرکارِ رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ رب العلمین نے فرمایا کیوں نہیں ہم اپنی شہزادی سے اس شادی میں شرکت کے لئے ضرور فرمائیں گے ...... سرکار نے ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے سیّدہ کی شرکت کا وعدہ فرما لیا اور پھر سیّدہ کے پاس تشریف لے جا کر حکم فرما دیا اے میری جان فاطمہ میری پیاری بیٹی میں چاہتا ہوں کہ آپ فلاں لڑکی کی شادی میں ضرور شریک ہوں۔

سیّدہ کی پریشانی

سیّدہ کے قلب مطہرہ میں فوراً یہ بات آئی کہ میرے پاس تو شادی میں پہنا جانے والا کوئی لباس نہیں ہے ...... اور اگر میں اسی پیوند لگے لباس سے شادی میں

شریک ہوئی تو وہ لوگ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب و کامران ہو جائیں گے اب ایک طرف تضحیک کا پہلو تھا اور دوسری طرف حضور کے ارشاد کی تعمیل پیش نظر اور پھر ان قریشیوں کی نسبت قرابت کا لحاظ بھی ...... سیّدہ نے اپنے دل میں آنے والے خدشات و خیالات کا حضور علیہ السلام کے سامنے ذکر کیا اور آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔

والدہ کی یاد

والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰ کی یاد شدت سے آنے لگی اور تڑپ کر کہنے لگیں آج اگر اماں خدیجہ ہوتیں تو وہ میری ان پریشانیوں کو ازخود سمجھ لیتیں اور مجھے ان پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا نہ حضور علیہ السلام کا قلب مبارک مغموم و محزون ہوتا ...... کیونکہ ایسے موقعوں پر مائیں ہی بیٹیوں کو تیار کرتی ہیں ...... اور لباس فاخرہ کا انتظام دیگر شادی میں شرکت کے لوازمات کا بہتر علم ماؤں کو ہی ہوا کرتا ہے مگر آج سیّدہ کو اس شدت غم نے بہت تڑپایا اور اپنی مادر مشفقہ کی کمی بہت شدت سے محسوس ہونے لگی اور آپ پریشان ہیں کہ آج اس موقع پر میری اس شادی میں شرکت کا صحیح انتظام و انصرام کون اور کیونکر کرے؟ اور کیسے ہو؟

جبرئیل امین علیہ السلام کی بارگاہِ رسالت میں حاضری

سیّدنا جبرئیل امین بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ...... اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اپنی شہزادیِ پاک کو ضرور شادی میں شرکت کے لئے بھیجیں کیونکہ ہم ان بے ایمانوں کے اس پروگرام کے برعکس اس ملکہ جنت کی عظمت انہیں دکھانا چاہتے ہیں اور ان سب کو سیّدہ کی کرامت دکھا کر دامن اسلام و بانیٔ اسلام سے وابستہ کرنا چاہتے ہیں ...... سیّدہ ضرور اس شادی میں شریک ہوں اور پھر ملاحظہ فرمائیں کہ یہی عورتیں کس طرح ان کی کنیزیں اور یہی مرد کس طرح ان کے ابا جان کے سچے غلام بن جاتے ہیں اور کلمہ

پڑھ کر پھر کس طرح پروانہ وار نثار ہونے کی خواہش کرتے ہیں ...... اور یہ سب کچھ سیّدہ کی شرکت کے باعث ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی شہزادی کو تسلی دیتے ہوئے بڑی محبت و شفقت کے ساتھ پیغامِ خداوندی سے آگاہ کیا اور فرمایا بیٹی جاؤ...... شادی میں شرکت فرماؤ اور عنایات خداوندی کا نظارا کرو۔

سیّدہ کی شادی میں شرکت

حضرت سیدۃ النساء ...... حجلہ آرائے عصمت ...... ملکہ جنت ...... شہزادی رسول انہی سادہ اور پیوند لگے ہوئے لباس میں اپنے فطرتی زیوراتِ حیا وعصمت سے مزین ہوکر خاندانی تاجِ فقر وکرامت زیب سر اقدس فرماتے ہوئے شادی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئیں۔

وہاں پر کفار کی بیٹیاں، بہنیں، مائیں دیگر عورتیں منتظر تھیں اور بے چینی سے وہ وقت دیکھنے کو بے قرار تھیں کہ جب سیّدہ آئیں تو دل کھول کر وہ اپنی فضول گوئی ...... کج فہمی ...... اور ذہنی رعونت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے قیمتی لباسوں ...... زیورات سیم وزر سے سیّدہ کے حیا وعصمت ...... چادر تطہیر کی تحقیر کریں۔ وہ نہ جانتی تھیں کہ اس ملکہ جنت کی کیا عظمت ہے اور اس بنت رسول کا کیا مقام ہے؟

جونہی ان عورتوں نے سیّدہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو یکدم مبہوت و مرعوب ہوگئیں ...... لاف زنی کے سب منصوبے بے خاک میں مل گئے ...... تمام سازشی پروگرام ذہنوں کے دریچوں سے رفو چکر ہوگئے ...... سب کی سب عورتیں حیران وششدر رہ گئیں کہ سیّدہ کا لباس نورانی اور زیورات زریں کی چمک دمک اور ...... فطرتی حیاء عصمت ان کی نظروں کو خیرہ کئے جارہا تھا کہ جیسے انہوں نے اس سے قبل یہ سب کچھ دیکھا ہی نہ ہو بلکہ آج ہی پہلی مرتبہ ان کی نگاہیں ایسے لباس پر پڑی ہوں۔

تمام سازشی عورتیں قدموں میں

اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کا وہ پرانا لباس اور چادر ان کی نظروں سے محجوب فرمادیا اور چادرِ تطہیر ولباس شہانہ بہشتی ان کے سامنے کردیا ...... عورتوں نے جب سیّدہ کو ملکۂ بہشت بریں کی صورت میں ملاحظہ فرمایا تو سب کی سب قدموں میں گر گئیں اور کلمہ پڑھتے ہوئے سیّدہ کی کنیزیں بن گئیں مگر وہ کہ جو ازلی شقیہ و بد بخت تھیں ان کو یہ مقامِ رفیع نصیب نہ ہوسکا جن میں حمالۃ الحطب ابولہب ملعون کی بیوی بھی شامل ہے کہ ان کی قسمت میں قید کفر سے رہائی نہ لکھی گئی تھی یہ تمام کافرہ عورتیں اس مجلس پاک سے فرار ہوگئیں اور اس واقعہ عظیمہ اور کرامت رفیعہ کو معاذ اللہ سحر و جادو پر محمول کرنے لگیں اور جو وہاں پر موجود تھیں۔ انہوں نے سیّدہ سے عذر خواہی کرتے ہوئے بارگاہِ سیّدہ میں عرض کیا اے بنت مصطفیٰ ہم نے آپ کو تکلیف دی ہے ممکن ہے آپ کی طبیعت مبارکہ پر ہماری باتیں ناگوار گزری ہوں اس لئے اب آپ ہمیں حکم فرمائیں کہ آپ کی خوشنودی خاطر کے لئے کیا سامان مہیا کیا جائے اور آپ فرمائیں کہ آپ کون سا مشروب یا ماکول پسند فرما کر خوش ہوں گی۔

سیّدہ کا ان عورتوں سے خطاب

بنت رسول مقبول سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہماری خوشی نہ طعام سے ہے نہ مشروب سے کیونکہ ہماری اور ہمارے بابا حضور کی صفت بھوک ہے۔ میرے بابا جان کا ارشاد ہے کہ (جُوْعٌ يَوْمَيْنِ وَاَشْبَعُ يَوْمْ) ہم دو روز تو بھوکے رہنا اور ایک دن سیر ہونا پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے ہماری خوشی کا سامان یہ ماکولات و مشروبات نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا ہر قول وفعل ...... زندگی کی تمام بود وباش صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لئے ہو ...... اگر تم رضائے الٰہی کے حصول میں ہر ممکن کوشش کرو تو ہم اور ہمارے والد گرامی تم سے بسر و چشم خوش وخرم ہوجائیں گے اور خوش ہی رہیں گے اور حصولِ رضائے الٰہی ہی ہماری خوشی کا باعث ہے۔ ان

عورتوں نے سیّدہ کا خطاب ذیشان سن کر دل و جان سے اسے تسلیم کیا چنانچہ سیّدہ کے قدومِ میمنت لزوم کی برکت سے ان کا دامن سعادت ایمان کی سرمدی دولتوں سے مالا مال ہوگیا۔ سیّدہ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلوں اور گردنوں میں ڈال کر انہوں نے مقامِ بلند و علوِ مرتبت کو حاصل کر لیا۔

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبرئیل امین ہے

(واقعہ مذکورہ نزہت المجالس جلد دوم ص۲۲۶، شواہد النبوت ص۱۰۵، روضۃ الشہداء جلد اوّل ص۲۸۵ تا ۲۷۵ سے اخذ کیا گیا ہے)

جبریل امین جنت سے سیّدہ کیلئے حلۂ بہشتی لے کر آئے (ایک اور روایت)

نزہت المجالس

ایک اور روایت کے مطابق سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب علیہ السلام میں نہایت عمدہ و نفیس حلۂ بہشتی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حلۂ بہشتی اپنی شہزادی پاک کو دے دیجئے تاکہ اسے پہن کر وہ شادی میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آج اسی طرح عظمت اسلام ...... عظمت خانوادۂ نبوت اور شانِ اہل بیت کو اجاگر فرمانے کا ارادہ فرمایا ہے ...... چنانچہ سیّدہ نے وہ حلۂ بہشتی زیب تن فرما کر شادی میں شرکت کی ...... تمام عورتیں سیّدہ کے لباس کو دیکھ کر مجسمۂ حیرت بن گئیں ان کی نظریں سیّدہ کے لباس پر ٹھہر گئیں ...... جھکی ہوئی نگاہوں ...... دبی ہوئی آوازوں ...... جھکی ہوئی نظروں سے سوال کیا ...... اے سیّدہ یہ لباس کہاں سے آیا ...... فرمایا میرے ابا جان نے مجھے عطا فرمایا اور ان کو جنت سے حضرت جبریل نے لا کر پیش کیا تھا ...... چنانچہ یہ کرامت ان کے مسلمان ہونے کا سبب بن گئی۔

(نزہت المجالس جلد دوم ص۲۲۶)

فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ بِحُلَّةٍ مِنَ الْجَنَّةِ فَلَمَّا لَبِسَتْهَا وَانْتَزَرَتْ وَجَلَسَتْ

بَیْنَهُنَّ رَفَعَتِ الْاِزَارُ فَلَمَعَتِ الْاَنْوَارُ

بھر کے جھولی ایمان دی نال دولت صدقے سیّدہ توں سو سو وار ہویاں
بنت نبی دے قدماں دی نال برکت سب دیاں بیڑیاں بھنور چوں پار ہویاں
سدیا دلا نوچہ ہے سی غرور بھر کے گھر اونڈیاں تابعدار ہویاں
بن کے باندیاں بنت رسول دیاں صائم نیک اختر نیکوکار ہویاں

سیّدہ کی بے مثال سخاوت

نزہت المجالس

ایک مرتبہ مخدومۂ کائنات شہزادیٔ کونین سلام اللہ علیہا اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف فرما تھیں کہ درِ دولت پر سائل نے سوال کی صدا لگائی۔

"اے نبی کے گھر والو میں ایک سائل ہوں کچھ عطا فرمایا جائے"

سیّدہ نے خیال فرمایا کہ کون سی شئی سائل کو عطا فرمائی جائے ...... ساتھ ہی قرآنِ کریم کا یہ ارشاد بھی نظروں کے سامنے آگیا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝

ہرگز تم نیکی نہیں پا سکو گے حتیٰ کہ اپنی محبوب شئی کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔

اب سیّدہ خیال فرماتی ہیں کہ آج میں بھی سائل کو وہی شئی عطا فرماؤں جو مجھے سب چیزوں سے محبوب ترین ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنی شادی مبارک کا وہ جوڑا جو خصوصاً شادی کے دن ہی کے لئے حضور علیہ السلام نے عطا فرمایا تھا ...... نکالا اور سائل کو دے دیا ...... ادھر سائل دروازے سے واپس ہوا ادھر حضور علیہ السلام کی خدمت عالی مرتبت میں سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام پیغامِ خداوندی لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا۔

وَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَنَّ اللّٰهَ یُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُسَلِّمَ عَلٰی فَاطِمَةَ وَقَدْ اَرْسَلَ لَهَا مَعِیَ هَدِیَّةً مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّةِ

مِنَ السُّنْدُسِ الْاَخْضَرِ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص۲۲۶)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں سیّدہ فاطمہ کو سلام عرض کروں اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ جنّتی جوڑا کپڑوں کا تحفہ (سندس اخضر) سبز رنگ کا سیّدہ کے لئے بھیجا ہے۔

قربان جائیں سیّدہ کی عظمت پر...... جبرئیل کون؟......نوریوں کا پیشوا......سیّد رسل ملائکہ...... بیت المعمور کا خطیب و امام......مگر سیّدہ کے دروازے کا خادم......کبھی سیّدہ کے لئے باذن اللہ تعالیٰ جنت سے تحفہ بہشتی کپڑوں کی صورت میں لے کر حاضر ہوتا ہے اور کبھی سیّدہ کے شہزادوں کے لئے

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ جِبْرَئِيْلُ كَخَيَاطِ الْحَسَنَيْنِ

کہ وہ جبرئیل ہے حسنین کا درزی بن کر جنت سے جوڑے لایا ہے اور پھر کبھی یہی جبرئیل امین سیّدہ کے انہی شہزادوں کے لئے حضرت دحیہ کلبی کی شکل بن کر جنتی فروٹ لئے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضری دیتا ہے اور شہزادوں کو پیش کرتا ہے جبکہ شہزادے اسے دحیہ سمجھ کر اپنے نذرانے کا مطالبہ کرتے ہیں...... اللہ اکبر کیا شان ہے فاطمہ و اولاد فاطمہ کی۔

سیّدہ کی بے نظیر عبادت

مدارج النبوت

امام حسن مجتبیٰ می فرماید کہ دیدم مادرِ خود را فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ در محراب مسجد خانہ نماز میگذارد تا ما نیکہ صبح طالع شد شنیدم کہ مومنین را مومنات را بسیار دعا کرد و مر نفس خود را ہیچ دعا نکرد گفتم اے مادر مہرباں چگونہ است کہ برائے نفس خود ہیچ دعا نہ کردی فرمود کہ اے پسرَ مِنَ الجَوَادِ ثُمَّ دَارْ (مدارج النبوت جلد دوم ص۴۲۱)

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں ساری ساری

رات نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہو جاتی اور میں نے انہیں مومن مرد اور مومن عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کبھی اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی میں نے عرض کیا اے مادرِ مہرباں کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں فرمایا اے فرزند رسول پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں ...... باوجودیکہ آپ امام الانبیاء مالک کونین والی کائنات علیہ السلام کی شہزادی پاک تھیں مگر کبھی بھی اس خیال سے ترکِ عبادت نہ فرمایا کہ میں اتنی عظمتوں اور شانوں کی مالکہ ہوں تو مجھے کیا ضرورت ہے عبادت و ریاضت کی...... بلکہ آپ نے دنیا کو یہ درس دیا کہ جتنا مقام عظیم اور قرب الٰہی زیادہ ہوگا اتنی ہی عبادت و ریاضت تقویٰ و پرہیزگاری بھی زیادہ ہوگی......حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا آپ تو معصوم ہیں ساری ساری رات کیوں گڑگڑا کر روتے ہیں اور تمام کی تمام شب عبادت میں کیوں گزار دیتے ہیں تو فرمایا...... کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ...... اسی طرح سیّدہ بھی اپنے والد ماجد کا عکس جمیل تھیں۔ اس لئے ساری ساری رات عبادت کرتی تھیں۔

مصنف کا تخیل

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی یہی نشانی بیان کی ہے کہ

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا

اور وہ لوگ جو ساری ساری رات اپنے ربّ کے لئے سجدوں اور قیام میں گزار دیتے ہیں میاں محمد صاحب نے اسی آیت کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے کہ

ایہ راتیں زاری کر کر روندے نیندا کھاں تھیں دھوندے
فجریں او گنہار سداندے سب تھیں نیویں ہوندے

چنانچہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تمام تمام شب مصروفِ عبادت رہتیں

......کبھی سجدہ ......کبھی رکوع کبھی قیام ......کبھی قرآنِ مجید کی تلاوت اور کبھی گنہگار امت کے لئے بخشش کی دعائیں ......مندرجہ بالا آیت کریمہ کا مصداق حقیقی بھی سیّدہ کی ذاتِ گرامی ہے ......بعض مقام پر ذکر آیا ہے کہ سیّدہ کی عبادت اور شب بیداری اس انداز کی ہوا کرتی کہ ......سردیوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور لمبی لمبی راتیں ......تمام تمام رات ایک ہی سجدہ میں گزر جاتی ......ابھی سجدہ میں ہوتیں کہ موذن فجر کی اذان دے دیتا اور آواز آتی ......ساری ساری رات ایک ہی سجدہ میں گزارنے والی میرے محبوب کی شہزادی اور میری برگزیدہ بندی ......اے زاہدہ و عابدہ فاطمہ مانگ آج کیا مانگتی ہے۔ بارگاہِ الوہیت سے ندائیں آتی چلی جارہی ہیں اور سیّدہ سجدے میں اشک رواں کا دریا لئے ہوئے عرض کرتی ہیں۔

تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شئی ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

پھر ندائیں آتی ہیں کہ ......اے ملکۂ جناں ......اے سیّدہ نساء عالمیاں ......اے مرکز حسنات و مصدر خیرات میں مائل بعطا ہوں آج کچھ تو مانگو ......تو عرض کرتی ہیں۔

اے پروردگار ......مولائے کریم تو نے کیا کچھ عطا نہ فرمایا ......تیری بے حساب عطاؤ بے انداز سخاو بے کنارہ بحر جودو کرم کا مظہر تو میرا درِ دولت ہی ہے ......کیا مانگوں کسی چیز کی کمی نظر آئے تو سوال کروں ......مگر جبکہ تعمیل ارشاد پاک بھی ضروری ہے اور دریائے رحمت موجوں میں ہے تو ایک عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ......ایک بہت طویل رات بنا ......ان چھوٹی چھوٹی راتوں میں میرا ذوقِ عبادت ادھورا رہ جاتا ہے ......میرا سجدہ ختم نہیں ہوتا تو تیری رات ختم ہو جاتی ہے ......اے بارالہا! ایک ایسی رات عطا فرما کہ تیری بندی جی بھر کر تجھے سجدے تو کر لے اور اپنے ذوقِ عبادت کو پورے شوق سے تسکین کا سامان مہیا کر سکے ......کم از کم تیری یہ بندی اپنے دل اور

ظرف کے مطابق تجھے راضی کرنے کے لئے اپنی تمناؤں کے مطابق تجھے منا سکے اور پھر منانے کے بعد عرض کرے اے مولا کریم اب میں تجھ سے اپنے ابا جان کی امت کی بخشش طلب کرتی ہوں وعدۂ معافی فرماتا کہ مجھے اطمینان حاصل ہو۔

قارئین کرام!

انداز فرمایئے کہ بات کہاں ختم ہوتی ہے؟......ساری ساری رات کی عبادت گزاری کا کیا مقصد وحید ہے؟ ہاں ہاں شب بیدار ہو کر بارگاہِ لایزال میں رو رو کر بار بار کیوں ہاتھ اٹھائے جارہے ہیں؟......کیا وہ خود معاذ اللہ گنہگار تھیں؟ ......نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو محفوظ عن الخطاء تھیں ......معصوم رسول کی معصومہ دختر تھیں تو پھر ایسا کیوں؟

اس لئے ...... ہاں ہاں صرف اور صرف اس لئے کہ جب سے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ چودہ طبقوں کا والی رسول باعث تکوین کائنات رسول ......محبوب بارگاہِ الوہیت رسول ......ساری ساری رات شب بیدار رہ کر روتے رہتے ہیں ......لہٰذا جو ان کا مقصد تھا وہی ان کا مقصد ......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اشک شب بھر انتظار عفوامت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

"شنیدم کہ مومنین را و مومنات را بسیار دعا کرد و مرنفس خود را ہیچ دعا نکرد"۔

(مدارج النبوت جلد ثانی ص ۴۲۱)

میں نے سنا کہ (تمام رات) مومنین و مومنات کے لئے ہی دعا فرمائی اور اپنے لئے کسی قسم کی کوئی دعا نہ فرمائی۔

امت کی بخشش کا وعدہ

قرآن کریم کی آیت کریمہ ......وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا

(پ نمبر ۱۶ سورۂ مریم نمبر ع آیت نمبر ۷۲-۷۱)

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے ربّ کے ذمہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے۔ گھٹنوں کے بل گرے۔

نازل ہوئی تو سرکار کو اور زیادہ فکر امت لاحق ہوئی اور شفیع روز شمار علیہ السلام امت کے غم میں بے قرار ہوئے۔ سرکار ابد قرار کی چشمانِ معنبرہ مقدسہ سے ہمہ وقت آنسوؤں کا سیلاب رواں رہنے لگا اور آقا بہت زیادہ مغموم ومخزون رہنے لگے ...... اکثر اوقات امت کی یاد میں بسر ہونے لگے ...... شہر کو چھوڑ کر جنگل کو بسایا اور جنگل میں ڈیرا لگا کر وعدۂ مغفرت کا انتظار فرمانے لگے ...... بے رونقی چھا گئی اور سرکار کے بغیر صحابہ اداس ہو گئے۔ سرکار کی خدمت اقدس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوئے اور عرض کیا ...... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر مغموم نہ ہوں۔ آپ ہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آپ کی امت سے عفو و درگزر کا مظاہرہ فرمائے گا۔ سرکار ...... آپ کے بغیر اداسیاں چھا گئیں ہیں۔ رونقیں ختم ہو گئی ہیں ...... مہربانی فرمائیں اور دوبارہ جلوہ ریزی فرما کر ان رونقوں کو بحال فرمائیں اور گلشن کی خزاؤں کو بہاروں سے بدلتے ہوئے ہمارے دلوں کو شربت دیدار سے مشرف فرمائیں اور ہماری آنکھوں کو جمالِ جہاں آرا سے ٹھنڈک بخشیں۔

سرکار نے فرمایا میں یہاں سے اس وقت تک تشریف نہ لے جاؤں گا جب تک میرا پروردگار امت کو بخشنے کا وعدہ نہ فرمائے گا سرکار مسلسل دعائیں فرماتے اور گریہ و زاری سے اپنے رب کے دربار میں یوں عرض کرتے رہے ...... رَبِّ هَبْ لِي أُمَّتِي ...... رَبِّ اغْفِرْ أُمَّتِي ...... میرے پروردگار میری امت مجھے ہبہ فرما دے ...... میرے مولا میری امت کو بخش دے۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا مشورہ

بالآخر صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے مشورہ فرمایا کہ ایسی شخصیت کا انتخاب کیا

جائے جو سرکار کو واپسی کا عرض کرے تو سرکار اس کی بات رد نہ فرما سکیں ...... سب نے غور و فکر کیا کہ ایسی عالی مرتبت ہستی پاک کون سی ہے جو اتنی محبوب بارگاہ ہو کہ اسے ملاحظہ فرما کر سرکار اس غم کو بھول جائیں اور واپس تشریف لے آئیں ...... سب کی نظر انتخاب ذاتِ پاک سیّدہ سلام اللہ علیہا پر پڑی اور سب نے بالاتفاق کہا اگر جگر گوشۂ رسول کو سرکار کے سامنے پیش کیا جائے تو سرکار ان کی بات اور معروضات کو ضرور مانیں گے اور کرم فرمائیں گے۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا کے دربار میں عرضی

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیّدہ سلام اللہ علیہا کے درِ دولت پر بھیجا کہ وہ آپ کے دولت کدہ میں ایک گھر کے افراد ہی کی طرح تھے کیونکہ سرکار نے فرمایا کہ "سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ" سلمان ہماری اہل بیت میں سے ہے۔ آپ سیّدہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تمام صحابۂ کرام کی طرف سے آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ کرم گستری فرمائیں اور ہماری اپیل منظور فرماتے ہوئے بنفس نفیس اپنے ابا حضور کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہو کر ان کا غم دور فرماتے ہوئے ان سے واپسی کی رکویسٹ و درخواست کریں امید واثق ہے سرکار جنابہ کی اپیل کو رد نہیں فرمائیں گے۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا ابا جان کے حضور

سیّدہ جو از خود انہیں لحاتِ فراق میں نہایت پریشان تھیں اور ابا حضور سے ملنے کو بے قرار تھیں تو فوراً تیار ہوئیں اور تمام صحابہ کرام سے آگے آگے قائدانہ حیثیت سے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو گئیں اور صحابۂ کرام حضور علیہ السلام سے کچھ فاصلہ پر ٹھہرے تو باپ بیٹی میں گفتگو شروع ہوئی۔

باپ بیٹی کی گفتگو

سیّدہ نے روتے ہوئے عرض کیا ...... السلام علیکم ...... سرکار نے ملاحظہ فرماتے

ہوئے فرمایا وعلیکم السلام سیّدہ نے عرض کیا...... ابا حضور اس قدر کیوں آپ پریشان ہیں؟...... سرکار نے فرمایا بیٹی امت کے لئے بے قرار ہوں۔ سرکار انتہائی مغموم گریہ فرماتے تھے...... قربان جائیں سیّدہ کے مبارک قدموں سے لگی ہوئی گرد راہ پر سرکار کو تسلی دیتے ہوئے چپ کروا رہی ہیں اور خود سرکار کے گریہ پر گریہ فرما رہی ہیں...... آواز بھرا گئی اور عرض کرتی ہیں...... ابا جان...... جب آپ محبوب خدا ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آپ کی امت سے بھی تو محبت ہے آپ اس معاملہ میں اس قدر بے قرار نہ ہوں اور ایسے گریہ نہ فرمائیں کہ کائنات کو لرزہ آ جائے...... فرمایا بیٹی امت بہت زیادہ گنہگار ہے اور اس تمام امت کو پل صراط سے گزرنا ہے......"اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" ...... میں کس طرح چین سے بیٹھوں...... جب تک میرا رب مجھ سے اس گنہگار امت کی مغفرت کا وعدہ نہ فرمائے میں یہاں سے نہ جاؤں گا اور روتا ہی رہوں گا...... اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ؎

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

اور امت کے ہر گنہگار کی امید اور سرکار کی اس بے قراری کا نقشہ سرکارِ اعلیٰحضرت نے یوں پیش فرمایا ہے کہ ؎

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

بالآخر جب سیّدہ نے ملاحظہ فرمایا کہ سرکار کو بغیر وعدۂ بخشش کے کسی طرح بھی قرار نہ آئے گا اور امت کی یہ پریشانی ختم نہ ہو گی تو سرکار اسی طرح گریہ فرماتے رہیں گے تو آپ نے فوراً امت کی بخشش کا بے نظیر اور لاجواب انتظام از خود فرمایا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ

نزہت المجالس

آپ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریب بلوایا

وَتَوَجَّهَتْ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَتْ يَا شَيْخَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"
"وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا"
فَهَلْ لَّكَ اَنْ تَكُوْنَ فِدَاءَ الشُّيُوْخِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... قَالَ نَعَمْ (نزہت المجالس جلد دوم ص۲۲۶)

اور متوجہ ہوئیں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فرمایا...... اے شیخ المہاجرین تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر آیت "تم میں سے ہر ایک وہاں (پل صراط پر) وارد ہونے والا ہے" نازل فرمائی ہے...... پس کیا تم امت محمدیہ کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہو؟ (یعنی وعدہ کرتے ہو کہ جب تک بوڑھے اس کو عبور کر کے جنت میں داخل نہ ہوں تم بھی نہیں جاؤ گے) عرض کیا جی ہاں...... میں وعدہ کرتا ہوں۔

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بلاؤ

نزہت المجالس

حضرت مولائے کائنات کو بلوایا اور فرمایا:

ثُمَّ سَأَلَتْ عَلِيًّا اَنْ يَكُوْنَ فِدَاءَ الشَّابِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... قَالَ نَعَمْ

(نزہت المجالس جلد ثانی ص۲۲۶-۲۲۷)

اے علی کیا تم امت محمدیہ کے نوجوان پر فدا ہوتے ہو؟ (یعنی تم وعدہ کرتے ہو کہ جب تک یہ جوان جنت میں نہ جائیں تم بھی نہیں جاؤ گے) فرمایا ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔

حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلاؤ

نزہت المجالس

ثُمَّ سَأَلَتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اَنْ يَكُوْنَ فِدَآءَ اَطْفَالِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... فَقَالَ نَعَمْ (نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۲۷)

پھر حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا تم دونوں امت محمدیہ کے بچوں پر فدا ہوتے ہو؟ (یعنی یہ وعدہ کرتے ہو کہ جب تک امت محمدیہ کے بچے جنت میں نہ جائیں ہم بھی نہ جائیں گے) ...... دونوں نے عرض کیا جی ہاں

اپنے آپ سے وعدہ

نزہت المجالس

ثُمَّ جَعَلَتْ نَفْسَهَا فِدَاءَ النِّسَاءِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۲۷)

پھر سیّدہ نے اپنے نفس (ذات) کو امت محمدیہ کی عورتوں پر فدا فرمایا (یعنی یہ وعدہ فرمایا کہ جب تک امت محمدیہ کی تمام عورتیں جنت میں نہ جائیں گی میں نہ جاؤں گی)

جبریل امین حاضر ہوئے

نزہت المجالس

فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يَقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكَ قُلْ لِفَاطِمَةَ لَا تَحْزَنِيْ فَاطِمَةُ فُعِلَ بِاُمَّتِكَ مَاتُحِبُّهُ فَاطِمَةُ (نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۲۷)

پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ سیّدہ فاطمہ کو فرما دیں کہ وہ (امت محمدیہ کے بارے میں) پریشان نہ ہوں۔ امت کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا جیسا کہ وہ پسند فرمائیں گی۔

سرکار کی دعوت اور امت کی بخشش

جامع المعجزات

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ضیافت پر بلایا اصحاب کے ساتھ حضور عثمان کے گھر جا رہے تھے اور عثمان آپ کے قدم گن رہے تھے حضور نے رکتے ہوئے فرمایا۔

"عثمان میرے قدموں کی گنتی کیوں کر رہے ہو؟"

حضرت عثمان نے عرض کیا

"میرے ماں باپ قربان یا رسول اللہ آپ کی تعظیم و توقیر کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں گا" حضرت عثمان کے گھر دعوت کھانے کے بعد مہمان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت علی کی پریشانی

حضرت علی دعوت کے بعد گھر آئے تو بہت مغموم تھے ...... خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے پوچھا

"آپ بہت حزیں و ملول ہیں ...... کیا بات ہوگئی"

حضرت علی نے جواب دیا۔

"بنت رسول! غم کیوں نہ کروں۔ آج عثمان نے صحابہ سمیت حضور کی شاندار ضیافت کی ہے۔ انہوں نے حضور کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ ہمارے پاس بھی عثمان کی طرح مال ہوتا تو ہم بھی حضور کی ضیافت کرتے اور وہی کچھ کرتے جو عثمان نے کیا ہے۔"

پریشانی کا حل

بنت رسول نے کہا:

"چھوڑیئے حزن و ملال کو...... جائیے اور حضور کو کھانے کی دعوت دے آیئے تاکہ آپ اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی ضیافت کی جائے جیسی عثمان نے کی تھی۔"

حضرت علی نے فرمایا

"لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے بنت رسول! کھانا اور مال کہاں سے آئے گا؟"

سیّدہ فاطمہ نے کہا

"سرتاج آپ خدا پر توکل رکھیے...... جائیے اور جلدی جایئے۔ وہ محبوبِ کبریا ہیں ان کی برکت سے سب کچھ ہو جائے گا۔"

علی بارگاہِ رسالت میں

علی یہ سن کر مسرور ہو گئے اور حضور کی بارگاہ میں جا کر عرض کرنے لگے۔

"یا رسول اللہ! آپ کی لختِ جگر نے سلام کہا ہے! وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی دعوت کرنا چاہتی ہیں جیسی عثمان نے کی تھی۔ آیئے اور ماحضر تناول فرمایئے"

حضور کی آمد اور سیّدہ کا استقبال فرمانا

یہ سنتے ہی حضور اٹھے صحابہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور بیت فاطمہ کی طرف روانہ ہو گئے ...... حضور تشریف لائے تو بیٹی نے دروازہ پر ان کا استقبال کیا۔ آپ اصحاب سمیت گھر میں بیٹھ گئے۔ خاتونِ جنت کا گھر مہمانوں سے بھرپور ہو گیا۔

سیّدہ کی معروضات بارگاہِ ربّ العزت میں

سیّدہ نے خلوت میں جا کر ربّ سے مناجات کی

"میرے ربّ! میرے مولا! تو میرے حال سے آگاہ ہے۔ میں نے تیرے محبوب کو اپنے گھر میں بلا رکھا ہے تاکہ ان کی ویسی ہی ضیافت کروں جیسی عثمان نے

کی تھی۔

الٰہی تیری باندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے میں تیرے فضل و کرم سے بھیک مانگتی ہوں کہ آج میری لاج رکھ لینا...... مولیٰ مجھے اپنے محبوب کے روبرو شرمندہ نہ کرنا...... تیری گنہگار کنیز ہوں اپنے محبوب کے صدقہ مجھ پر کرم کر دے۔"

ضیافت کا انتظام...... جنت کے کھانوں سے

مناجات کے بعد سیّدہ نے چولہے پر ہنڈیا رکھ دی اور خود رونے لگیں ...... حضرت فاطمہ کا یہ رونا خدا کو اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنی قدرت سے فاطمہ کی ہنڈیا جنت کے کھانوں سے بھر دی ...... آپ ہنڈیا لے کر حضور کی خدمت میں آ گئیں۔ حضور نے اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا ...... تمام اصحاب شکم سیر ہو گئے لیکن ہنڈیا جوں کی توں رہی۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

"جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا تھا؟...... جنت سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا تھا۔"

صحابہ نے خدا کی حمد وثنا کی اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا۔

دعوت کے بعد سیّدہ فاطمہ خلوت میں داخل ہو کر پھر رونے لگیں آپ نے رو رو کر خدا سے عرض کیا۔

"میرے معبود! تو جانتا ہے کہ میرے پاس مال نہیں کہ غلام خرید کر آزاد کروں جیسے عثمان نے کیا تھا۔ تیرے فضل و کرم سے امید رکھتی ہوں مولیٰ! کہ تو اپنے محبوب کے ہر قدم کے عوض امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔"

جبریل آئے...... ہر قدم کے عوض بخشش امت

سید فاطمہ مناجات سے فارغ ہوئیں تو جبریل نے حاضر ہو کر حضور سے کہا

"آپ کی لختِ جگر نے اللہ سے مناجات کرتے ہوئے آپ کے ہر قدم

کے عوض ایک گنہگار کی جہنم سے رہائی کا سوال کیا ہے۔ یا رسول اللہ! آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگار مرد اور ایک ہزار گنہگار عورتیں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے جہنم سے آزاد کئے جائیں گے اور یہ سب کچھ فاطمہ کی شانِ کرامت کی بدولت ہوگا۔"

حضور نے صحابہ کو جبریل کا پیغام سنایا تو وہ خدا کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرحاں و شاداں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

(جامع المعجزات اردو مطبوعہ فریدیہ بک سٹال ص ۲۵۸-۲۵۷-۲۵۹-۲۶۰)

روائے دوائے عصیاں پنجتن کے در سے ملتی ہے
زمانے میں یہی مشہور ہیں دار الشفاء والے

سیّدہ کی خیرات

سیدۃ النساء العٰلمین کے دروازہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہ لوٹا ...... اگر گھر میں کچھ بھی سائل کو دینے کے لئے نہ ہوتا تو قرض اٹھا کر بھی سائل کا سوال پورا فرماتیں ...... ایک مرتبہ سائل نے مانگا ...... گھر میں کچھ نہ تھا تو حضرات حسنین کریمین کو ہی سائل کے ہاتھوں میں دیدیا اور کہا کہ اب یہی شہزادے موجود ہیں انہیں ہی لے جاؤ ...... ایک روایت کے مطابق وہ جائے نماز جس پر دونوں شہزادے آرام فرما تھے سائل کو دیدیا اور کہا کہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلو۔

(البتول مصنف الحاج جناب صائم چشتی صاحب)

شہزادوں کا لباس خیرات میں دے دیا

البتول

حضرت سیّدہ النساء العٰلمین سلام اللہ علیہا کے پڑوس میں ایک نہایت غریب عورت رہتی تھی۔ ایک مرتبہ اپنے بچوں کو ہمراہ لے کر سیّدہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئی اور اس کے بچے نے نہایت پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے ...... سیّدہ نے

جب اس بچہ کے ان پھٹے پرانے کپڑوں کو ملاحظہ فرمایا تو سیّدہ تڑپ اٹھیں ...... اس عورت نے عرض کیا اے ملکۂ جنت و بنت رسول آپ مجھے اپنے شہزادوں کے لباسوں میں سے کوئی ایک لباس ان کا اترا ہوا عطا فرما دیں تا کہ میں اپنے اس بچے کو پہنا سکوں ...... اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ...... تیرے ان جگر گوشوں کا لباس تو میرے بچہ کے لئے دنیا و آخرت میں باعث خیر و برکت و موجب رحمت خدا ہوگا۔ اس لئے براہ کرم آپ مجھے ضرور عنایت فرمائیے گا ...... سیّدہ نے پہلے ہی اس بچہ کے لباس کو ملاحظہ فرما کر دل میں تہیہ فرما لیا تھا کہ اس بچہ کو ضرور لباس عطا فرماؤں گی ...... آپ نے اپنے بڑے شہزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ جو اس وقت آرام فرما رہے تھے) بلایا اور ان کا نیا لباس اتروا کر اس بچے کو پہنا دیا اور امام حسن کو ایک پرانا لباس دھو کر پہنا دیا (البتول)

مسکین ...... یتیم ...... اسیر سیّدہ کے دروازہ پر

الدھر

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (پ نمبر ۲۹ سورہ الدھر)

اور کھانا کھلاتے ہیں اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت پر محتاج یتیم اور قیدی کو

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول مختلف تفاسیر میں یوں مرقوم ہے کہ

تفسیر نیشاپوری، تفسیر ابن جریر، تفسیر مہائمی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرِضَا فَعَادَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مُحِبِّهٖ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ عَلٰى وَلَدِكَ فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَفِضَّةُ جَارِيَتُهُمَا اِنْ يَرَاهُمَا اللّٰهُ اَنْ يَصُوْمُوْا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَيُشْفِيَا وَلَيْسَ مَعَهُمَا شَيْءٌ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِنْ شَمْعُوْنَ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُوْدِيِّ ثَلٰثَ اَصْوُعٍ مِنْ سَعِيْرٍ

(تفسیر نیشا پوری حاشیہ تفسیر ابن جریر جلد دوم ص ۱۱۲ تفسیر مہاتمی جلد دوم ص ۳۷۹)

تفسیر عزیز، تفسیر مدارک، تفسیر کبیر

نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَفِضَّةَ جَارِیَةٍ لَّهُمَا لَمَّا مَرِضَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نَذَرُوا صَومَ ثَلٰثِ اَیَّامٍ فَاسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنْهُ مِنْ یهودِیٍّ ثَلٰثَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الشَّعِیْرِ فَطَعَنَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کُلَّ یَوْمٍ صَاعًا وَخَبَزَتْ فَالرَّدُوْا بِذٰلِكَ ثَلَاثَةَ عَشَایًا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا وَلَمْ یَذُوْقُوْا اِلَّا الْمَاءَ فِیْ وَقْتِ الْاِفْطَارِ

(تفسیر عزیزی جلد ص ۲۹ ص ۲۳۶، تفسیر مدارک جلد چہارم ص ۲۱۸ تفسیر کبیر جلد ہشتم ص ۲۷۶)

خلاصہ ان جملہ تفاسیر کا یہ واقعہ ہے کہ جو علامہ الشیخ محمد الواعظ الزہادی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ

کیسے صابر ہیں محمد کے گھرانے والے

جامع المعجزات

روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شدید بیمار پڑ گئے۔ ان کی عیادت کے لئے حضور تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی تھے۔ انہوں نے بچوں کا حال دریافت کیا صحت کے لئے دعا فرمائی اور کہا ”آپ کوئی نذر مان لیتے تو اچھا ہوتا“ حضرت علی نے کہا

”میں نے نذر مان رکھی ہے کہ حسنین کی صحت پر متواتر تین دن روزے رکھوں گا۔ اسی طرح فاطمہ اور ہماری لونڈی نے بھی نذریں مان رکھی ہیں۔“

اس رات حسنین سو گئے۔ صبح ہوئی، تو دونوں صحت یاب تھے...... قحط کا زمانہ تھا۔ حضرت علی کو اب نذریں پوری کرنا تھیں...... جبکہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا...... حضرت علی کا ایک پڑوسی یہودی تھا جس کا نام شمعون تھا۔

علی شمعون یہودی کے دروازے پر

آپ اس کے دروازے پر گئے اور فرمایا کہ مجھے بنائی کے لئے اون دیدو جسے فاطمہ بن کر لے آئے گی اور معاوضہ کے طور پر مجھے کچھ جوار چاہئیں...... یہودی نے تین گولے اون دے دی اور بطورِ معاوضہ تین صاع جوار دیدیئے۔

سیّدہ فاطمہ اُون بنتی ہیں

حضرت علی اون اور جوار لے کر فاطمہ بتول کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم اون بنو۔ میں معاوضہ میں جوار لے آیا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضامند ہو گئیں اور کہا کہ اگر ہم نذر پوری کر لیں تو بہت مناسب رہے گا...... حضرت فاطمہ نے بنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار کو پیسا اور پانچ روٹیاں پکائیں سب کے لئے ایک ایک روٹی۔

وقت افطار مسکین کی صدا

سورج غروب ہوا تو حضرت علی حضور کے پیچھے نماز ادا فرمانے کے لئے مسجد تشریف لے گئے...... نماز کے بعد گھر آئے گھر کے افراد کھانا کھانے بیٹھ گئے...... انہوں نے نمک مرچ اور پانچ روٹیاں سامنے رکھیں۔ ابھی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ دروازہ پر ایک فقیر آ گیا اس نے صدا لگائی۔

”نبی کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ امت محمدیہ کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کھانا کھلایئے خدا آپ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا“

حضرت علی لقمہ منہ میں ڈالنے ہی والے تھے کہ فقیر کی صدا سن کر سارا کھانا فقیر کو دے دیا سب بھوکے رہے اور صرف پانی پی کر سو گئے۔

دوسرا دن، دروازے پر یتیم کی صدا

دوسرے دن حضرت فاطمہ نے دوسرے گولے کی بنائی شروع کر دی۔ لونڈی نے جوار پیس کر پانچ روٹیاں پکا ڈالیں...... سورج غروب ہوا تو حضرت علی مسجد چلے

گئے۔ نماز ادا کر کے گھر آ گئے ابھی کھانے پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ پر کسی نے صدا لگائی۔

''نبی کے گھر والو ایک یتیم ہوں سخت بھوکا ہوں۔''

حضرت علی نے فرمایا کہ سارا کھانا سائل کو دے دو۔ دوسری رات بھی انہوں نے صرف پانی پیا اور بھوکے سو گئے۔

تیسرا دن...... دروازے پر قیدی کی صدا

صبح ہوئی تو حضرت فاطمہ نے اون کا تیسرا گولہ بننا شروع کیا۔ لونڈی نے جوار پیس کر پھر پانچ روٹیاں پکا ڈالیں۔ سورج غروب ہوا تو حضرت علی پھر مسجد تشریف لے گئے۔ حضور کی اقتداء میں نماز ادا کر کے واپس آ گئے۔ کھانا شروع کرنے والے تھے پھر دروازہ پر کسی کی آواز آئی۔

''نبی کے گھر والو! تین دن سے بھوکا قیدی ہوں خدارا مجھے کھانا کھلاؤ۔
اللہ آپ کو جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔''

حضرت علی سے پھر نہ رہا گیا...... تمام روٹیاں سائل کو دے دی گئیں اس دفعہ بھی انہوں نے پانی پر اکتفا کیا آدھی رات ہوئی تو حسنین کو سخت بھوک لگی۔ بھوک سے رات بھر وہ سو نہ سکے۔

وقت نیم شب اور سخت بھوک اور بارگاہِ رسالت

حسنین کو لے کر حضرت علی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ آدھی رات کو کیوں آئے ہو؟...... حضرت علی نے عرض کی کہ بھوک کی شدت سے آئے ہیں...... حضور نے ازواج سے دریافت کیا تو گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہ تھا...... اچانک حضرت عمر اور حضرت صدیق اکبر بھی آ گئے...... حضور نے فرمایا کہ رات گئے آئے ہو؟ خیریت تو ہے؟...... انہوں نے بھی عرض کیا کہ ہم سخت بھوکے ہیں۔ حضرت علی نے حضور سے عرض کیا کہ مقداد بن الاسود کے گھر چلتے ہیں۔ کل میں

نے ان کے پاس بہت سی کھجوریں دیکھی تھیں حضور نے فرمایا کہ چلو اللہ کا نام لے کر چلتے ہیں۔

حضور، علی، حسنین، ابوبکر، عمر...... مقداد کے گھر

مقداد کی رہائش شہر سے باہر تھی...... دروازہ پر پہنچ کر حضرت ابوبکر نے فرمایا ......''باغ والو! اگر تم جان جاؤ کہ تمہارے دروازہ پر کون ہے تو تمہاری نیند اڑ جائے'' لیکن کسی نے جواب نہ دیا حضرت ابوبکر واپس آ گئے۔ حضور نے حضرت عمر کو بھیجا...... ان کی آواز پر بھی دروازہ نہ کھلا تو حضور نے حضرت علی کو فرمایا کہ آپ آواز دیں حضرت علی نے آواز دی ''باغ والو رسول اللہ تمہارے ہاں مہمان بن کر آئے ہیں۔''

مقداد کی بیٹی نے آواز سن کر ماں سے کہا کہ حضرت علی کی آواز معلوم ہوتی ہے...... ماں نے کہا کہ آدھی رات کے وقت علی کو ہم سے کیا کام ہو سکتا ہے؟ تم سو جاؤ۔ بیٹی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ حضور بھی ساتھ ہیں۔ ماں نے کہا تو اٹھو اور دروازہ کھولو...... لڑکی نے دروازہ کھولا تو سب گھر میں داخل ہو گئے۔ مقداد نے جب حضور کو دیکھا تو اٹھ کر حضور کے قدموں میں گر پڑا اور پاؤں چومنے لگا...... مقداد نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ قربان...... حضور اس وقت کیوں زحمت فرمائی ہے؟ حضور نے فرمایا

مقداد ہم شدید بھوک سے ہیں

ہم سب شدید بھوک کے باعث آئے ہیں...... مقداد رونے لگا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور افسوس کہ آج میرے گھر میں کچھ نہیں کچھ کھجوریں تھیں کھا لیں اور باقی مہمانوں کی نذر کر دیں...... حضرت علی کے آنسو نکل آئے۔

حضور کا نورانی خطاب

اس موقع پر حضور نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ پر بطحاء کو سونے چاندی کے طور پر

پیش فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ پروردگار! میں ایک دن کھاؤں گا اور دوسرے دن بھوکا رہوں گا...... پیٹ بھرے گا تو تیری حمد کروں گا بھوکا رہوں گا تو تجھ سے تضرع کروں گا...... اگر میں چاہوں تو سارا تہامہ سونا بن جائے...... حضور نے فرمایا اگر تصدیق چاہتے ہو تو جاؤ کسی ایک کھجور کے درخت سے کہہ دو کہ اللہ کے حق اور محمد کی حرمت کے صلہ میں ہمیں اپنا پھل دے دو۔

درخت نے پھل دے دیا

حضرت علی گئے اور درخت سے اسی طرح فرمایا...... درخت نے اسی وقت تر و تازہ کھجوریں ڈال دیں...... حضرت علی کھجوروں سے برتن بھر کر حضور کی خدمت میں آ گئے...... حضور نے کچھ کھجوریں تناول فرمائیں اور مقداد کے گھر والوں نے بھی کھائیں سب شکم سیر ہو گئے۔

حضور کھجوریں لے کر حسنین کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بھوک کی شدت سے فاطمہ اور حسنین پر بے ہوشی طاری تھی...... حضور آبدیدہ ہو گئے...... بیٹی کو سینے سے لگایا کھجوریں پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

"بیٹی صبر کرو......صبر کے بغیر انعاماتِ ربانی نہیں مل سکتے"

جبرئیل سورۂ دہر لے کر حاضر ہو۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت جبریل ے حاضر ہو کر هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ...... كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا۝ تک آیات پڑھیں۔

(جامع المعجزات اردو مطبوعہ لاہور ص ۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲)

بعض خارجیوں کا انکار

فی زمانہ بعض خارجی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی حقیقت نہیں اور اپنی تائید میں سابقہ مفسرین کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں مثلاً تفسیر مظہری...... علامہ قاضی

ثناء اللہ پانی پتی، حکیم ترمذی، محدث ابن جوزی اس کے موضوع ہونے کا قول کرتے ہیں مگر ان محدثین کرام کی تحقیق اور چھان بین اپنے مقام پر خوب تر ہے لیکن فضائل میں ضعیف احادیث لائی جا سکتی ہیں جیسا کہ محدثین کا قول ہے اور مندرجہ بالا واقعہ بھی فضیلت اہل بیت کو ظاہر و واضح کرتا ہے اس لئے اگرچہ ایسا بھی ہو جیسا کہ مندرجہ بالا محدثین نے فرمایا تو بہر حال فضائل میں بیان کیا جا سکتا ہے...... آج کل کے ماڈرن خارجی مفسرین چھان بین کی بنا پر انکار نہیں کرتے بلکہ ان کا مقصد اہانت اہل بیت ہوتا ہے کہ کسی طرح ان نفوسِ قدسیہ کی شانوں کا اظہار نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے مفسرین جو کہ محبین اہل بیت ہیں انہوں نے باوجود ان تصریحات کے اس واقعہ کو اپنی تفاسیر میں نہ صرف نقل فرمایا بلکہ یہ تحریر کیا کہ سورۂ دہر کے مصداقِ اوّل حضرات اہل بیت ہی ہیں تاکہ خارجیت کا قلع قمع کیا جا سکے ملاحظہ ہو تفسیر ضیاء القرآن حضرت ضیاء الامت یہ سب کچھ نقل کرنے کے بعد کیا خوب فرماتے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن

ان آیات کے اوّلین مصداق خاندانِ نبوت کے یہی حضرات ہیں جن لوگوں نے ان نفوسِ قدسیہ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہے۔ ان پر مخفی نہیں کہ خاندانِ نبوت نے ساری زندگی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو فوقیت دی خود تکلیف برداشت کی لیکن دوسروں کو خوش و خرم رکھا اگر یہ واقعہ نہ بھی ہو تب بھی ان آیات کے اوّلین مصداق یہی حضرات ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر ۵ ص ۴۴۵)

ان گندم نما جو فروش خارجی مولویوں ملوانوں کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل بدر الاماثل محشی قرآن کی تحقیق بھی نظر نہ آئی کہ وہ سورۂ دہر کی ان آیات کے بارے میں واضح فرماتے ہیں۔

خزائن العرفان

شانِ نزول یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے۔ ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی۔ اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کی وفا کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جولائے حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین ایک روز یتیم ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۸۹۶ حاشیہ نمبر ۱۸ مطبوعہ کراچی از حضرت صدر الافاضل)

ان برائے نام بریلوی کہلوا کر مکتب فکر اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے والے خارجیوں کو حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمۃ پر بھی اعتبار نہ رہا جن کی کتابیں انہی محدثؒ اور مناظر اسلام بناتی ہیں اور ان کی عمر کی روٹیاں تیار ہوتی ہیں۔ حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

تفسیر نور العرفان

یہ اٹھارہ آیات حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہراء اور بی بی فضہ جو کہ ان کی خادمہ تھی کے حق میں نازل ہوئیں کہ ان بزرگوں نے حضراتِ حسنین کے بیمار ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی ان کی صحت یابی پر تین روزے رکھے مگر ہر روز افطار کے وقت مسکین یا غریب یا قیدی آ گئے انہیں روٹیاں دے دیں اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے۔ خیال رہے کہ ان روزوں کے وقت ان اہل بیت کے گھر میں تنگی بہت تھی ہر روزہ پر اتنا جو قرض آتا تھا کہ فی کس ایک روٹی آ جائے شام کو افطار کرتے تو کوئی نہ کوئی سائل آ جاتا یہ حضرات اپنی اپنی روٹیاں خیرات کر دیتے اور خود بھوکے رہتے۔
(تفسیر نور العرفان ص ۹۲۲ حاشیہ نمبر ۱۱ از حکیم الامت مفتی احمد یار خان)

تفسیر موضح القرآن

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں آئے دیکھا جو حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار تھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ماں اور باپ کو کہ تم منت مانو تو خدائے تعالیٰ تمہارے فرزندوں کو صحت بخشے۔ انہوں نے منت مانی کہ ہم تین روزے نذر خدائے تعالیٰ کے رکھیں گے۔ خدائے تعالیٰ نے حضرات امامین کو صحت دی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے روزے رکھے شام کو تھوڑے سے جو مزدوری سے میسر آئے تھے اس کے آٹے کی روٹی پکائی روزہ کھول کر چاہا نوش فرمائیں اتنے میں ایک فقیر آ کر پکارا اے اہل بیت پیغمبر کے میں مسلمان محتاج ہوں۔ مجھے کھانے کو دو خدائے تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ بہشت میں دیوے گا۔ الیٰ آخرہ دوسرے اور تیسرے دن کا واقعہ بھی ہوا اور خدائے تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت بھیجی۔ (تفسیر موضح القرآن ص ۷۰۸)

یاد رہے تفسیر موضح القرآن ان لوگوں کے بزرگوں کی تفسیر ہے جنہیں فی زمانا "سپاہ صحابہ" سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ لوگ خارجیوں کے تربیت یافتہ ہیں مگر ان کے بزرگوں کے قلم سے خدا رسول نے صحیح بات لکھوالی ہے۔

تفسیر جلالین شریف

قَالَ عَطَاءٌ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ الخ
(جلالین شریف ص ۴۸۳ حاشیہ نمبر ۲۶ مطبوعہ کراچی)

فرمایا عطا نے یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی الیٰ آخرہ سارا واقعہ مذکور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ حوالے (صرف نمونہ از مشتے خروارے) اور دیگر پرانی عربی تفاسیر مثلاً تفسیر کبیر جلد نمبر ۸ ص ۲۷۶، تفسیر مدارک جلد چہارم ص ۲۱۸ تفسیر عزیزی پ ۲۹ ص ۲۳۶، تفسیر حسینی جلد دوم ص ۲۷۹، تفسیر نیشا

پوری حاشیہ تفسیر ابن جریر جلد دوم ص ۱۱۲ کے حوالجات میں تفسیر آیت یہی ہے کہ یہ حضرت علی فاطمہ حسنین اور حضرت فضہ کے حق میں نازل ہوئی کیا ان مفسرین کو قرطبی، حکیم ترمذی اور محدث ابن جوزی کے مندرجہ ذیل اقوال نظر نہ آئے۔

قَالَ القرطبی، فهٰذَا حَدِيثٌ مزوّقٌ مزيّفٌ یہ حدیث من گھڑت اور موضوع ہے۔

قَالَ الحکیم الترمذی هٰذَا حَدِيثٌ مُفصّلٌ لَا يَرُوْحُ اِلَّا علٰی اَحْمَقٍ وَجَاهِلٍ کہ اس حدیث کو کوئی احمق اور جاہل ہی قبول کر سکتا ہے۔

وَاَوْرَدَهُ اِبْنُ الجَوْزِیُّ فِی المَوْضُوعَاتِ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

کیا ان مفسرین کو یہ تینوں بزرگ نظر نہیں آئے یا وہ ان سے واقف نہ تھے یا وہ انہیں قابل حجت نہ سمجھتے تھے؟ نتیجہ یہی نکلے گا کہ ان تین یا دیگر اس قسم کے بزرگوں نے اپنی چھان بین کی حیثیت سے یہ آراء صادر فرمائی ہیں اور کثرتِ مفسرین ان کے بالعکس فرماتے ہیں اب قلیل کی آراء کو کثیر پر ٹھونسا نہیں جا سکتا کیونکہ شرعی طور پر لِلاَکْثَرِ حُکْمُ الکلّ اکثریت کل کا حکم رکھتی ہے لہٰذا صحیح اہل سنت و جماعت اکثریت مفسرین کی آراء پر عقیدہ رکھتے ہیں اور خارجی وہی دو تین مفسرین کی ذاتی رائے کا سہارا لیکر ڈگڈگی بجائے چلے جا رہے ہیں ...... چنانچہ آج کل کے خارجی ملاؤں کا بھی یہی دستور منشور ہے کہ وہ کسی جماعت یا کسی مکتب فکر سے بھی تعلق رکھتے ہوں اہل بیت سے دشمنی کسی نہ کسی رنگ میں کرنا ان کا طرۂ امتیاز ہے اور وہ تقریر و تحریر میں کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے۔ اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں بہت تیز ہیں۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنی حنفی بریلوی کہلاتے ہیں اور ملک میں سنت کے لئے اپنا وجود ناقابل تسخیر سمجھتے ہیں ...... اور جب اہل بیت اطہار کی عظمت و شان کا معاملہ آئے تو ان میں اور خارجی ملاؤں میں کوئی خاص فرق

نظر نہیں آتا اگر کوئی اہل سنت عظمت اہل بیت کا قائل ہو تو اسے شیعہ ہونے کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے گویا کہ ان نام نہاد ملاؤں اور مذہبی بہروپیوں نے شیعوں کو اہل بیت کا ٹھیکیدار خود ہی بنا دیا ہے اور اپنی جنس کا اس طرح خود ہی انتخاب کر لیا ہے کہ وہ خود کون ہیں ...... اور اب انہیں پہچاننے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی اور سنت کا جعلی لبادہ بھی ان کا اترا ہوا نظر آتا ہے ...... اگر کوئی دقیق سے دقیق خارجی اپنی خارجیت کو چھپائے ہوئے بھی ہو تو

وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نوچ ڈالیں فریب سراپا نقابیں تمہاری
یا پھر خود تمہیں اہل سنت کا پردہ رخِ بخدیت سے ہٹانا پڑے گا

خدا شاہد ہے کہ ہم نہ رافضی ہیں نہ خارجی ...... مگر جب عظمت صحابہ بیان کریں تو رافضی ہمیں خارجی کہتے ہیں اور جب شانِ اہل بیت اجاگر کریں تو خارجی ہمیں رافضی کہتے ہیں بقول امام شافعی علیہ الرحمتہ

الصواعق المحرقہ

اَذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِيًّا فَاِنَّنَا رَوَافِضُ بِالتَّفْضِيْلِ عَنْدَ ذَوِی الجَهَلُ

جب ہم حضرت علی کو فضیلت دیتے ہیں تو ہم جاہلوں کے نزدیک تفضیلی رافضی ہوا کرتے ہین

وَفَضْلُ اَبِی بَكْرٍ اِذَا مَاذَكَرْتُهُ رُمِيْتُ بِنَصْبٍ عِنْدَ ذِكْرِی لِلفَضْلُ

اور جب میں حضرت ابوبکر کی فضیلت کا ذکر کرتا ہوں تو مجھ پر خارجی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

فَلَا زِلْتُ ذَارَفْضٍ وَنَصْبٍ كِلَاهُمَا بِحُبِّهِمَا حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی الرَّمَلْ

میں ہمیشہ ہی ان دونوں کی محبت کی وجہ سے خارجی اور رافضی رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ریت میں تکیہ لگا دیا جائے یعنی میں مر جاؤں۔

قَالُوا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ كِلَا مَا الرَّفْضُ دِيْنِی وَلَا اِعْتِقَادِی

لوگ مجھے کہتے ہیں تو رافضی ہو گیا ہے میں نے کہا ہرگز نہیں ...... رفض تو میرا دین واعتقاد ہی نہیں۔

لٰکِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَکٍّ خَیْرَ اِمَامٍ وَخَیْرَ هَادِیْ

لیکن میں نے بلاشبہ بہترین امام اور ہادی سے دوستی کی ہے اور محبت کی ہے۔

اِنْ کَانَ حُبُّ الْوَلِیِّ رَفْضًا فَاِنَّنِیْ اَرْفَضُ الْعِبَادِیْ

اگر ولی سے محبت کرنا رفض ہے تو میں تمام لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

یَارَاکِبًا قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًی وَاهْتِفْ بِسَاکِنِ خَیْفِهَا وَالنَّاهِضْ

اے سوار منٰی میں محصب پر ٹھہر جا اور خیف کے ساکن کو آواز دے جب حاجی صبح کے وقت منٰی کی طرف جاتے ہیں۔

اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضْ

اگر آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام رفض ہے تو جن وانس اس بات پر گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۳ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

یہ مسکین، یتیم اور اسیر کون تھا؟

مسلسل تین دن ...... اور پھر ایک ہی ٹائم یعنی افطار کے وقت پابندی سے آنے والا یہ کون تھا جو ایسے آرہا تھا کہ جیسے ایک مرتب پروگرام کے تحت آرہا ہے ...... ورنہ ایسا ممکن تھا کہ وہ ایک روز آتا دوسرے روز نہ آتا یا دوسرے روز آتا تیسرے روز نہ آتا ...... ایک روز صبح کو آتا ...... دوسرے روز دوپہر اور تیسرے روز شام کو آتا ...... مگر ایک ہی ٹائم پر تین روز آنا اور مختلف شکلوں سے ایک ہی صدا لگانا کہ

"اے اہل بیت میں بھوکا ہوں مجھے کھلایئے اللہ اس کی جزاء تمہیں جنت کی نعمتوں سے دے گا۔"

یہ سب کچھ یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ معلوم کیا جائے درحقیقت یہ کیا پروگرام تھا اور یہ آنے والا کون تھا؟

یہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے

کتب تفاسیر میں اس واقعہ کی تفصیل پڑھنے سے اور کتب سیر میں اس کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چل جاتا ہے بلکہ سورج کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اس پروگرام کو ترتیب دینے والا خود ربّ العٰلمین تھا ...... اور یہ مسکین یتیم اور اسیر بن کر آنے والا روح الامین تھا ...... اور پروگرام امتحان وآزمائش خاندانِ رحمۃ للعٰلمین تھا ...... حضرت جبرئیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز مسکین یتیم اور قیدی بن کر حاضر ہوا تھا اور اب اس ایثار کا ان کے لئے خدائے تعالیٰ کا یہ انعام لیکر حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًاo

(پ نمبر ۲۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۸)

اور کھانا کھلاتے ہیں اس (اللہ) کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو

سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے پھر بارگاہِ اہل بیت میں ان کے درِ دولت پر حاضر ہو کر ان کا شکریہ ادا کیا کہ اے اہل بیت نبوت میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور مشکور ہوں کہ مجھے آپ کے اس دروازہ سے تین دن مسلسل خیرات ملتی رہی اور ایک مرتبہ بھی محروم نہ لوٹا ...... سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت فضہ کو فرمایا کہ انہیں یہ جواب دیدو۔

اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًاo

(پ نمبر ۲۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۹)

ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے نہ اس کا عوض چاہتے ہیں اور نہ شکریہ اللہ اکبر کیا بارگاہِ سیّدہ کا مقام علو و مرتبت ہے

......ملکۂ جنت کے دروازے پر سائل کی شکل میں جنت ہی کے باشندے آتے ہیں اور خیرات لے کر جاتے ہیں ...... اور کسی قسم کے سائل کے لئے سیّدہ کے دروازے بند نہیں ہوتے۔ صبح و شام ...... لیل و نہار ...... شب و روز جب بھی کوئی سائل اس دروازہ پر آیا اور اس نے سوال کیا تو فوراً اس کی جھولی بھر دی گئی۔

ان کے در سے خالی جائے یہ تو ہو سکتا نہیں
ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

تسبیحاتِ فاطمہ

الشرف المؤبد

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جید سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا...... حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثیر تعداد میں غلام آئے ہیں۔ آپ بھی جا کر رسول اللہ سے ایک غلام طلب کریں ...... بعدازاں دونوں بزرگوار بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے اور جناب سیّدہ نے عرض کی۔

"ابا جان چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں ورم آگئے ہیں اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے اس لئے ہمیں بھی ایک غلام عطا فرما دیں۔

کام سے کپڑے بھی کالے پڑ گئے
ہاتھ پر چکی سے چھالے پڑ گئے

آپ نے فرمایا...... اے لختِ جگر! ...... خدا کی قسم ایسا ممکن نہیں کہ میں تجھے غلام عطا کر دوں اور اہل صفہ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ باندھ رکھے ہوں ...... پھر فرمایا

اَلَا اُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَانِيْ ......

کیا میں تمہیں اس سے بہتر کی خبر نہ دوں۔

عرض کیا ...... بلیٰ ...... کیوں نہیں یا رسول اللہ ...... آپ نے فرمایا کہ جبریل نے

مجھے چند کلمات بتائے ہیں جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی کی تلاوت کرو ...... بعدازاں تینتیس مرتبہ سبحان اللہ ...... تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ (الشرف المؤبد لآل محمد از علامہ نبھانی ص ۷۶۔۷۵)

بے مثال ریفارمر

آج محمد عربی کے غلاموں کو لینن ...... ماوزے تنگ اور دیگر تاریخ یہود و نصاریٰ کے ریفارمرز کی مثالیں دے کر گمراہ کیا جاتا ہے ...... شوسلسٹ اپنے بلند بانگ دعوؤں میں مصروف ہیں اور پاکستانی قوم ایک مخصوص لیڈر کے متعلق یہ نظریات رکھتی ہے کہ روٹی، کپڑا اور مکان دینے والا یہ ریفارمر اور لیڈر بے نظیر ہے ...... مگر لوگو مجھے بتاؤ کہ کون سا وہ لیڈر ہے جس نے قوم کی خاطر اپنے پیٹ پر دو دو پتھر باندھے ہوں؟ ...... کون سا وہ ریفارمر ہے جس نے اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کی بھوک کو دیکھتے ہوئے باوجود غلاموں کی کثیر تعداد کے پاس ہوتے ہوئے بھی بیٹی اور داماد کو خالی یہ کہہ کر لوٹا دیا ہو کہ جب تک یہ ساتھی بھوکے ہیں تمہیں کچھ نہ ملے گا ...... ساری کائنات کے لیڈر اس خدا کے فرستادہ لیڈر پر قربان ...... ساری دنیا کے ریفارمرز اس عرشی ریفارمر پر نثار جو خود تو بھوکا رہا ...... اپنے گھر والوں کو تو بھوکا رکھا ...... مگر قوم کو کھلایا ...... قوم کے بچوں کی بھوک کو ختم کیا آؤ اسی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کریں ...... اسے ہی اپنا لیڈر و ریفارمر تسلیم کریں ...... اسی کے طریقہ کو اپنائیں تا کہ فلاح پا لیں ...... کامیاب ہو جائیں۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

سیّدہ کا پردہ

جب کبھی غیرتِ انساں کا سوال آتا ہے
فاطمہ زہرا تیرے پردے کا خیال آتا ہے

نزہت المجالس

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت صبح اپنی شہزادیٔ پاک کے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا...... دروازہ پر پہنچ کر سرکار نے فرمایا السلام علیکم...... بیٹی

''ایک شخص میرے ساتھ ہے ہم اندر آ جائیں؟''

سیّدہ نے عرض کیا...... ابا جان

''میرے بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے اور اس سے سارا بدن چھپ نہیں سکتا''

آپ نے اپنی پرانی سی چادر مبارک سیّدہ کی طرف پھینکی جس سے سیّدہ نے اپنا بدن چھپایا...... پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔ (نزہت المجالس جلد دوم ص ۱۷۵)

نواسۂ سیّد الابرار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دیا...... حالانکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص طور پر خادم تھے اور عزیزوں کی طرح آپ کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیّدہ نے ان سے پردہ فرمایا اور سامنے نہ ہوئیں۔ (شہادت نواسۂ سیّد الابرار ص ۱۴۴)

ایک واقعہ

جسے ہم نے کسی کتاب میں تو نہیں پڑھا البتہ اکثر علماء کرام سے سنا ہے ہو سکتا ہے وہ کسی کتاب میں ہو مگر ہمارے مطالعہ میں نہ ہو اور وہ یوں ہے کہ...... ایک مرتبہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنی لختِ جگر پیاری بیٹی سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا

اے میری جان...... میری پیاری شہزادی آج میں تمہیں لینے آیا ہوں......

کیونکہ جب سے تم اپنی والدہ ماجدہ کے گھر سے رخصت ہو کر حیدر کرار کے گھر میں آئی ہو...... وہاں بے رونقی چھا گئی ہے...... تمہارے ساتھ گھر بھرا بھرا لگتا تھا اب آنگن سونا سونا لگتا ہے...... میں بہت اداس سا ہو کر آیا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ چند یوم اپنے جگر کے ٹکڑے کو گھر لا کر پرانی یادیں تازہ کر لوں...... بیٹی چلو میرے ساتھ چلو اور اپنی اماں جان کے خالی گھر کو رونق بخشو۔

سیّدہ نے ابا جان کی یہ گفتگو سنی تو چشمانِ مقدسہ سے آنسوؤں کا سیلاب آ گیا...... اماں جان کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا...... شفقتِ مادری کی یادوں نے دلِ مہجور اور کلیجہ چور چور کر دیا...... یادِ ماضی سے جگر پارہ پارہ ہونے لگا...... روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور زبان پر بے ساختہ حضرت خدیجہ کے اسم مبارک کا ورد جاری ہو گیا...... سیّدہ اماں کو یاد کر کر کے رو رہی ہیں حضور سیّدہ کو روتے ہوئے ملاحظہ فرما کر بے قراری سے فرماتے ہیں...... بیٹی میں نے اپنے ساتھ لے جانے کو کہا کیا تم نے اس کا برا منا لیا؟

فوراً آنسو پونچھتے ہوئے اور حضور کے مبارک ہاتھوں کا بوسہ لیتے ہوئے عرض کیا...... ابا جان ایسی ہرگز کوئی بات نہیں ہے مگر مجھے اماں جان کی یاد نے بے قرار و بے چین کر دیا ہے اور بہت شدت سے اماں یاد آ رہی ہیں۔

شریعت کی پاسداری...... شوہر کی اتباع

فرمایا بیٹی پھر تیاری کرو اور چلو...... عرض کیا ابا جان مجھے مجالِ انکار نہیں...... آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر اجازت ہو تو ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں...... فرمایا بیٹی کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟...... عرض کیا

سیّدہ سلام اللہ علیہا...... ابا حضور آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ مجھے یہ حکم کس حیثیت سے فرما رہے ہیں...... کیونکہ آپ کی میرے لئے دو حیثیتیں ہیں...... ایک یہ کہ آپ میرے نبی ہیں...... دوسری یہ کہ آپ میرے پیارے ابا جان ہیں۔

حضور علیہ السلام ...... بیٹی اس سوال میں کیا راز ہے؟

سیّدہ سلام اللہ علیہا ...... حضور اگر آپ مجھے میرے نبی ہونے کی حیثیت سے ارشاد فرما رہے ہیں تو میں ابھی اور اسی وقت بغیر ایک لمحہ تاخیر کے بالکل تیار ہوں کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے کہ

اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ ...... جب اللہ رسول بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ

اور اگر آپ باپ ہونے کی حیثیت سے حکم فرما رہے ہیں تو پھر میں آپ کے ساتھ فوراً نہ جا سکوں گی کیونکہ اللہ کے رسول کی حیثیت سے آپ کا ارشاد ہے عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر والدین کے گھر بھی نہیں جا سکتی ...... تو جب عام عورت کو یہ حکم ہے تو میں (جو کہ شارع شریعت کی بیٹی ہوں) کس طرح بغیر اجازت شوہر آپ کے ساتھ جا سکتی ہوں؟

حضور علیہ السلام ...... بیٹی ...... میری پیاری بیٹی ...... میرے جگر کا ٹکڑا میری جان مجھے تجھ سے امید بھی یہی تھی ...... میرا دل بہت خوش ہوا ہے کہ تجھے امت کی عورتوں کے لئے ایک نمونہ پیش کرنا ہے۔ اس لحاظ سے تو نے اپنی ذمہ داری بخوبی انجام دی ہے ...... اے قرۃ العین اور جان پدر میں تجھے ایک باپ ہی کی حیثیت سے لینے آیا ہوں جلدی بتا تیرے شوہر نامدار کہاں ہیں تاکہ میں ان سے اجازت طلب کروں؟

سیّدہ سلام اللہ علیہا ...... اس وقت مسجد میں تشریف لے گئے ہیں۔

قُمْ یَا اَبَا تُرَاب

حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ ...... سرکار سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ مسجد میں زمین پر آرام فرما ہیں اور پہلو سے چادر ہٹی ہوئی ہے اتنے جسم کے حصہ پر مٹی لگی ہوئی ہے ...... حضور نے انہیں جگایا اور فرمایا قُمْ یَا اَبَا

تُرَاب ...... اے مٹی والے اٹھو ...... حضرت علی بیدار ہوئے اور اٹھ کر فوراً سلام عرض کیا ...... سرکار نے سلام کا جواب ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا

حضور علیہ السلام ...... اے علی میں کچھ ایام کے لئے اپنی لختِ جگر یعنی آپ کی زوجہ کو لینے آیا ہوں اگر آپ کی طرف سے اجازت ہو تو میں فاطمہ کو لے جاؤں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ ...... آنکھوں میں آنسو بھر آئے ...... عرض کیا سرکار آپ مالک ہیں جس طرح چاہیں جو چاہیں فرمائیں اس میں میں کون ہوں اجازت دینے اور دخل اندازی کرنے والا ...... غلام کو اس کا کیا حق پہنچتا ہے؟

حضور علیہ السلام حضرت علی المرتضٰی کے ساتھ دوبارہ سیّدہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا بیٹی آپ کے شوہر نامدار کی طرف سے اجازت ہے ...... لہٰذا جلدی سے میرے ساتھ تیاری فرماؤ اور چلیں ...... اب یہ دلخراش جدائی اور تنہائی بنت رسول سے مفارقت حضرت علی برداشت نہ کر سکے اور فوراً عرض کیا۔

''حضور میں اب یہاں اکیلا کیسے رہوں گا اجازت ہو تو میں بھی ساتھ ہی چلوں۔''

فرمایا ...... ''چلو پھر اکٹھے ہی چلتے ہیں۔''

ثلاثہ کا نوری قافلہ

اجازت ملنے کے بعد تینوں نفوسِ قدسیہ کا یہ نوری قافلہ اس کاشانۂ اقدس کی طرف رواں دواں ہوا جو جبریل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ نوری کی زیارت گاہ ہے ...... آگے آگے سیّد الانبیاء ...... ان کے پیچھے سیّد الاولیا ...... سب سے پیچھے سیدۃ النساء ...... سبحان اللہ کیا مقدس قافلہ ہے چشم فلک محو نظارہ تھی اور قافلہ رواں دواں تھا ...... ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ سیّدۂ لولاک نے عرض کیا۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا ...... ابا حضور میں ایک عرض کرنا چاہتی ہوں اگر اجازت ہو تو کہوں؟

حضور علیہ السلام ...... بیٹی کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔

سیّدہ سلام اللہ علیہا...... ابا جان کرم فرمائیں اور مجھے سب سے آگے چلنے دیں اور اس کے بعد علی پھر آپ چلیں۔

حضور علیہ السلام...... بیٹی ایسے کیوں؟

سیّدہ سلام اللہ علیہا...... حضور...... میں آپ کی وہ شہزادی ہوں جس پر کبھی کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑی اور اس رات کے اندھیرے میں بھی میں اپنے آپ کا پردہ رکھنا چاہتی ہوں...... کامل پردہ...... حتیٰ کہ اپنے نقش نعلین کا بھی پردہ رکھنا چاہتی ہوں...... میں آگے چلوں میرے پاؤں کے نشان پر بھی دو پردے آئیں ایک میرے شوہر کا دوسرا میرے باپ کا...... اگر قافلہ اسی طرح چلتا رہا تو میرے نشانِ نعلین بے پردہ رہ جائیں گے اگر میری گزارش کے مطابق چلا تو میرے نشانِ نعلین پر علی پاؤں رکھیں گے اور ان کے پاؤں پر آپ کا پاؤں مبارک آئے گا...... آپ دونوں کے قدمان مبارک میرے قدم پر دو پردوں کی حیثیت میں ہوں گے...... کل داورِ محشر کو عرض کروں گی مولیٰ! میں تیری وہ کنیز ہوں کہ جس نے اپنے نقش نعلین کی بھی بے پردگی نہیں ہونے دی...... سرکار مسکرائے اور خوشی کے آنسو بہنے لگے فرمایا...... میری پیاری بیٹی...... جَزَاكِ اللّٰهُ اَحْسَنَ الجزاء

اے امت مصطفویہ کی پردہ نشین بیبیو!

اگر سیّدہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہو...... اے حوا کی بیٹیو...... امت مصطفویہ کی ماؤ...... بہنو اور بیٹیو اے دخترانِ اسلام اگر مقامِ عظمت کو پانا چاہتی ہو...... اگر مقرباتِ بارگاہِ خدا بننا مقصود ہے تو آؤ سیّدہ کی غلامی کرو...... سیرتِ سیّدہ کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اس پر سچے دل اور پکے عقیدہ سے عمل پیرا ہو جاؤ...... خدا کی قسم دنیا و آخرت سنور جائے گی...... جنت تمہارے قدموں میں رقص کرنا باعث فخر سمجھے گی...... سیّدہ لولاک شہزادیٔ رسول زوجہ علی المرتضیٰ والدہ حسنین تم سے راضی ہو جائیں گی اور تمہاری نجات یقینی ہو جائے گی۔

ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے التماس

بیٹیو! بہنو! شرافت کی فضا اچھی ہے
اوڑھ لو تم بھی یہ زہراء کی ردا اچھی ہے
جو بھی زہراء کے اصولوں پر چلے گی سن لے
باغِ فردوس کے پھولوں پر چلے گی سن لے

یہ ہے بنت رسول کا پردہ ملکۂ جنت کی شرم و حیاء...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

جن کا آنچل نہ دیکھا مہہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

الدار قطنی

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت سیّدہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اسماء مجھے چارپائی پر نہ اٹھانا...... میں یہ پسند نہیں کرتی کہ مجھ پر بھی اسی طرح کپڑا ڈال کر لے جایا جائے جس سے اعضاء کا اظہار ہو...... میں نے عرض کیا ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ آپ کے لئے میں اسی طرح بناؤں گی جس طرح حبشہ میں بنائی جاتی ہے...... فرمایا مجھے آپ بنا کر دکھائیں تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے...... میں نے کھجور کی شاخیں اکٹھی کر کے جب بنایا اور آپ نے دیکھا تو تبسم فرمایا...... میں نے اس سے پہلے آپ کو تبسم کی حالت میں نہیں دیکھا...... فرمایا مجھے یہ پسند ہے اور یوں دعا فرمائی کہ

سَتَرَكِ اللّٰهُ كَمَا سَتَرْتِنِيْ اِذَا مِتُّ فَغَسِّلِيْنِيْ اَنْتِ وَعَلِيٌّ وَلَا يَدْخُلَنَّ اَحَدٌ عَلَيَّ

اللہ تعالیٰ تجھے ڈھانپے جس طرح تو نے مجھے ڈھانپا ہے تو اور علی مجھے غسل دینا کسی اور کو ہرگز داخلے کی اجازت نہیں۔ (دار قطنی جلد نمبر ۱ ص ۱۹۴)

پردہ ایناں کہ جس دی زمین نے وی کدی ویکھی نہ پیراں دی تلی ہووے
بوہا اک پاسے نیٔویں دھون کر کے جسدی لنگھی فرشتیاں گلی ہووے
جس دی تربت تے گردن نوان باجھوں نہ کوئی غوث ہووے نہ کوئی ولی ہووے
تے کیہڑی شہنشاہ زادی اے گھر جسدے کئی کئی روز تک اگ نہ بلی ہووے
پھر بھی اپنے ہتھاں نال پیں چکی تلی چھالیاں نال بھری ہووے
(خاتون جنت از جناب صائم چشتی صاحب)

ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑ گئے

ابوداؤد شریف

حضرت فاطمہ جب حضرت علی کے ہاں گئیں تو تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتیں بچوں کے تربیت کے علاوہ چکی پیسنا پانی لانا اور گھر کی صفائی ستھرائی کا کام خود فرمایا کرتیں ...... حضرت علی نے ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ تمہیں فاطمہ کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں جو حضور کو سب سے محبوب ہیں میرے ہاں ان کا عالم یہ تھا کہ چکی پینے سے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے۔ فَجَرَتْ بِالرَّحٰي حَتّٰى اَثَرَتْ فِيْ يَدِهَا (ابوداؤد شریف کتاب الادب)

حلیۃ الاولیاء

عَنْ اِبْنِ اَعْبُدٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ يَا ابْنَ اَعْبُدٍ اَلَا اُخْبِرُكَ عَنِّي وعَنْ فَاطِمَةَ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَاَكْرَمَ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَكَانَتْ زَوْجَتِيْ فَجَرَّتْ بِالرِّحَاءِ اَثَرَ الرِّحَاءُ بِيَدِهَا

(حلیۃ الاولیا جلد نمبر ۲ ص ۴۳)

ابن اعبد روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ان سے فرمایا اے ابن اعبد کیا میں تمہیں اپنی اور فاطمہ کی خبر نہ دوں جو کہ بنت رسول اللہ ہیں اور میری زوجہ تھیں اور حضور کے اہل میں حضور کو سب سے اکرم تھیں پس جب وہ چکی چلاتیں تو چکی

چلانے سے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ جاتے۔

حلیۃ الاولیاء

عَنِ الزُّهْرِي قَالَ بَقَدْ طَعَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰه صلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَجَلَتْ يَدُهَا وَرَبِي اَثَرُ قُطْبِهٖ فِيْ يَدِها ۔

(حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص ۴۳)

زہری کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا جب آٹا پیستیں تو ان کے ہاتھوں پر چھالے ہو جاتے اور چکی کے قطب کا اثر ان کے ہاتھوں میں نظر آتا۔

گزشتہ اوراق میں آپ سیّدہ کی عبادت و ریاضت بھی پڑھ چکے ہیں ...... امور خانہ داری کو بھی بھرپور طریقہ سے انجام دیتیں ...... چکی سے خود آٹا پیستیں ...... پانی خود مشکیزوں میں بھر بھر کر لاتیں کپڑے خود دھوتیں ...... کھانا وغیرہ خود پکاتیں ...... گھر کی صفائی خود فرماتیں ...... بایں ہمہ ہر نماز بروقت نہایت خشوع و خضوع سے ادا فرماتیں ...... رات ساری کی ساری قیام و رکوع و سجود میں گزر جاتی ...... جب ہاتھوں سے روٹیاں پک رہی ہوتیں تو ہونٹوں سے تلاوت قرآن جاری ہوتی ...... چکی چلنے کے ساتھ ساتھ درود پاک بھی پڑھا جاتا ...... اپنے شوہر نامدار کی خدمت میں بھی سر مو فرق نہ آتا ...... آج کی عورت باوجود آسائشوں کے ...... کپڑے دھونے کو واشنگ مشین آٹا پسا پسایا ...... پانی پمپ سے ...... گھر کی صفائی کے لئے خادمہ ہونے کے باوجود بھی نہ نمازی ہے نہ روزے دار ...... نہ تلاوت قرآن کرتی ہے نہ درود پاک پڑھتی ہے ...... اور نہ ہی کما حقہ حق شوہر کو ادا کرتی ہے۔ اِلَّا ماشاء اللّٰه ...... حضرت خاتون جنت سے بڑھ کر کوئی عورت صاحب عظمت نہیں ہے بلکہ اگر ان عورتوں کو صواحباتِ عظمت بننا ہے تو پھر سیرت طیبہ حضرت سیّدہ کا مطالعہ کر کے اس پر عمل پیرا ہوں تو دین و دنیا میں کامران و سرفراز ہو جائیں گی۔

سیّدہ کی تلاوت قرآنِ کریم

سیرت فاطمہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرتِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوا...... میں نے دیکھا کہ

حضرات امامین کریمین حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما رہے تھے اور سیّدہ ان کو پنکھا کر رہی تھیں اور آپ کی زبانِ پاک سے تلاوتِ قرآنِ کریم جاری تھی...... یہ دیکھ کر مجھ پر ایک خاص حالت رقت طاری ہوئی۔''

(سیرت فاطمہ بحوالہ سفینۂ نوح از علامہ محمد شفیع اوکاڑوی ص ۲۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی تلاوتِ قرآنِ کریم جاری رکھتی تھیں۔'' (سیرت فاطمہ بحوالہ سفینۂ نوح ص ۲۶-۲۷)

مندرجہ بالا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیّدہ کا ایک معمول بن چکا تھا کہ کوئی کام بھی کر رہی ہوتیں تو زبانِ پاک سے تلاوت قرآنِ کریم جاری رہتی...... قرآن ساکت قرآن ناطق سے کس طرح جدا ہو سکتا ہے...... روح جسم سے نکل جائے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے...... اسی طرح قرآن ناطق قرآنِ ساکت سے علیحدہ ہو جائے تو اس پر سکوت طاری رہتا ہے گویا کہ حضرت سیّدہ کا وجود قرآنِ ناطق و قرآنِ ساکت کا مجموعہ تھا...... بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ایک عام قاری القرآن کی یہ شان ہے تو جن کے گھر قرآن اترا ہو...... اور جنہوں نے ہر لمحہ اس قرآن کی تلاوت کی ہو ان کی شان کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے؟

فصل سابع

مرکز عباداتِ خمسہ...... سیّدہ زاہراء

تنبیہ الغافلین، درّۃ الناصحین

وَكَانَتْ تَطْحَنُ الشَّعِيْرَ بِالْيَدِ وَتَقْرَءُ القُرآنَ بِاللِّسَانِ وَتُفَسِّرُ بِالْقَلْبِ وَتُحَرِّكُ الْمَهْدَ بِالرِّجْلِ وَتَبْكِيْ بِالْعَيْنِ . [1]

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا ہاتھوں سے جو پیستیں...... زبان پاک سے تلاوتِ قرآن فرماتیں دل سے اس کی تفسیر کرتیں...... مبارک قدموں سے جھولا جھلاتیں اور چشمانِ مقدسہ سے گریہ فرماتیں۔ (تنبیہ الغافلین و درّۃ الناصحین بحوالۂ البتول ص ۱۲۳)

اللہ اللہ...... کیا مقامِ فقر وغنا ہے اور کیا منزلِ صدق و صفا ہے...... گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام بھی عبادت...... تلاوت قرآن بھی عبادت...... تفسیر القرآن بھی عبادت...... بچوں کو آرام دینا بھی عبادت اور آنکھوں سے یادِ خدا میں گریہ فرمانا بھی عبادت...... ایک ذات پاک ایک ٹائم میں پانچ اعلیٰ قسم کی عبادات کا مرکز بن گئی...... ایسا کیوں نہ ہوتا؟...... یہ مرکز پنجتن پاک جو تھیں اسی لئے پانچ عبادات کی بیک وقت امین ٹھہریں۔

سیّدہ چکی خود چلاتیں

الحیات، سیرت فاطمہ

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر کے لئے تشریف لے جاتے تو راستہ میں سیّدہ کے گھر سے گزرتے تو سیّدہ کی چکی چلنے کی آواز سماع فرماتے تو نہایت درد و محبت کے ساتھ فرماتے

''اے اللہ العٰلمین! میری فاطمہ کو ریاضت و قناعت کی جزائے خیر عطا فرما''

(الحیات جلد اوّل ص ۹۹، سیرت فاطمہ بحوالہ سفینۂ نوح ص ۲۶-۲۷)

فرشتے چکی چلاتے ......جھولا جھلاتے

نواسۂ سید الابرار

حضرت امّ ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوپہر کے وقت جب شدید گرمی پڑ رہی تھی میں سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر پر حاضر ہوئی ...... دروازہ بند تھا اور چکی چلنے کی آواز آ رہی تھی ...... میں نے جھانک کر دیکھا کہ سیّدہ تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور ساتھ ہی حسنین کریمین کا گہوارہ خود بخود ہل رہا تھا ...... یہ دیکھ کر میں نہایت حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔

"اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فاطمہ پر نیند غالب کر دی تا کہ اسے گرمی اور تنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ بنت رسول کے کام کو سرانجام دیں"

(شہادت نواسۂ سید الابرار ص ۱۲۵-۱۲۶ از علامہ عبدالسلام قادری رضوی)

مجمع الفضائل

آپ طویل ترین سجدے ادا فرماتیں اور سجدوں میں روتی رہتیں۔ ایسی صورت میں جب کبھی کوئی شہزادہ رونے لگتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے فوراً جبرئیل امین پہنچ جاتے اور شہزادگانِ بنت رسول کا جھولا جھلاتے رہتے اور جب کبھی آپ سلام پھیر کر جھولے کی طرف نگاہ ڈالتیں تو وہ ہل رہا ہوتا۔

(مجمع الفضائل جلد نمبر ۳ ص ۱۳ بحوالہ البتول ص ۱۲۲)

البتول

مخدومۂ کائنات سیّدہ فاطمۃ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کے روزمرہ کے عام معمولات میں چکی پیسنا بھی شامل تھا۔ نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن آپ عموماً چکی

پیستے وقت ہی فرمایا کرتیں ...... ویسے ہر کام کرتے وقت بھی آپ کے لبوں پر تلاوت قرآن کریم جاری رہتی ...... بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لئے بھی چکی چلانا پڑتی ...... ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کو چکی چلاتے چلاتے نماز عصر کا وقت ہو گیا آپ نے چکی چھوڑ دی اور نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں ...... اسی دوران میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے ...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دروازہ کھول کر اندر بلا لیا ...... حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بنت رسول سیّدہ فاطمۃ الزہرا نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کی چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھی ...... اس میں جو بھی ڈالے جا رہے تھے (خود بخود ڈلتے جا رہے تھے اور آٹا بھی نکل رہا تھا) (البتول ص ۱۲۳ از علامہ صائم چشتی)

اس روایت سے تقریباً ملتی جلتی دوسری روایت حضرت ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

مجمع الفضائل، الریاض النضرہ

حضرت ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا ...... میں سیّدنا علی المرتضیٰ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ بنت رسول زوجہ مرتضیٰ بتولِ پاک سیّدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز میں مصروف تھیں اور چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھی ...... میں نے حیرانگی کے عالم میں یہ بات دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی تو سرکار نے فرمایا ...... اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کی مدد (ان کی چکی چلانے کے لئے) کو فرشتے بھیج رکھے ہیں۔

(مجمع الفضائل جلد نمبر ۳ ص ۱۱-۱۲ الریاض النضرہ جلد دوم ص ۲۶۲ بحوالہ البتول ص ۱۲۳)

الریاض النضرہ

حضور نے جب حضرت ابوذر سے فرمایا مَاشَأنُکَ تو حضرت ابوزر نے عرض کیا

یارسول اللہ عَجِیْبٌ مِنَ الْعَجَبِ رَئَیْتُ رَحٰی تَطْحِنُ فِیْ بَیْتِ عَلِیٍّ وَلَیْسَ مَعَهَا اَحَدٌ یرحی

عجیب العجائب...... سرکار میں نے دیکھا کہ حضرت علی کے گھر چکی خود بخود چل رہی ہے اور اس کو کوئی چلانے والا نہیں فرمایا اے ابوزر اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِکَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَقَدْ وَکَلُوْا بِمُؤْنَةِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر و سیاحت کرتے ہیں اور تحقیق انہیں آل محمد کی مدد کرنا سونپی گئی ہے۔ (الریاض النضرہ عربی ص۲۰۲ مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

جناب صائم چشتی اسے منظوم فرماتے ہیں ؎

ابو ذر صحابی نوں نبی سرور اک دن علی نوں سدن گھلاوندے نیں
گھر سیدہ زہرا دے آن بوزر دستک دیندے تے کنڈا ہلاوندے نیں
سن گئی آواز نہ کسے تائیں واپس حضرت ابو زر آوندے نیں
آقا کسے نئیں گھروں آواز دتی نال ادب دے عرض الاوندے نیں
جا کے بوہا کھڑکاؤ تے جاؤ اندر کملی والے ارشاد فرماوندے نیں
علی گھرے نیں لیاؤ بلا جلدی گل غیب دی آقا بتلاوندے نیں
ابوزر مڑ گئے تے ملے حیدر لے کے وچہ دربار آ جاوندے نیں
آ کے نال تعجب نبی تائیں صائم واقعہ عجب سناوندے نیں

حضرت ابوزر کیتی عرض ادبوں آقا سمجھ نہ آئی ایس گل دی اے
گھر علی دے اکھیں میں ویکھیا اے چکی اپنے آپ پئی چل دی اے
ابو زر تعجب دی گل کیہہ اے دس گل آقا اس دے حل دی اے
ذات اللہ دی صائم فرشتیاں نوں زہرا پاک دی مدد لئی گھلدی اے

وہ جنت کی ملکہ محمد کی بیٹی

جامع المعجزات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے فارغ ہو کر گھر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سلمان فارسی بیٹھے سوت صاف کر رہے ہیں اور وہ چرخہ کات رہی ہیں...... حضرت علی نے فرمایا راحت جانِ رسول گھر میں کچھ کھانا موجود ہے کیا؟

''بخدا کھانا تو نہیں ہے البتہ میرے پاس چھ درہم ضرور موجود ہیں جس نے سوت کاتا اور سلمان نے فروخت کیا آپ اس رقم سے اشیاء خورد و نوش خرید لیں تاکہ حسن اور حسین بھی شکم بھر سکیں'' سیّدہ فاطمہ نے عرض کیا

تو حضرت علی نے فرمایا ''لاؤ درہم میں ابھی جاتا ہوں''

سیدہ فاطمہ نے درہم حضرت علی کے حوالے کر دیئے۔

حضرت علی نے ابھی گھر سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک سائل نے سوال کیا۔

''مَنْ یُّقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا''

حضرت علی نے بڑھ کر چھ درہم سائل کی ہتھیلی پر رکھ دیئے اور خالی ہاتھ بیت فاطمہ میں تشریف لے آئے۔ سیّدہ فاطمہ نے جب حضرت علی کو تہی دست دیکھا تو آبدیدہ ہو گئیں...... حضرت علی بولے کیا بات ہے کیوں رونے لگی ہو؟''

''آپ خالی ہاتھ جو تشریف لے آئے ہیں جبکہ حسن اور حسین بھوکے ہیں''

''میں اللہ کی راہ میں قرض دے آیا ہوں ایک سائل نے سوال کیا تو مجھ سے رہا نہ گیا''

آپ نے اچھا کیا ہے! بہت اچھا''......

یہ کہہ کر سیّدہ فاطمہ بتول خاموش ہو گئیں۔

حضرت علی حضور کی خدمت میں حاضری کا ارادہ لے کر گھر سے باہر تشریف

لے آئے ...... راستے میں ایک اعرابی ملا جس کے پاس ایک نہایت خوبصورت اونٹنی تھی آپ کو دیکھ کر اعرابی بولا۔

''علی مجھ سے یہ ناقہ خرید لیجئے''

''میرے پاس رقم نہیں ہے۔''

''نہ سہی آپ ادھار خرید لیجئے رقم پھر دے دینا''

''قیمت کیا ہے؟''

''ایک سو درہم''

''اچھا تو میں خرید لیتا ہوں''

حضرت علی نے اقرار کیا تو اعرابی نے نکیل آپ کے حوالے کر دی اور خود چلتا بنا۔

حضرت علی ابھی چند قدم چلے ہوں گے کہ ایک دوسرا اعرابی ملا آپ کو دیکھتے ہی بولا۔

''علی آپ یہ ناقہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟''

''ضرور کیوں نہیں کتنے میں خریدو گے''

''تین سو درہم کے عوض''

''مجھے منظور ہے میں فروخت کرتا ہوں لاؤ درہم اور یہ لے ناقہ''

اعرابی نے تین سو درہم حضرت علی کے حوالے کئے اور ناقہ لے کر چلتا بنا۔

اس خرید و فروخت سے فارغ ہو کر حضرت علی گھر تشریف لائے تو سیّدہ فاطمہ نے پوچھا ''آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔''

''تین سو درہم'' حضرت علی نے فرمایا

ایک سو درہم کے عوض ایک ناقہ ادھار خریدی اور تین سو درہم نقد کے بدلے فروخت کر دی۔

حضرت فاطمہ نے مسکرا کر فرمایا ''خوب رہی تجارت''

اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آتے ہی فرمایا۔

''علی اونٹنی کا قصہ تم بتاؤ گے یا میں بتاؤں؟''

''آپ ہی فرمائیں یا رسول اللہ'' حضرت علی نے عرض کیا تو حضور نے فرمایا۔

''اونٹنی بیچنے والے اور خریدنے والے کو جانتے ہو؟''

''نہیں آقا آپ ہی فرمائیے''

''تو سنو! علی تم نے راہِ خدا میں چھ درہم دیئے تو خدا نے تمہیں تین سو درہم عطا فرمائے گویا ایک درہم کے بدلے پچاس درہم۔

رہی بات پہلے اعرابی کی تو سنو وہ جبرئیل تھے اور دوسرے اعرابی اسرافیل تھے۔

اونٹنی وہ تھی جس پر جنت میں فاطمہ سوار ہوں گی۔'' (جامع المعجزات ص ۱۶-۱۷-۱۸)

کی پاکیزگی جس سے حوروں نے حاصل وہ عظمت سراپا محمد کی بیٹی

رہی فقر و فاقے میں صبر و رضا پر وہ جنت کی ملکہ محمد کی بیٹی

ان کے در سے خالی جائے یہ تو ہو سکتا نہیں

ان کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

سیّدہ کا ترکِ دنیا

المستدرک للحاکم

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

......ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے ...... میں بھی آپ کے ہمراہ تھا سیّدہ نے اپنے گلے میں سے سونے کی زنجیر اتاری اور حضور علیہ السلام کو دکھا کر عرض کیا ابا جان ...... یہ ابو الحسن (علی پاک) نے مجھے تحفہ دیا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فَاطِمَةُ اَيَسُرُّكِ اَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَبِيَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ ...... ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقْعُدْ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ...... کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فاطمہ بنت محمد کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہے؟ ...... پھر آپ تشریف لے گئے اور وہاں نہ بیٹھے (یعنی اظہار ناپسندیدگی فرمایا)

فَعَمِدَتْ فَاطِمَةُ اِلَى السِّلْسِلَةِ مَاشْتَرَتْ بِهَا غُلَامًا فَاَعْتَقَتْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ (المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۵۲)

سیّدہ نے اسی وقت اس زنجیر کو بیچ دیا جو قیمت وصول ہوئی اس سے ایک غلام خرید کر آزاد فرما دیا...... حضور علیہ السلام کو جب یہ خبر پہنچی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فاطمہ کو دوزخ سے بچایا۔

سیّدہ کی حضور سے والہانہ محبت

کیمیائے سعادت

ایک مرتبہ سیّدہ سلام اللہ علیہا روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟...... عرض کیا میں نے ایک روٹی پکائی تھی ...... جی نہیں چاہا کہ آپ کے بغیر کھالوں ...... فرمایا بیٹی یہ پہلا کھانا ہے جو تین دن کے بعد تیرے باپ کے منہ میں جائے گا۔

(کیمیائے سعادت از امام غزالی بحوالہ سفینہ نوح ص ۲۵)

دیگر نباتِ رسول پر سیّدہ کی فضیلت

سرکارِ دو عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولادِ امجاد واجب الاحترام والتعظیم ولائق صد تکریم ہے کیونکہ تمام اولادِ پاک میں سرکار ہی کا خون پاک گردش

کناں ہے۔ اسی لئے ہمارا عقیدہ رفیعہ ہے کہ ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام شہزادوں وشہزادیوں پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں اور ان سے محبت و مودّت کو عین فرض قرار دیتے ہیں مگر جو فضیلت و شرف سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو حاصل ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے "بِضْعَةٌ مِّنِّى" صرف اور صرف سیّدہ ہی کو قرار دیا ہے اور اپنے بیٹے صرف سیّدہ ہی کے فرزندانِ گرامی کو فرمایا ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور علیہ السلام کی آل پاک سیّدہ فاطمۃ الزہرا سے چلی ہے اور وہ تمام سادات کبار حضرات حسنین کی نسل پاک سے ہی ہیں جو کہ دونوں سیّدہ ہی کے فرزندانِ ارجمند ہیں اور جگر کے ٹکڑے ...... اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تمام اولادِ پاک میں سے جنت کی ملکہ اور تمام نساء مومنات کی سردار صرف اور صرف سیّدہ ہی کو فرمایا گیا ہے ...... یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ تمام جوانانِ جنت کے سردار بھی صرف اور صرف حضرت سیّدہ ہی کے نورِ نظر ہیں ...... اس میں بھی ذرّہ برابر شک نہیں کہ تاجدارِ ولایت، اسد اللہ الغالب، قوت پروردگار، حیدر کرار، اخی رسول اور کل ایمان صرف اور صرف حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہی ہیں جو کہ سیّدہ کے ہی شوہر نامدار ہیں ...... یہ تمام فضائل دیگر تمام نبات وابناء رسول میں نہیں پائے جاتے فَلِهٰذَا اگرچہ آپ عمر میں سب سے چھوٹی اور صغریٰ ہیں لیکن عظمت و رفعت کے لحاظ سے سب سے بڑی اور کبریٰ ہیں۔

عظمت اولادِ سیّدہ

مجمع الزوائد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ...... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللّٰهُ زُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ

مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۲۰۲، المستدرک للحاکم جلد نمبر ۳ ص ۱۵۲، الشرف المؤبد لآل محمد ص ۳۰، اللآلی المصنوعہ للسیوطی جلد نمبر ۱ ص ۲۰۸، الصواعق المحرقہ ص حلیۃ الاولیاء ص المعجم الکبیر جلد نمبر ص

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ فاطمہ پر جہنم کو حرام فرما دیا۔

بعض خارجی ملاں

جنہیں صرف اولاد سے چڑ اور آلِ بتول سے ضد اور عداوت ہے اس حدیث پاک کو موضوع قرار دیتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں مگر حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعی جنتی قرار دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے سرکارِ دو عالم کا خون مبارک نوش جان فرمایا تھا...... ملاحظہ ہو۔

نسیم الریاض، حجۃ اللہ علی العٰلمین، مطالع المسرات، زرقانی، تبلیغی نصاب

اَنَّ مَالِكًا هُوَ ابْنُ سَنَانٍ وَالِدُ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ كَمَّا جَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ مَصَّ جَرْحُهُ حَتّٰى اَنْقَاهُ بِنُوْنٍ وَ قَافٍ وَلَاحَ ظَهَرَ بَعْضِ الْمَصِّ مَحَلَّ الْجَرْحِ اَبْيَضُ فَقَالَ مَجَّهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ وَفِيْ نُسْخَةٍ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمُجُّهُ اَبَدًا ثُمَّ اَزْرَرَهَب اَبْتَلَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا

(نسیم الریاض جلد نمبر ۱ ص ۳۵۹، حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۶۸۶، مطالع المسرات ص ۹۰، زرقانی شریف جلد نمبر ۴ ص ۲۳۰، تبلیغی دیوبندی نصاب حکایات صحابہ ص ۲۱۵

حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی ہیں نے جبکہ حضور علیہ السلام احد کے دن زخمی ہوئے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم آیا وہ زخم چوس لیا حتیٰ کہ وہ زخم والی جگہ صاف اور زخم سے سفیدی ظاہر ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ کلی کر لو عرض کیا اللہ کی قسم میں کلی نہیں

کروں گا پھر اس خون مبارک کو انہوں نے نگل لیا اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... جو چاہتا ہو کہ کسی ایسے شخص کو دیکھے کہ جو جنتیوں میں سے ہے۔ وہ ان کو دیکھ لے ...... اور تو اور جو سرکار کی شکل بننے کے دعویدار ہیں ان کی کتاب تبلیغی نصاب ص ۲۱۵ پر یہ واقعہ یوں موجود ہے کہ

تبلیغی نصاب

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا تو حضرت ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا اور نگل لیا حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ (قرۃ العیون بحوالہ تبلیغی نصاب دیوبندی ص ۲۱۵ رائے ونڈ) غور فرمایئے سرکار کے اس ارشاد پاک پر کہ

جس کے خون میں میرا خون ملا ہے

اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی تو جس کا خون ہو ہی سرکار کا خون اس کو جہنم کی آگ کیسے چھو سکتی ہے؟ اور وہ صرف اور صرف اولاد فاطمہ ہی ہے جس میں سرکار کا خون موجزن ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خون مبارک پی لیا

حجۃ اللہ علی العٰلمین

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زُبَيْرٍ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْتَجِمُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ اذْهَبْ بِهٰذِهِ الدَّمِ فَاهْرِقْهُ حَيْثُ لَا يَرَاكَ اَحَدٌ فَشَرِبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَيَا عَبْدَاللّٰهِ مَا صَنَعْتَ قَالَ جَعَلْتُهُ فِيْ اَخْفٰى مَكَانٍ عَلِمْتُ اَنَّهُ يَخْفِيْ عَنِ النَّاسِ قَالَ لَعَلَّكَ شَرِبْتَهُ قُلْتُ نَعَمْ

(حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۶۸۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے حضور علیہ السلام سنکیاں لگوا رہے تھے پس جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور ایسی جگہ بہادو کہ جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ رہا ہو پس آپ نے وہ نوش فرمالیا جب آپ (پی کر) واپس لوٹے فرمایا اے عبداللہ تم نے کیا کیا عرض کیا میں نے خون کو نہایت پوشیدہ مقام میں کر دیا ہے جتنا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ سب لوگوں سے پوشیدہ ہے فرمایا شاید تم نے پی لیا ہے عرض کیا جی ہاں۔

مطالع المسرات

وَقَدْ شَرِبَ دَمَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَتَضَوَّعَ فَمُهُ مِسْكًا وَ بَقِيَتْ لَائِحَتُهُ فِيْ فِيْهِ اِلٰى اَنْ قُتِلَ وَقَدْ شَرِبَ دَمَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ (مطالع المسرات مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۹۰)

اور تحقیق عبداللہ ابن زبیرؓ نے سرکار کا خون مبارک پی لیا تو ان کے منہ سے خوشبوئے مسک مہکتی رہتی تھی اور یہ خوشبو اس وقت تک آپ کے منہ میں باقی رہی جب تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا اور تحقیق آپ کے علاوہ بھی کسی اور نے خون مبارک نوش کیا۔

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

تبلیغی نصاب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سنکیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں وہ گئے اور آ کر عرض کر دیا کہ دبا دیا حضور نے دریافت فرمایا کہاں؟ عرض کیا میں نے پی لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

(خمیس بحوالہ نصاب دیوبندی حکایات صحابہ ص ۲۱۴ مطبوعہ رائے ونڈ)

زرقانی، بزاز، طبرانی، حاکم، بیہقی اور حلیۃ الاولیاء نے یہ روایت بیان کی ہے اور اس کے راوی عامر بن عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ ثقہ تابعی ہیں اور جن سے صحاح ستہ میں متعدد روایات حدیث منقول ہیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ سرکار نے انہیں پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے ابھارا۔ عرض کیا مجھے علم تھا کہ آپ کے خون مبارک کو جہنم کی آگ نہ چھو سکے گی میں نے اسی بناء پر اسے پی لیا۔

دارقطنی نے سنن میں حضرت اسماءؓ سے یوں روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے سنگھی لگوائی تو آپ نے اس سے نکلا ہوا خون مبارک میرے بیٹے کو عطا فرمایا اس نے وہ پی لیا۔ ادھر حضرت سیّدنا جبرئیل امین علیہ السلام حاضر بارگاہ نبوی ہوئے اور حضور علیہ السلام کو اس کی خبر دیدی تو سرکار نے پوچھا کہ تو نے میرے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کی میں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ آپ کے خون مبارک کو کہیں پھینک دوں اس لئے پی لیا۔ اس پر آپ نے فرمایا تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

مندرجہ بالا کتب میں حضرت ام ایمنؓ کا سرکار کا بول مبارک پی لینا بھی منقول ہے اور اس پر سرکار کا ارشاد فرمانا کہ تجھے کبھی پیٹ کا مرض نہ ہوگا بھی ثابت ہے۔

جو حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے خون مبارک کو پی لیں ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی تو جن نفوس قدسیہ کا تقدس وتعلق محض خون رسول ہی سے ہو ان کو جہنم کی آگ کیسے چھو سکتی ہے؟

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا مندرجہ بالا تمام بحث سے ثابت ہوا کہ اولاد فاطمہ تمام کی تمام (کہ جس میں خون رسول ہاشمی موجود ہے) قطعی جنتی ہے ان کے جہنمی ہونے کا تصور کرنا بھی کفر ہے اور سرکار کی اہانت کے مترادف ہے۔

سرکار نے اولاد فاطمہ کو اپنی اولاد قرار دیا

کنز العمال:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ

تاریخ بغداد:

كُلُّ بَنِىْ آدَمَ يَنْتَمُوْنَ اِلٰى عُصْبَتِهِمْ اِلَّا وَلَدُ فَاطِمَةَ فَاِنِّىْ اَنَا اَبُوْهُمْ

المستدرک للحاکم:

سرکار دو عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الشرف المؤبد:

ہر بنی آدم اپنے باپ سے صلب پکڑتا ہے مگر اولاد فاطمہ بے شک ان کا باپ میں ہوں۔

الصواعق المحرقہ:

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۲۰، تاریخ بغداد جلد ۱۱ ص ۲۸۵، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۶۴)

شرف النبی:

(الشرف المؤبد ص ۲۶، الصواعق المحرقہ ص ۱۵۶، شرف النبی ص ۲۵۵، برقِ سوزاں ص ۶۲۵)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِىْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَانِ اِبْنَاىَ وَ اِبْنَا ابْنَتِى

(الخصائص انسائی ص ۳۶، الشرف المؤبد لآل محمد ص ۹۹، کنز العمال جلد ششم ص ۲۲۰، المعجم الکبیر)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد

فرمایا یہ دونوں (حسنین کریمین) میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی حسنین کو سرکار کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔

اَبْنَآءَ نَا سے مراد حسنین کریمین ہیں

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ (آیت مباہلہ آل عمران)

پھر اے محبوب فرمایئے کہ اے یہودیو ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ

اس آیت کے تحت تمام مفسرین نے لکھا کہ اَبْنَآءَ نَا سے مراد حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما ہیں ملاحظہ ہو

۱-تفسیر کبیر جلد دوم ص ۴۹۹، ۲-تفسیر عرائس البیان جلد دوم ص ۳۵۱، ۳-تفسیر درمنشور جلد دوم ص ۶۱، ۴-تفسیر نووی جلد اول ۱۳۶، ۵-تفسیر عدۃ الابرار جلد اول ص ۴۲۸، ۶-تفسیر حقانی جلد اول ص ۱۵۳، ۷-تفسیر بیضاوی جلد اول ۱۱۲، ۸-تفسیر مدارک جلد اول ص ۱۴۱، ۹-تفسیر ابوسعود جلد اول ص ۶۵-۱۰-تفسیر الاتقان جلد دوم ص ۲۰۰، ۱۱-تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۱۷۶، ۱۲-تفسیر ابن جریر جلد سوم ص ۳۰۱، ۱۳-تفسیر نعیمی جلد سوم ص ۶۷۳، ۱۴-تفسیر خزائن العرفان ص ۹۶، ۱۵-تفسیر نور العرفان ص ۹۱، ۱۶-تفسیر موضح القرآن ص ۵۸، ۱۷-تفسیر بیان القرآن دیوبندی ص ۵۱، ۱۸-تفسیر اشرف الحواشی اہلحدیث ص ۷۰، ۱۹-منہاج السنۃ جلد چہارم ص ۳۴، ۲۰-مسلم شریف جلد دوم ص ۲۷۰، ۲۱-ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۳۶، ۲۲-مسند احمد بن حنبل جلد چہارم ص ۴۲۴، ۲۳-مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲، ۲۴-فتح الباری شرح بخاری جلد ہشتم ص ۵۳، ۲۵-مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲۳۴، ۲۶-شرح فقہ اکبر ص ۱۴۴، ۲۷-سیرت رسول عربی ص ۳۶۱، ۲۸-معارج النبوت جلد سوم ص ۳۰۶، ۲۹-اسد الغابہ جلد دوم ص ۱۲، ۳۰-اسعاف الراغبین ص ۱۰۶، ۳۱-طبقات ابن سعد جلد اول ص ۳۰۱، ۳۲-البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۳۵، ۳۳-الشرف المؤبد لآل محمد ص ۸۵، ۳۴-تاریخ الخلفاء ص ۱۱۵، ۳۵-نور الابصار ص ۱۱۱، ۳۶-الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم ۵۰۲، ۳۷-الریاض النضرہ جلد دوم ص ۲۸۴، ۳۸-زاد المعاد بن قیم جلد اول ص ۴۹۱، ۳۹-نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد سوم ص ۲۶۷، ۴۰-المستدرک للحاکم مع تلخیص ذہبی جلد دوم ص ۵۹۴، ۴۱-اشعۃ اللمعات جلد رابع ص ۶۸۲، ۴۲-دلائل النبوت جلد اول ص ۲۹۸، ۴۳-میرات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۲۳۴، ۴۴-کنز العمال جلد پنجم، ۴۵-تفسیر فتح البیان جلد اول ص ۴۰۲، ۴۶-شرف النبی اردو ص ۲۴۸، ۴۷-الصواعق المحرقہ ص ۱۵۵، ۴۸-برقِ سوزاں ص ۵۲۵

مندرجہ بالا تمام کتب میں ابنائے رسول امامین کریمین طیبین طاہرین مراد لئے گئے ہیں اور سیدہ سلام اللہ علیہا کے ان بیٹوں کو اپنا بیٹا کہنا ایک امتیازی شان ہے حضرت سیدہ کی اولاد کی جو دوسری اولاد کو شامل نہیں ہے۔ گویا ان دونوں بیٹوں سے ہونے والی قیامت تک کی اولاد پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بیٹے ہیں اسی لئے ان کی تعظیم وتوقیر محبت ومودّت تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور جملہ مومنین و مسلمین ان سے اظہار عقیدت فرماتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ

اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو اللہ نے فرض قرار دیا اور قرآن میں اس کا نزول فرمایا

كَفَاكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْفَضْلِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

اس سے بڑھ کر تمہارا فضل ومجد کیا ہوگا کہ بے شک جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

حضور علیہ السلام کی ذریت صلب علی میں

الصواعق المحرقہ:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

الشرف المؤبد:

جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (الصواعق المحرقہ ص۱۵۶، الشرف المؤبد ص۶۶)

برقِ سوزاں:

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے قول کو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی صلب میں رکھا اور میری ذریت کو اس نے علی ابن ابی طالب کی صلب میں رکھا۔ (برقِ سوزاں ص۵۲۶)

شیخ محی الدین ابن عربی کا ارشاد

الشرف المؤبد:

وَبَعْدُ اَنْ تَبَيَّنَ لَكَ مَنْزِلَةُ اَهْلِ الْبَيْتِ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّذُمَّهُمْ بِمَا يَقَعُ مِنْهُمْ اَصْلًا فَلْيَعْلَمِ الذَّامُّ لَهُمْ اِنَّ ذٰلِكَ رَاجِعٌ اِلَيْهِ وَلَوْ ظَلَمُوْاهُ فَذٰلِكَ الظُّلْمُ هُوَ فِيْ زَعْمِهٖ ظُلْمٌ لَا فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ (الاشرف المؤبد ص۱۰۶)

جب تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل بیت کا مقام ومرتبہ معلوم ہوگیا تو کسی مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ ان کے کسی فعل پر ان کی مذمت کرے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک فرمادیا ہے) اندریں صورت جو شخص ان کی مذمت کرے گا اس کی مذمت اسی کی طرف لوٹ آئے گی خواہ وہ اس پر ظلم کریں کیونکہ یہ ظلم نفس الامر میں ظلم نہیں ہوگا بلکہ اس کا اپنا گمان ہوگا کہ یہ ظلم ہے۔ (شرف سادات ص۲۰۸)

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں

الشرف المؤبد:

وَمَنْ عَلَتْ نِسْبَتُهٗ اِلَى اٰلِ بَيْتِ النَّبَوِيِّ وَالسِّرِّ الْعُلْوِيِّ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ ذٰلِكَ عَظِيْمُ جِنَايَتِهٖ وَلَا عَدَمُ رِيَاضَتِهٖ وَصِيَانَتِهٖ وَمَنْ ثُمَّ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ مَا مِثَالُ الشَّرِيْفِ الزَّانِيْ اَوِ الشَّارِبِ اَوِ السَّارِقِ مَثَلًا اِذَا اَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ اِلَّا كَاَمِيْرٍ اَوْ سُلْطَانٍ تَلَخَّطَتْ رِجْلَاهُ بِقَذَرٍ فَغَسَلَهٗ عَنْهَا بَعْضُ خِدْمَتِهٖ وَلَقَدْ بَرَّ فِيْ هٰذَا الْمِثَالِ وَحَقَّقَ (الشرف المؤبد لآل محمد ص۶۳)

اہل بیت نبوی اور سر علوی سے نسبت رکھنے والا کبائر علوم ریاضت اور بے احتیاطی کا مرتکب ہو کر بھی اس نسبت سے خارج نہیں ہوتا اسی بناء پر بعض محققین نے فرمایا کہ زانی شرابی اور سارق سیّد پر جب حد قائم کی جاتی ہے تو اس کی حیثیت اس

اسیر یا سلطان جیسی ہوتی ہے جس کے پاؤں غلاظت میں پڑ جائیں تو اس کا کوئی خدمت گزار انہیں دھو دے اور بے شک یہ قرین حق اور بہت ہی اچھی مثال ہے۔

بہترین مثل مشہور ہے کہ ''سونا سونا ہی ہوتا ہے اگرچہ میں مٹی میں ہی کیوں نہ ہو'' یعنی لوہا یا اس قسم کی ہر دھات کو مٹی کھا جاتی ہے بخلاف سونے کے کہ سونا کئی سو سال بھی مٹی میں پڑا رہے تو مٹی اسے نہیں کھاتی۔

پس آلِ فاطمۃ الزہرا و اولادِ محمد مصطفیٰ مثل سونے کے ہے وہ جیسے بھی ہوں ہیں تو حضور علیہ السلام کی آلِ پاک یہ ہے مرتبہ اولادِ فاطمہ کا۔ ان کا فیض اسی طرح جاری و ساری رہتا ہے جیسا کہ ایک صالح سیّد کا۔

مثال کے طور پر

خدانخواستہ ایک مکان کو آگ لگ جاتی ہے تو اس کو پانی بہر حال بجھا دے گا اگرچہ گدھلا یا پلید یا گندا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ پانی میں قدرتی یہ صفت موجود ہے کہ وہ آگ کو بجھا دے۔ اب اگر آگ بجھانے کے لئے صاف پانی ہی تلاش کرتے رہیں تو جب تک صاف پانی ملے گا اس وقت تک مکان جل جائے گا اسے بچانے کے لئے وہ گدھلا اور گندا پانی بھی کافی ہے۔

ماہیت پانی کی آخریم سے نم میں کم نہیں

بلا تشبیہ و مثال دوزخ کی آگ بجھانے کے لئے سادات کرام پانی کی تاثیر رکھتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی ہوں پانی بہر حال آگ بجھا دیتا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی ہو۔ آلِ نبی المختار دوزخ کی آگ بجھا سکتے ہیں خواہ کیسے ہی ہوں۔

آلِ پاک کی ایڈوانس مغفرت

شرف النبی: حضرت امام حسین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف فرما تھے کہ انہوں نے ایک ٹھنڈی آہ

کھینچی۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے یہ ٹھنڈی آہ کیوں کھینچی ہے؟ آپ کیوں افسردہ خاطر رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ ایک دن تم پر گزرنے والا ہے یہ کام تمہارے اپنے ہم مذہب ہی دشمنی اور بغض کی وجہ سے کریں گے اگر میں وہ نہ سنتا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا تو میں غمزدہ ہی رہتا۔ حضرت امام حسین نے پوچھا انہوں نے کیا بتایا تھا؟ حضرت علی نے فرمایا کہ اے اللہ یہ تیرے رسول کے اہل بیت ہیں ان کے بدکاروں کو نیکوکار بنا دے۔ تمام کو میری وجہ سے بخشش دے حضرت علی فرماتے ہیں کہ اللہ نے رسول کریم کی اس دعا کو قبول فرما لیا جو تمہارے حق میں کہی تھی اور ان لوگوں کے بارے میں جو تمہارے بعد میں ہوں گی۔

(شرف النبی ص ۲۴۸ اردو)

الصواعق المحرقہ:

سَأَلْتُ رَبِّي اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِي فَاَعْطَانِيْ ذٰلِكَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۹ مطبوعہ ملتان)

برقِ سوزاں:

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہو تو اللہ نے میری یہ دعا قبول فرما لی۔ (برقِ سوزاں ص ۴۳۷)

الصواعق المحرقہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ رَضِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يُدْخَلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (الصواعق المحرقہ ص ۱۵۹)

برقِ سوزاں:

حضرت ابن عباس سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے راضی ہوگئے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی آدمی آگ میں داخل نہ ہو۔

(برقِ سوزاں ص ۴۳۷)

الصواعق المحرقہ:

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ اَنَّکَ مَعِی وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَ ذُرِّیَّتُنَا خَلْفَ ظُھُوْرِنَا وَ اَزْوَاجُنَا خَلْفَ ذُرِّیَّتِنَا وَ شِیْعَتُنَا عَنْ اَیْمَانِنَا وَ شَمَائِلِنَا (الصواعق المحرقہ ص۱۶۱)

برقِ سوزاں:

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گے اور ہماری ذریت امام حسن وحسین کے پیچھے اور حسنین ہمارے پیچھے اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔ (برقِ سوزاں ص۵۴۱)

آلِ اطہار امت کے لئے امان ہیں

الصواعق المحرقہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النُّجُوْمُ اَمَانٌ لِّاَھْلِ الدُّنْیَا وَاَھْلُ بَیْتِ اَمَانٌ لِّاُمَّتِیْ (الصواعق المحرقہ ص۱۷۸)

برقِ سوزاں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمان والوں کے لئے ستارے باعث امان ہیں اور میری امت کے لئے میرے اہل بیت باعث امان ہیں۔

(برقِ سوزاں ص۶۲۳، ۶۲۴)

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہتے ہیں کہ:

خوف نہ رکھ رضا گھر تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

سیدزادہ اگرچہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اس کا احترام ضروری ہے

سیدزادہ کی تکلیف سے سیّدہ فاطمہ پریشان ہوتی ہیں

شرف النبی:

ایک سیّد جو کہ اولاد حضرت امامین کریمین سے تھا وہ اپنے آباء کے طریقہ پر نہ چلتا تھا اور فسق و فجور سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ اکثر شراب پیتا۔ ایک دن وہ اور ایک آدمی آپس میں لڑ پڑے ایک دوسرے کو سخت کلامی کرتے رہے سیّد نے اسے کہا خدا کی قسم تمہاری شکایت میں اپنی والدہ فاطمہ سے کروں گا۔ اس عام آدمی نے کہا جاؤ جہاں چاہو میری شکایت کرو تم جیسے کی مجھے کیا پرواہ ہے۔ رات ہوئی اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا جا رہی ہیں۔ یہ شخص آپ کو ملنا چاہتا ہے مگر سیّدہ منہ ایک طرف کر کے نکل جاتی ہیں اور اس سے منہ ایک طرف کر لیتی ہیں اس شخص نے دوڑ کر سیّدہ کی تواضع اور سلام کرنا چاہا اور ہاتھ چومنے مگر آپ اس سے ہٹ گئیں اور فرمانے لگیں۔

"ہٹ جاؤ تم وہی نہیں ہو جس نے میرے بیٹے کو برا بھلا کہا تھا"۔

اس شخص نے کہا سیّدہ میں توبہ کرتا ہوں آج کے بعد کسی سیّد سے گستاخی نہیں کروں گا خواب سے بیدار ہوا۔ ادھر اس سیّدزادے نے بھی خواب میں دیکھا سیّدہ فاطمہ الزہرا تشریف فرما ہیں اور آگے بڑھ کر ہاتھ چومنا چاہا تواضع کے لئے آگے جھکا مگر حضرت فاطمہ نے فرمایا دور ہو جاؤ۔ اس نے کہا کیا میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے بیٹے ہو مگر تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے اور اپنے اعمال کی وجہ سے رسول اللہ کو بدنام کر دیا ہے اور گالی گلوچ کی وجہ سے۔ تم مجھ سے نہیں ہو۔ علوی نے کہا میں توبہ کرتا ہوں اس کے بعد آپ کو مجھ سے برے کاموں کی شکایت نہ ہو گی۔ وہ خواب سے اٹھا۔ گھر سے شراب و کباب کے تمام آلات توڑ دیئے شراب باہر پھینک دی۔ (شرف النبی ص۲۳۵، ۲۳۶)

سادات سے بغض نہ رکھو

الشرف المؤبد:

علامہ مقریزی فرماتے ہیں کہ

مجھ سے فاضل بزرگ یعقوب بن یوسف قرشی مکناسی نے ابوعبداللہ محمد فاسی سے روایت بیان کی انہوں نے کہا میں سادات مدینۃ الرسول اولاد حسین علیہ السلام سے بغض رکھتا تھا کیونکہ وہ اہل سنت سے تعصب رکھتے تھے ایک مرتبہ میں دن کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کے سامنے مسجد نبوی میں سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر آواز دی فرمایا "مَالِی اَرَاکَ تَبْغُضُ اَوْلَادِیْ" میں دیکھ رہا ہوں کہ تو میری اولاد سے بغض رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا حاشا اللہ یا رسول اللہ میں ان سے صرف کہ اس لئے کراہت کرتا ہوں کہ وہ اہل سنت کے معاملہ میں متعصب ہیں۔ آپ نے فرمایا! فقہ کا مسئلہ ہے کہ نافرمانی کرنے والا بیٹا نسب سے خارج نہیں ہو جاتا۔ ابوعبداللہ کہتے ہیں بعد ازاں میں بیدار ہوا تو میرے دل سے ان کا بغض زائل ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب بھی سادات کرام کا کوئی فرد مجھے ملتا تو میں اس کے اکرام میں مبالغہ کرتا رہا یعنی بہت زیادہ تعریف کرتا۔ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۶۰، شرف سادات ص ۱۱۶، ۱۱۷)

احترام سادات

الشرف المؤبد:

عراق کا ایک امیر سادات کی بے حد تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس میں اگر کوئی سیّد زادے ہوتے تو انہیں صدر میں بٹھاتا خواہ اس کی مجلس میں کوئی کتنا ہی بڑا مال دار اور صاحب عزت دنیا دار موجود ہوتا۔

ایک مرتبہ اس کے ہاں ایک سیّد تشریف لائے اور امیر کی خوشی کے لئے سب

سے اونچی جگہ پر بیٹھ گئے اور ان کا حق بھی یہی تھا اس مجلس میں ایک بلند مرتبہ عالم بھی موجود تھا اسے ان کا اونچی جگہ بیٹھنا سخت ناگوار گزرا اور کوئی غلط بات بھی کہہ دی جس کا امیر نے فوری طور پر کوئی نوٹس نہ لیا اور دوسری بات شروع کر دی جب عالم کے ذہن سے یہ قصہ نکل گیا تو امیر نے پوچھا۔ کیا آپ کا کوئی بیٹا علم حاصل کر رہا ہے؟

عالم نے کہا: متن حفظ کر رہا ہے سبق پڑھتا ہے۔ میں نے اسے یہ اور وہ پڑھایا ہے۔ صبح کو فلاں درس لیتا ہے یعنی تمام حال وضاحت سے بیان کیا۔

امیر نے کہا: تم نے اس کے لئے نسب و شرف کا ایسا بندوبست کیوں نہ کیا جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بن جاتا؟

عالم چونکہ پہلی بات بھول چکا تھا۔ کہنے لگا! یہ شرف مرتبہ تعلیم و تربیت سے حاصل نہیں ہوتا یہ تو عنایت الٰہی ہے اس میں کسب کو دخل نہیں۔

امیر نے چیخ کر کہا اے خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو پھر سیّد کے بلند جگہ پر بیٹھنے پر اظہار بیزاری کیوں کیا؟ واللہ اب کبھی میری مجلس میں نہ آنا اور پھر حکم دیا گیا اسے مجلس سے نکال دیا جائے تو اس کو نکال دیا گیا۔

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۴۰، ۱۳۹، شرف سادات ص ۲۶۸، ۲۶۹)

برادر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایسے لوگوں کے لئے ہی فرمایا

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

مگر کیا کیا جائے ان خارجی ملاؤں کا؟

جو کسی نہ کسی آڑ میں آل نبی علیہم السلام کے بغض و عناد کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اس کے باوجود اپنے آپ کو بڑے معتبر عالم دین اور مسلک کے ٹھیکیدار گردانتے ہیں اور اکابرین و محبین اہل بیت کو شیعہ قرار دیتے ہیں اور محبین سادات کرام کو رافضی کہتے ہیں اور ان بزعم خویش محققین (من الھم) کو رفض کی حقیقت کا

علم تک نہیں ہے۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

کیا یہی تبلیغ مسلک ہے اور خدمت دین کے دین و ایمان کے مراکز سے محبت کرنیوالوں کو گمراہ اور بے دین قرار دیا جائے؟

موذیٔ سادات موذیٔ رسول ہے

سید امام علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ

مجھے سیّد شریفؒ نے زاویہ خطاب میں بتایا کہ

کاشف بحیرہ نے ایک سیّد کو مارا پیٹا تو رات کو اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس سے رخ پھیر رکھا ہے۔ کاشف نے عرض کی یا رسول اللہ میری کیا خطا ہے۔ آپ نے فرمایا

تَضْرِبُنِیْ وَاَنَا شَفِیْعُكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .

تو نے مجھے پیٹا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کرنیوالا ہوں۔
کاشف نے کہا یا رسول اللہ! میں ہرگز ایسا کرنیوالا نہیں۔ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔
آپ نے فرمایا

اَمَا ضَرَبْتَ وَلَدِیْ

کیا تو نے میرے بیٹے کی پٹائی نہیں کی؟ کاشف کے اقرار پر آپ نے فرمایا تیری ہر ضرب میرے ہاتھ پر پڑی ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک دکھایا جو سوزش کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہو

(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۳۸، شرف سادات ص ۲۶۶)

جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کے سامنے

الشرف المؤبد:

ملاء نے اپنی سیرت کی کتاب میں تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا

اُسْتَوْصُوْا بِاَهْلِ بَیْتِیْ خَیْرًا فَاِنِّیْ اُخَاصِمُكُمْ عَنْهُمْ غَدًا وَّمَنْ اَكُنْ خَصْمَهٗ اَخْصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَخْصَمَهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ

میری اہل بیت کے بارے میں خیر اور بھلائی کی تلقین کرو کیونکہ کل قیامت کے دن میں اپنی اولاد کے بارے میں تم سے جھگڑا کروں گا۔ اور جس سے میں جھگڑا کروں گا اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جھگڑا کرے گا اور جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جھگڑا کرے گا اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

(الشرف المؤبد ص ۳۶۶ از علامہ ... شرف سادات ص ۲۵۰، ۲۵۱)

جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب حرم دو گے مصطفیٰ کے سامنے

حضور جزاء عطا فرمائیں گے

الصواعق المحرقہ:

مَنِ اصْطَنَعَ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ وَّلَدِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَلَمْ یُجَازِهٖ عَلَیْهِ فَاَنَا اُجَازِیْهِ عَلَیْهَا اِذَا لَقِیَنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (الصواعق المحرقہ ص ۲۳۹)

برقِ سوزاں:

جس شخص نے عبدالمطلب کے کسی بیٹے سے احسان کیا اور اس نے اسے اس کا بدلہ نہ دیا تو قیامت کے روز جب وہ مجھے ملے گا تو میں اسے اس احسان کا بدلہ دوں گا۔

(برقِ سوزاں ص ۷۹۶)

آل رسول اللہ کا ہر فرد شفیع ہے

عمر بن عبدالعزیز کا عقیدہ

الصواعق المحرقہ، برقِ سوزاں، الشرف المؤبد، شرف سادات:

ابوالفرج اصفہانی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن علی ایک دن حضرت

عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور اس وقت آپ نو عمر ہی تھے اور آپ نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو بلند مقام پر جگہ دی اور توجہ سے آپ کی باتیں سن کر آپ کی ضروریات کو پورا کر دیا پھر آپ نے ان کے پیٹ کی ایک سلوٹ کو پکڑ کر اس سے چٹکی لی جس سے انہیں تکلیف ہوئی۔ پھر کہا آپ اس چٹکی کو شفاعت کے وقت یاد فرمالینا۔

جب حضرت عبداللہ بن حسن بن علی علیہم السلام تشریف لے گئے تو لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ملامت کے طور پر کہا آپ نے ایک نوخیز لڑکے کی یہ عزت افزائی کیوں کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا۔ مجھ سے ایک ایسے ثقہ شخص نے حدیث بیان کی ہے جیسا کہ میں اسے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن رہا ہوں کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں اور مجھے اس چیز سے خوشی حاصل ہوتی ہے جس سے یہ خوش ہوتی ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ اگر جنابہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا حیات ظاہر کی قید میں ہوتیں تو میرے اس حسن سلوک سے یقیناً خوش ہوتیں جو میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا آپ نے ان کے پیٹ میں چٹکی کیوں لی حالانکہ آپ جو بات کہہ رہے ہیں وہ اور ہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا

اِنَّـهُ لَيْـسَ اَحَدٌ مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ اِلَّا وَلَهٗ شَفَاعَةٌ فَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ فِیْ شَفَاعَةٍ هٰذَا

بے شک بنی ہاشم میں ایک بھی شخص ایسا نہیں ہے جسے حق شفاعت حاصل نہ ہو چنانچہ مجھے امید ہے کہ مجھے انکی شفاعت نصیب ہوگی۔

(الصواعق المحرقہ ص ۲۳۲، برق سوزاں ص ۷۶۶، ۷۶۵، شرف سادات ص ۲۵۸، ۲۵۷، الشرف المؤبد عربی ص ۱۳۲)

اپنے اہل سے زیادہ محبوب

الصواق المحرقہ، برقِ سوزاں:

حضرت فاطمہ بنت علی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئیں وہ اس وقت مدینہ کے امیر تھے آپ نے ان کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور کہا

"خدا کی قسم اے اہل بیت روئے زمین پر تم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں اور تم مجھے اپنے اہل سے بھی زیادہ محبوب ہو۔"

(الصواعق المحرقہ عربی ص ۲۳۸، برق سوزاں ص ۷۸۹)

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں

بصدق و صفا گشت بیچارہ جامی
غلام غلامان آلِ محمد

فصل ثامن

علیہ السلام۔ سلام اللہ علیہ۔ علیہم السلام

بعض لوگوں نے ان الفاظ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ یہ الفاظ صرف اور صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہیں ان کے علاوہ کسی اور کے بارے میں ان کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ بلکہ بعض متعصب خارجیوں نے تو یہاں تک تحریر کیا یہ الفاظ اہل بیت عظام کی طرف منسوب کرنا ناجائز ہے اور ایسا کرنا شیعت ہے (ملاحظہ ہو مروجہ ماتم حسین) حالانکہ یہی معترضین جب اللہ تعالیٰ کی اس عبادت خالصہ میں مصروف ہوں کہ جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل العبادات قرار دیا ہے "اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الصَّلٰوۃُ" یعنی نماز جو صرف اور صرف ذات باری کے لئے خاص ہے جس کے متعلق بندہ کا اپنے رب سے وعدہ ہے کہ "وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا" (القرآن) اس عبارت میں وہ کسی اور کو شریک نہیں کرے گا اس نماز کی

التحیات میں یہ جملہ خود بھی پڑھتے ہیں کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ'' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو۔ باعث حیرت ہے کہ یہ مولوی ملوانے خود تو اپنے لئے اَلسَّلام عَلَیْنَا کا لفظ ربّ کی نماز میں استعمال کریں اور و علٰی عبادِ اللہ الصّٰلحین بھی کہیں اور افضل العبادات میں کہیں تو جائز اور اہل بیت عظام کے لئے علیہ السلام۔ علیہا السلام۔ علیہم السلام یا سلام اللہ علیہم کہنا ناجائز

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور جب یہ مولوی ملاں اپنی تقریر کا خطبہ شروع کریں تو بہت ڈھٹائی سے یہ الفاظ بولیں وَسَلَامٌ علٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ لیکن جب انہیں عبادِ مصطفیٰ (چنے ہوئے بندوں) پر اردو یا پنجابی گفتگو میں علیہ السلام کہہ لیا جائے تو غلط

سمجھ نہ آ سکی ملاں کی منطقوں کی ہمیں

ان ملاؤں سے ہم مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ بتائیں نماز و خطبہ والی باتیں صحیح ہیں یا خارج از نماز و خطبہ والی؟ نماز و خطبہ میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہ الصّٰلِحِیْنَ اور وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کے قائل ہو اور نماز و خطبہ سے باہر منکر۔

دیگر دو مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں تو بمطابق ارشاد نبوی السلام علیکم اور وعلیکم السلام کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ مفتیان کرام و مولویان عظام فرمائیں کہ وہ اس پر عمل پیرا ہیں کہ نہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہیں تو اپنے آپ پر سلام بھیجنا کیسے جائز ہے اگر انبیاء کے علاوہ کسی کو علیہ السلام کہنا ناجائز ہے تو ایک گنہگار کو وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے۔ بینوا و توجروا

نہایت افسوس ہے ان لوگوں پر اور عقل و خرد حیران ہیں ان کے تبحر علمی و عملی پر

کہ ایک عام گنہگار دوسرے گنہگار کو السلام علیکم کہے تو کوئی فتویٰ نہیں اور عشاق اہل بیت اگر اہل بیت کو السلام علیکم کہیں کہ جو اس سلام کے مصداق حقیقی ہیں تو اس پر فتووں کی بمبارمنٹ کی جاتی ہے اور جس محبوب کریم نے عام گنہگار انسان کو سلام کا مستحق بنایا ہے کہ اس کی قبر کے پاس سے بھی گزرو تو السلام علیکم یا اہل القبور کہو اس کی آل اطہار پر سلام کو بدعت قرار دیا جاتا ہے اور نہ معلوم کیا کیا —۔ پھر یہی معترضین اپنی ہر نماز کے ہر قعدہ آخیرہ میں اور اپنی تقریر کے ہر خطبہ کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ محمدٍ پڑھتے ہیں جو کہ بالواسطہ آل پاک پر درود ہے مفسرین کرام کی ایک جماعت نے قرآن کریم کی آیت

سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ

کو سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسِیْنَ بھی پڑھا ہے۔ کیونکہ یٰسین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی بھی ہے

یٰسٓ o والقُرْآنِ الحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o

لہٰذا صاف واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آل مصطفیٰ پر سلام پڑھا ہے

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ اَیْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم'' یعنی اس سے مراد ہے کہ سلام ہو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

اربعین، رازی، سمہودی، ابن ابی حاتم در منثور وغیرہ

الصواعق المحرقہ:

علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں فَقَدَ نَقَلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ الْمُفَسِّرِیْنَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِکَ سَلَامٌ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ یعنی کہ مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمایا کہ الیاسین سے مراد آل محمد ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۴۸)

الشرف المؤبد:

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ

آیت تطہیر کے اترنے کے بعد چالیس روز متواتر صبح صبح حضور علیہ السلام جنابہ سیدہ کے دروازہ پاک پر جا کر یوں فرمایا کرتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةَ اللّٰہِ وبرکاتہٗ اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ (الشرف المؤبد ص ۱۰)

اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ تم پر رحم فرمائے نماز کا وقت ہو گیا۔

اب جب کہ اللہ آل یٰسینؑ پر سلام پڑھتا ہے رسول اللہ انہیں السلام علیکم فرماتے ہیں۔

ہر نمازی نماز میں وَعلی عباد اللہ الصّٰلحین پڑھتا اور ہر خطیب خطبہ میں سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی پڑھتا ہے اگر کوئی غلام غلامان آل رسول اللہ ان آل اطہار کے اسم گرامی کے ساتھ علیہ السلام کہہ دے تو کیا حرج ہے۔ علاوہ ازیں اگر انبیاء کے علاوہ کسی کو علیہ السلام کہنا جائز نہ ہوتا تو اللہ بذریعہ جبریل حضرت خدیجہ پھر حضرت فاطمہ کو کبھی سلام نہ بھیجتا لہٰذا آل رسول کو علیہ السلام لکھنا کہنا پڑھنا لاریب صحیح اور بجا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر جب سرکار کے فرامین ہمارے سامنے ہیں کہ

فَاطِمَةُ بِضعَةٌ مِنّی میرا ٹکڑا ہے۔ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ۔ علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اَلْحَسَنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحَسَنِ۔ حسن مجھ سے ہے میں حسن سے ہوں۔ اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ لحمك لحمی۔ علی کا گوشت میرا گوشت ہے۔ جِسْمُكَ جِسْمِی۔ علی کا جسم میرا جسم ہے۔ هٰذَانِ اِبْنَایَ وَاِبْنَا اِبْنَتِی۔ حسنین دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اَنَا اَبُوهُم۔ میں ان کا باپ ہوں۔ تو پھر جب حضور

علیہ السلام کے لئے علیہ السلام کہہ سکتے ہیں تو جو حضور میں سے ہوں۔ ان کے ٹکڑے ہوں۔ ان کا گوشت اور جسم ہوں۔ ان کے بیٹے اور بیٹی کے بیٹے ہوں اور حضور جن کے باپ ہوں ان کو علیہ السلام یا سلام اللہ علیہ یا علیہم السلام کہنا کیونکر ناجائز ہوگا۔
فَافْهَمُوا وَتَدَبَّرُوا یَا اُولِی الاَبْصَارِ

جناب اعظم چشتی مرحوم کہتے ہیں

یہ نفوس قدسیہ تو بڑی عظمت و شان والے ہیں ان پر سلام پڑھنے سے روکنے والو۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس نبی پر خدا سلام پڑھتا ہے وہ نبی مجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ لیکن اس میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ اسم علی پاک کا کمال ہے کہ جب میری زبان پر ان کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو رسول پاک مجھ گنہگار کو سلام فرماتے ہیں۔
اعظم صاحب لکھتے ہیں کہ

رسول پاک کا میری طرف سلام آیا
میری زبان پر جس دم علی کا نام آیا

اور

علی کا نام ہی اعظم و اسم اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

(نیر اعظم۔ اعظم چشتی مرحوم)

خداوند قدوس ہر اس گنہگار پر سلام بھیجتا ہے جو اس کے محبوب پر سلام بھیجے بلکہ صحیح احادیث کے مطابق جو حضور پر ایک مرتبہ سلام پڑھے اس پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ سلام پڑھتا ہے اور جو ایک مرتبہ درود بھیجے خدا اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف فرماتا ہے۔ اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے وہ مجبور اور پابند نہیں مگر اپنی محبت کے پیش نظر وہ یہ عنایت فرماتا ہے۔ حالانکہ کہاں ہم گنہگار اور کہاں وہ ہمارا پروردگار مگر یہ محبت محبوب ہے کہ گنہگار پر پروردگار سلام پڑھے اور ایک کی

بجائے دس مرتبہ پڑھے۔ تو جو سرکار کے محبوب ہیں۔ سرکار کے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ سرکار کا خون ہیں۔ سرکار کا گوشت پوست ہیں ان پر کوئی سلام پڑھے تو سرکار کتنا نوازتے ہوں گے۔ وہ تو کریم ہیں اور بے مثال کریم۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

مجھ پر دم کٹا درود نہ پڑھو (الحدیث)

الصواعق المحرقہ:

لَا تُصَلُّوا عَلَیَّ صَلٰوۃَ الْبَتْرَاءِ فَقَالُوا وَمَا الصَّلٰوۃُ الْبَتْرَاءُ قَالَ تَقُولُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَتَمْسِکُوْنَ بَلْ قُولُوا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (الصواعق المحرقہ ص ۱۴۶)

برقِ سوزاں:

حضور نے فرمایا کہ مجھ پر صلوٰۃ لبتراء (دم کٹا درود) نہ بھیجا کرو۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلوٰۃ البتراء کیا ہے۔ فرمایا تم کہتے ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور رک جاتے ہو بلکہ تم کہا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (برقِ سوزاں ص ۴۹۵)

الصواعق المحرقہ، برقِ سوزاں:

کعب بن عجرہ سے صحیح روایت ہے کہ جب یہ آیت

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا٥

تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ کو سلام کیسے کرنا چاہئے۔ ہم آپ پر درود کیسے بھیجا کریں تو آپ نے فرمایا تم کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ محمدٍ الیٰ آخرہ

پس نزولِ آیت کے بعد ان کا سوال کرنا اور سرکار کا یہ جواب دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیت میں صلوٰۃ کا حکم آپ کے اہل بیت اور بقیہ آل کے لئے ہے۔ اگر یہ مفہوم مراد نہ ہوتا تو اہل بیت اور آپ کی آل پر صلوٰۃ کے بارے میں نزولِ آیت کے بارے میں دریافت نہ کرتے اور نہ انہیں ایسا جواب ملتا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ جب انہیں جواب دیا گیا تو پتہ چلا کہ جو احکام دیئے گئے ہیں ان میں ان پر صلوٰۃ پڑھنے کا بھی حکم ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کو اس بات میں اپنا قائم مقام بنایا ہے کیونکہ آپ پر صلوٰۃ پڑھنے کا مقصد آپ کی مزید تعظیم کرنا ہے اس سے ان کی تعظیم بھی ہوگی اور ایک دفعہ آپ نے چادر میں انہیں داخل کیا تو کہا

''اے اللہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے پس تو اپنی صلوٰۃ، رحمت، مغفرت اور رضامندی مجھے اور انہیں عطا فرما''

اور اس دعا کی استجابت کا قضیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ان پر بھی صلوٰۃ بھیجی اور اس وقت مومنین سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی آپ کے ساتھ ان پر صلوٰۃ بھیجا کریں۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۴۶ مطبوعہ ملتان برقِ سوزاں ص ۴۹۴، ۴۹۵)

حضور علیہ السلام کا ان کا درود میں اور سلام میں اپنے ساتھ رکھنا اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا یہ سب کچھ اس بات پر دلیل ہے کہ سرکار کی آل پاک کو علیہم الصلوۃ والسلام کہنا جائز ہی نہیں بلکہ ایک مستحب امر ہے اور پھر جو سرکار کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہوگا سرکار اس پر کتنے خوش اور راضی ہوئے ہوں گے اور سرکار کا راضی ہونا خدا کا راضی ہونا ہے۔ اور خدا کا راضی ہونا ہی بندہ پر اس کا درود ہے۔

سنن کبریٰ:

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ

لَو صَلَّیْتُ صَلَاۃً لَا اُصَلِّی فِیھَا عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ مَا

وَرَأَيْتُ اَنَّمَا تَتِمُّ (السنن الکبریٰ جلد ثانی ص ۳۷۹ مطبوعہ ملتان)

اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اطہار پر درود نہ پڑھوں تو میں اس نماز کو تام نہیں دیکھتا (یعنی مکمل نہیں سمجھتا)

الصواعق المحرقہ:

مَنْ صَلّٰی صَلَاةً وَلَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ

(الصواعق المحرقہ ص ۲۳۳ مطبوعہ ملتان)

برقِ سوزاں:

دار قطنی اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہے کہ سرکار علیہ اسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (برقِ سوزاں ص ۱۷۷)

امام شافعی اس حدیث سے استناد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آل پر درود پڑھنا بھی آپ پر درود پڑھنے کی طرح واجب ہے لیکن یہ ضعیف قول ہے مستند امر یہ ہے کہ متفق علیہ حدیث میں درود پڑھنے کا حکم ہے کہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

(برقِ سوزاں ص ۱۷۷ الصواعق المحرقہ ص ۲۳۴)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

الصواعق المحرقہ:

كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْفَضْلِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

(الصواعق المحرقہ ص ۲۳۴)

تمہارے عظیم القدر ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

لکھ نفل نمازاں پڑھ بھانویں لکھ لتے سجدے کر بھانویں

جے توں دشمن آل رسول دا ایں تیرا بیڑا ہونا پار نہیں

فیض القدیر:

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتّٰى يُصَلِّي عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

(فیض القدیر جلد خامس ص ۲۹ مطبوعہ مصر)

ہر دعا کو روک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپ کی آل اطہار پر درود پڑھا جائے

فیض القدیر:

اَلدُّعَاءُ مَحْجُوبٌ عَنِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

فضائل الخمسہ:

(فیض القدیر جلد خامس ص ۱۹ مطبوعہ مصر) (فضائل الخمسہ من الصحاح الستہ جلد اول ص ۲۴۹)

جب تک نبی پاک اور آپ کی آل پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام پر درود نہ پڑھا جائے دعا کو اللہ کی بارگاہ میں جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ یعنی بلا درود جو دعا مانگی جائے وہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتی نہیں درمیان ہی میں رہ جاتی ہے۔ اس کی قبولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فصل تاسع

امہات المومنین اور سیّدہ فاطمہ

بخاری شریف: ام المومنین محبوبِ محبوب خدا حضرت صدیقہ بنت صدیق فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں۔

ایک میں۔ حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ او حضرت سودہ تھیں۔ اور دوسری میں حضرت ام سلمہ اور دوسری تمام ازواج تھیں۔ اور مسلمانوں کو معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام حضرت عائشہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کے پاس ہدیہ ہوتا اور

وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنا چاہتا تو وہ انتظار کرتا حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں ہوتے تو ہدیہ والا آپ کے پاس ہدیہ حضرت عائشہ کے گھر بھیجتا۔

حضرت ام سلمہ کی جماعت نے مشاورت کی اور ام سلمہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے فرما دیں جو شخص آپ کو ہدیہ بھیجنا چاہے تو بھیج دیا کرے چاہے آپ اپنی بیویوں میں سے جس کے پاس بھی ہوں۔

چنانچہ ام سلمہ نے ان کے کہنے کے مطابق سرکار سے عرض کیا تو آپ نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ ان بیویوں نے ام سلمہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا پھر دوبارہ عرض کریں۔ ام سلمہ نے بیان کیا کہ جب میری باری آئی تو میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ ان بیویوں نے پوچھا تو کہا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا پھر عرض کرو چنانچہ آپ کی باری آئی تو عرض کیا آپ نے فرمایا

"مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت نہ دو اس لئے کہ میرے پاس وحی اسی وقت آتی ہے کہ جب میں عائشہ کے کپڑوں میں ہوتا ہوں۔"

ام سلمہ نے عرض کیا میں آپ کو اذیت پہنچانے سے توبہ کرتی ہوں یا رسول اللہ۔

ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَآءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى فَاَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَاَبَتْ اَنْ تَرْجِعَ

پھر ان لوگوں نے فاطمہ بنت محمد رسول اللہ کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ عرض کرنے کے لئے بھیجا کہ آپ کی بیویاں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے متعلق انصاف کرنے کے لئے خدا کا واسطہ دیتی ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔

"اے میری بیٹی کیا تجھے اس سے محبت نہیں جس سے میں محبت کرتا ہوں"

عرض کیا کیوں نہیں؟

پھر وہ لوٹ کر ان لوگوں کے پاس آئیں اور ان سے حالات بیان کئے۔ ان لوگوں نے دوبارہ آپ کی خدمت میں جانے کو کہا تو انہوں نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔

(بخاری شریف جلد اول ص ۳۵۱)

مندرجہ بالا حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ امہات المومنین کے نزدیک حضرت سیّدہ کا کیا مقام تھا۔ اور وہ انہیں کس قدر سرکار کی محبوب شہزادی تصور فرماتی تھیں۔ اور ان پر کس قدر اعتماد کرتی تھیں۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ سیّدہ سے حضور اور حضور سے سیّدہ کو کس قدر محبت تھی حتیٰ کہ فرمانا بیٹی جو مجھے محبوب ہے تجھے محبوب نہیں؟ تو سیّدہ کا یہ عرض کرنا کیوں نہیں؟ اس بات پر دلیل ہے کہ سیّدہ بھی حضرت عائشہ سے انتہائی الفت و محبت فرماتی تھیں کیونکہ وہ حضور کو محبوب تھیں اس لئے سیّدہ کو بھی محبوب تھیں۔

امہات المومنین جانتی تھیں کہ حضور علیہ السلام سب سے زیادہ اپنی شہزادی سے محبت فرماتے ہیں اسی لئے جب بات بنتی نظر نہ آئی تو سیّدہ کو وسیلہ بنایا کہ سرکار اپنی محبت کی وجہ سے سیّدہ کی گزارش کو ضرور ترجیح دیں گے۔ لہٰذا سیّدہ ہی کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجا۔

پھر سیّدہ کا بلاحیل و حجت ان کی گزارش پر حضور کے پاس حاضر ہونا اور ان کا مدعا بیان کرنا اور سفارش کرنا اس امر کی دلیل ہے سیّدہ بھی امہات المومنین سے انتہائی

محبت رکھتی تھیں اور ان کے معاملات سلجھانے میں مدد دیتی تھیں اور پھر سرکار کے ارشاد کے بعد دوبارہ نہ جانے کے امر سے معلوم ہوا کہ سیّدہ کو اپنے ابا حضور سے زیادہ کوئی شخصیت پیاری نہ تھی۔ اور ان کی چاہت پر کسی چاہت کو ترجیح سیّدہ کے نزدیک ممکن نہیں تھی اسی لئے عرض کیا جسے آپ چاہتے ہیں ہم کیوں نہ چاہیں گے۔
یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ان موجودہ بیویوں میں سے حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ پیاری زوجہ تھیں۔

سیّدہ کے نزدیک یہ فیصلہ اٹل تھا۔ اور لوہے پر لکیر کی طرح کہ جو کچھ سرکار نے فرما دیا اس سے انحراف نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ قرآن کی بے بدل عالمہ تھیں۔ ان کو معلوم تھا کہ قرآن کا فیصلہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (پ۲۲ سورہ احزاب ۳۳ ع ۲ آیت ۳۶)

اور کسی مومن اور مومنہ کو یہ جائز نہیں (اختیار نہیں) جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ فرما دیں (تو وہ اس فیصلے کو چھوڑ کر اپنی مرضی کریں) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہوا وہ صحیح گمراہی میں پڑا۔

سیّدہ نے حضور علیہ السلام کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے امت کو ایک سبق دیا کہ جو کچھ حضور فرما دیں اسے تسلیم کرلو۔

فصل عاشر

مسئلہ فدک

اس کے متعلق رافضی مختلف باتیں کہتے ہیں

۱- حضور علیہ السلام نے باغ فدک اپنی صاحبزادی کو ھبہ کیا تھا مگر سرکار کے وصال کے بعد ان سے چھین لیا گیا

۲- حضرت ابوبکر نے ان کو باپ کی وراثت سے محروم کردیا۔
۳- انبیاء کرام کی وراثت وارثوں کو ملا کرتی ہے۔
۴- حضرت ابوبکر وعمر نے سیّدہ کو اذیت دی۔
۵- حضرت سیّدہ آخری وقت تک ان سے ناراض رہیں۔
۶- حضرت ابوبکر نے ان کا حق غصب کیا۔

حالانکہ یہ تمام باتیں من گھڑت اور مفروضہ جات ہیں ان سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں ہے اور یہ سب مفروضے مسلمانوں میں انتشار و افتراق ڈالنے کی ایک گھناؤنی سازش تھی جس میں کماحقہ بے دین کامیاب نہیں ہوسکے۔

فدک کی حقیقت

یہ ایک باغ تھا جو بلا جنگ و جدل مسلمانوں کی ہیبت سے مرعوب و مغلوب ہو کر بے دینوں نے از خود دے دیا تھا اس لئے آج تک اسے واپس حاصل کرنے کی سعی لا حاصل کر رہے ہیں۔ اس طریقہ سے جو مال حاصل ہوا اسے مال فیٔ قرار دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین کرام نے اس باغ کو فیٔ کے ابواب میں ذکر فرمایا۔

مال فیٔ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

جو فیٔ دلایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو شہر والوں سے وہ اللہ اور اس کے رسول اور رشتہ داروں یتیمی اور مساکین اور مسافروں کے لئے ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالم نے بارشاد ایزدی اسے ذی القربی یتیموں، مسکینوں اور مسافرین پر ہی صرف فرمایا۔ اور حضور کے خلفاء راشدین نے بھی قرآن وسنت کے مطابق انہیں مصارف پر صرف فرمایا۔

مالِ فئی کے متعلق حکم شرعیہ

مرقات:

حُكْمُهُ اَنْ يَكُوْنَ لِكَافَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ

فی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لیے ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۳۱۳)

اشعۃ اللمعات:

حکم فئی آنست کہ مرعامہ مسلماناں رامی باشد و دروے خمس وقسمت نیست واختیار آن بدست آنحضرت است (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۴۴۶)

فئی کا حکم یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے ہے اس میں خمس وتقسیم نہیں ہے ار اس کا اختیار صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

حضور علیہ السلام نے فئی کو حکم الٰہی کے مطابق رکھا

فتاویٰ فیض الرسول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فئی کو قرآن کی تصریح کے مطابق اپنی ذات پر ازواج مطہرات اور بنی ہاشم پر غریبوں مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرمادیتے تھے جو اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ فدک کسی کی ملکیت نہیں تھا بلکہ وقف تھا اور مال وقف میں میراث جاری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ فیض الرسول ص ۹۴ مطبوعہ لاہور)

حضور علیہ السلام نے باغ فدک سیّدہ کو نہیں دیا تھا

مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم نے باغ فدک سیّدہ کو بطور وراثت عطا نہیں فرمایا تھا بلکہ اپنی ذات اور دیگر مصارف پر اس سے خرچ فرماتے رہے تو جب حضور علیہ السلام کا سیّدہ کو یہ باغ دینا عقلاً ونقلاً ثابت ہی نہیں تو اسے چھیننا، نہ دینا یا غصب کرنا کس طرح متصور ہو سکتا ہے۔

اس بات کو شیعہ حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے

شرح ابن الحدید:

قَالَ لَهَا اَبُوبَكْرٍ لَمَّا طَلَبَتْ فَدَكَ بِاَبِی وَ اُمِّی اَنْتِ الصَّادِقَةُ الاَمِيْنَةُ عِنْدِیْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَهَّدَ اِلَيْكِ اَوْ وَعَدَكِ وَعْدًا صَدَّقْتُكِ وَسَلَّمْتُ اِلَيْكِ فَقَالَتْ لَمْ يَعْهَدْ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِكَ

(شرح ابن الحدید نہج البلاغۃ بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول ص ۹۴)

جب سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے نزدیک صادقہ امینہ ہیں اگر سرکار علیہ السلام نے آپ کے لئے فدک کی وصیت فرمائی ہو یا وعدہ کیا ہو تو اسے میں تسلیم کرتا ہوں اور فدک آپ کے حوالے کر دیتا ہوں تو سیّدہ نے فرمایا کہ فدک کے معاملہ میں حضور نے میرے لئے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے خود بھی فدک دینے سے سیّدہ کو انکار فرما دیا تھا

ابوداؤد شریف: وَ اَنَّ فَاطِمَةَ سَاَلَتْهُ اَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰی

(ابوداؤد شریف جلد)

مشکوٰۃ شریف:

ایک مرتبہ حضرت فاطمہ نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا کہ فدک ان ہی کے لئے مقرر کر دیں تو حضور نے انکار فرما دیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۶ رواہ ابوداؤد)

انبیاء کا ترکہ وارث نہیں لیتے' قرآن کریم کا فیصلہ

البقرہ: اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ (پ ۲ سورہ البقرہ ۲ ع ۱۶ آیت ۲۴۱)

(طالوت بادشاہ) کی نشانی یہ ہے کہ ایک صندوق تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا سکون ہوگا اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ

اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔

اصل واقعہ

سیّدنا اشمویٔل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب مبعوث فرمایا تو قوم نے کہا

تفسیر درمنثور:

وَقَالُوا اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَابْعَثْ لَنَا مَلِكًا۔ اگر تم اپنے اعلان نبوت میں سچے ہو تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کرو۔ (تفسیر درمنثور جلد اول ص ۲۱۵)

آپ نے باذن اللہ تعالیٰ حضرت طالوت کو ان پر بادشاہ مقرر فرمادیا۔ انوں نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ

البقرہ:

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ (پ۲ سورۃ البقرہ ۳ ع۱۶ آیت ۲۴۷)

یہ ہم پر بادشاہت کیسے کریں گے اور ہم ان سے زیادہ بادشاہت کے مستحق ہیں انہیں تو مال میں وسعت نہیں دی گئی۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے فرمایا

البقرہ:

وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ (ایضا) اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے ملک عطا فرمادے

بالآخر قوم نے کہا کہ ہم اسے بادشاہ تسلیم کرتے ہیں مگر اطمینان قلب کے لئے آپ ہمیں کوئی نشانی اس کی دکھا دیں تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ ایک صندوق تمہارے پاس آئے گا جس میں تمہارے دلوں کے لئے اطمینان کا سامان موجود ہوگا۔ اس صندوق میں کیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا کچھ ترکہ تھا۔ وہ ترکہ کیا تھا؟

تفسیر درمنثور، تفسیر مظہری:

كَانَ فِيْهِ لَوْحَانِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَ رِضَاضُ الْاَلْوَاحِ الَّتِيْ تَكَسَّرَتْ

وَعَصَاهُ مُوْسٰى وَنَعْلَاهُ وَ عَمَامَةُ هَارُوْنَ وَ عَصَاهُ

(تفسیر درمنثور جلد اول ص ۲۱۷، تفسیر مظہری جلد اول ص ۳۲۲)

اس صندوق میں دو تختیاں تورات کی اور کچھ شکستہ تختیوں کے ٹکڑے تھے اور عصائے موسیٰ علیہ السلام آپ کے مبارک جوڑے ہارون علیہ السلام کا عمامہ مبارک اور ان کی لاٹھی وغیرہ تھی۔ یہ نشانی دیکھ کر انہیں اطمینان قلب ہوگیا۔

طرز استدلال

بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَ آلُ هَارُوْنَ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ترکہ جو آگے ان کی آل کو ملا۔ درہم و دنانیر۔ سیم و زر۔ سونا چاندی۔ مال و متاع۔ ساز و سامان نہ تھا۔ بلکہ ان کے تبرکات تھے۔ ثابت ہوا کہ یہ دولت وثروت انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی اولادیں اس کی مستحق ہوا کرتی ہیں بلکہ انبیاء کا ترکہ علوم و تبرکات ہوا کرتے ہیں اور جو کچھ مال وغیرہ وہ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

انبیاء کی وراثت صدقہ ہوتی ہے

بخاری ومسلم ومشکوٰۃ:

حضرت سیّدنا صدیق اکبرؓ راوی ہیں کہ سرکار نے فرمایا

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۰)

ہم گروہ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا

مسلم شریف:

اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا

نُورِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ (مسلم شریف جلد دوم ص۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وصال درہم و دینار اور غلام و باندی کچھ نہیں چھوڑا مگر ایک سفید خچر اپنا ہتھیار اور کچھ زمین جس کو حضور علیہ السلام نے صدقہ کر دیا تھا۔

سرکار علیہ السلام کا ارشاد پاک

مشکوٰۃ شریف:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفْقَۃِ نِسَائِیْ وَ مُؤْنَۃِ عَامِلِیْ فَھُوَ صَدَقَۃٌ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث ایک دینار بھی تقسیم نہیں کریں گے میں جو کچھ چھوڑ جاؤں میری ازواج کے مصارف اور عاملوں کا خرچ نکالنے کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔

صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی تصدیق

بخاری و مسلم شریف:

حضرت عباس کہ جو رسول اللہ کے عم محترم اور اہل بیت عظام میں سے ہیں۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی جو کہ سرکار سے شرف دامادی میں مشرف ہیں، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف، حضرت زبیر ابن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان سب کو حضرت فاروق اعظم نے فرمایا

اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِکَ

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو ان لوگوں نے کہا بے شک حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا ہے

فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰی عَلِیٍّ وَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ

پھر حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں آپ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور نے ایسا (مندرجہ بالا ارشاد) فرمایا ہے؟ تو ان دونوں نے بھی (تصدیق کی) کہا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے۔

(بخاری شریف جلد ثانی ص۵۷۵، مسلم شریف جلد ثانی ص۹۰)

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت

فتاویٰ فیض الرسول:

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی ورنہ یہ تمام بزرگوار جو رافضیوں کے نزدیک معصوم اور اہل سنت کے نزدیک محفوظ ہیں حضرت عباس اور ازواج مطہرات کی حق تلفی جائز نہ رکھتے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ص۹۶ مطبوعہ لاہور)

ان تمام شواہد سے خوب واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام کے ترکہ میں وراثت جاری

نہیں ہوتی اسی لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سیّدہ کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض وعداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے اس لئے کہ اگر حضرت سیّدہ سے ان کو دشمنی تھی تو ازواج مطہرات کو حضور کے ترکہ سے حصہ پہنچتا تو ان سے اور ان کے باپ بھائی وغیرہ متعلقین سے کیا عداوت تھی کہ ان سب کو محروم المیراث کر دیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ ان کی صاحبزادی بھی ازواج مطہرات میں سے تھیں بلکہ حضرت عباس حضور کے چچا اور حضرت ابوبکر کے ابتدائے خلافت سے مشیر و رفیق تھے جن کو تقریباً نصف ترکہ ملتا وہ کس دشمنی کے سبب وراثت سے محروم ہوئے؟

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارشاد رسول لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ کے سبب حضرت سیّدہ کو فدک نہ دیا کہ حدیث پر عمل کرنا ان پر لازم تھا اس لئے کہ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت سیّدہ کو خوش کرنے کے لئے انہیں حدیث کو پس پشت ڈال دینا چاہئے تھا اور ارشاد رسول پر انہیں عمل نہیں کرنا چاہئے تھا اور جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث رسول پر عمل کیا تو ان پر الزام کیا۔ (فتاویٰ فیض الرسول از علامہ جلال الدین احمد امجدی فقیہ ملت ص۹۶ مطبوعہ لاہور)

حدیث پاک کہ ہم انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے روافض کی کتب میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو

انبیاء کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا اس پر میراث جاری نہیں ہوتی
شیعہ حضرات کی تسلیم وتصدیق
انبیاء کی میراث علم ہوا کرتا ہے دراہم ودینار نہیں

اصول کافی:

اصول کافی باب العلم والمتعلم میں یہ حدیث ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادقؓ جو کہ ان حضرات کے عقیدہ کے مطابق امام سادس ہیں روایت فرماتے ہیں کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الانبياء وَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ اَوْرَثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

(اصول کافی باب العلم والمتعلم بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول ص۹۶، ۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء دین انبیاء کرام کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء کرام کسی شخص کو درہم ودینار کا وارث نہیں بناتے تو جس شخص نے علم دین حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔

امام سادس حضرت جعفر صادق سے ایک اور روایت

اصول کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَآ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَهُ بِشَيْءٍ مِّنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَّافِرًا

(اصول کافی باب صفۃ العلم بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول ص۹۷)

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء کرام انبیاء عظام کے وارث ہیں اور یہ اس لئے کہ حضرات انبیاء کرام نے کسی کو درہم ودینار کا وارث نہیں بنایا انہوں نے تو صرف اپنی باتوں کا وارث بنایا تو جس شخص نے ان کی باتوں کو حاصل کر لیا اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔

فتاویٰ فیض الرسول:

حضرت امام جعفر صادقؓ جو رافضیوں کے نزدیک معصوم ہیں اور اہل سنت کے نزدیک محفوظ ہیں ان کی روایات سے بھی ثابت ہو گیا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث صرف علم شریعت ہی ہے وہ درہم ودینار اور مال واسباب کا کسی کو وارث نہیں بناتے اور جب یہ بات رافضیوں کی روایات سے بھی ثابت ہے تو

پھر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم نہ کرنے کے سبب حضرت ابوبکرؓ پر فدک
کے غصب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ
وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وغیرہ قرآن کریم میں جہاں بھی انبیاء کرام کی وراثت کا ذکر
ہے اس سے علم شریعت ونبوت مراد ہے نہ کہ درہم ودنانیر (فتاویٰ فیض الرسول ص ۹۷)

مالک کونین ہو کر پاس کچھ رکھتے نہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو جب تک ایک ایک پائی یا درہم یا دینار کو صدقہ
کر کے فارغ نہ ہو جاتے تھے سرکار کو تسکین قلب نہ ہوتی چہ جائیکہ سرکار اتنا جمع
فرماتے کہ جسے بعد میں ان کی اولاد اطہار پر تقسیم کیا جاتا۔ ملاحظہ ہو

مشکوٰۃ شریف:

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ
النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حِجَرِ نِسَاءِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ
ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ
بِقِسْمَتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي
الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۶)

عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیچھے نماز عصر پڑھی پس آپ نے سلام پھیرا پھر جلدی سے قیام فرما ہوئے
اور لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے گزرتے ہوئے اپنی کسی زوجۂ مطہرہ کے حجرہ
میں تشریف لے گئے اور لوگ آپ کی اس جلدی فرمانے پر حیران تھے پس جب سرکار
تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ آپ کے جلدی جلدی جانے اور آنے
سے متعجب ہیں تو فرمایا مجھے یاد آیا کہ ہمارے ہاں سونے کی کوئی چیز (گھر میں) پڑی

ہوئی ہے پس میں نے مکروہ جانا کہ مجھے اس کا حساب دینا پڑے پس میں نے اسے
تقسیم کرنے کا حکم دیا اسے بخاری نے روایت کیا اور عقبہ بن حارث کہتے ہیں (ایک
روایت کے مطابق) آپ نے فرمایا میں گھر میں سونے کا کچھ صدقہ چھوڑ آیا تھا میں
نے مکروہ خیال کیا کہ اس پر رات گزر جائے اور وہ پڑا رہے اس لئے میں اسے
خیرات کرنے کا حکم دے آیا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِيْ وَجَعُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَنِيْ عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ اَوِ السَّبْعَةُ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ
لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِيْ وَجَعُكَ فَدَعَابِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِيْ كَفِّهٖ فَقَالَ مَا
ظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ هٰذِهٖ عِنْدَهٗ رواہ احمد

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۷)

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور
علیہ السلام کی آخری علالت کے دوران میرے پاس سرکار کے چھ یا سات درہم تھے
سرکار نے مجھے حکم فرمایا کہ میں انہیں خیرات کر دوں مجھے سرکار کی علالت اور تکلیف
نے مشغول کر دیا پھر سرکار نے مجھے پوچھا کہ تم نے ان چھ یا سات درہموں کو کیا کیا؟
یعنی خیرات کیا یا نہیں تو میں نے عرض کیا حضور اللہ کی قسم میں آپ کی شدید تکلیف
میں مشغول ہونے کی وجہ سے انہیں خیرات نہ کر سکی تو حضور علیہ السلام نے ان
اشرفیوں (درہموں) کو منگوایا اور اپنی مبارک ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ کا نبی اللہ
تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ یہ دراہم اس کے پاس ہوں تو یہ مقام نبوت کے منافی
ہے تو آپ نے انہیں خیرات کر دیا۔ یعنی سرکار کی فیاضی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ
ساری زیست مبارکہ میں کبھی اپنے پاس جمع نہ رکھا جو کچھ بھی دربار رسالت میں آتا

آپ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے اور مندرجہ بالا حضرت عائشہ کی اس روایت سے پتہ چلا کہ سرکار کے پاس یہ آخری چھ یا سات درہم تھے جنہیں سرکار نے پاس رکھنا مناسب نہ خیال فرماتے ہوئے خیرات فرما دیا ذاتی طور پر پاس کچھ رکھا ہی نہیں تو پھر وراثت کس ترکہ میں جاری ہوتی؟ وراثت کے لئے مورث کی ملکیت شرط ہے اور سرکار کی ملکیت میں جو ذاتی آخری پونجی تھا وہ بھی سرکار نے خیرات فرما دیا اور اپنی ذاتی ملکیت میں ایسا کوئی مال نہیں چھوڑا جو بعد میں تقسیم ہوتا باغ فدک سرکار کی ذاتی ملکیت نہ تھا جیسا کہ ہم پہلے قرآن و حدیث کی روشنی اور بزرگوں کے فتاویٰ سے ثابت کر چکے ہیں لہٰذا اس میں بوجہ عدم تملیک ذاتی وراثت جاری نہیں ہو سکتی تھی۔

سیّدنا صدیق اکبر نے سنت کے مطابق عمل فرمایا تو سیّدہ راضی ہو گئیں

اہلسنت و جماعت و اہل تشیع کی کتب میں یہ بات موجود ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یوں عرض کیا کہ اے بنت رسول خدا کی قسم مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ کی قرابت زیادہ محبوب ہے اس لئے میں آپ کو نہیں جھٹلا سکتا مگر میں اس باغ کو اسی طرح رکھوں گا جس طرح سرکار نے رکھا تھا اور حضور کی سنت کے مطابق اس میں تصرف کیا جائے گا تو سیّدہ راضی ہو گئیں۔

اشعۃ اللمعات:

ودر بعضے روایات آمدہ است کہ چوں واقع شد میان ابوبکر و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنچہ واقع شد رفت ابوبکر تد فاطمہ و ایستادہ شد بر در او در گرمیٔ آفتاب و عذر خواہی کرد تر دوے و گفت بخدا سوگند کہ قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر و سزاوار تر ست قرد من از قرابت خود لیکن من چہ کنم کہ شنیدہ ام ایں حدیث را از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ گواہ اند بر آں پس راضی شد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وار

ضا ھا۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۴۵۴)

اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ حضرت فاطمہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان واقع ہوا جو واقع ہوا۔ حضرت ابوبکر حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور سورج کی تپش میں آپ کے در دولت پر کھڑے ہو کر عذر پیش کیا اور کہا اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت محبوب اور اس امر کی زیادہ لائق ہے مگر میں کیا کروں کہ میں نے خود سرکار سے یہ حدیث سنی ہے اور اس پر صحابہ کرام گواہ ہیں (لہٰذا میں سنت کے مطابق عمل کروں گا) پس حضرت فاطمہ راضی ہو گئیں۔

مدارج النبوت:

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ اپنے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راضی ہو گئی تھیں۔

بیہقی اے شعبی سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے زمانہ میں عیادت کے لئے گئے اور ان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ ابوبکر صدیق ہیں اور آپ سے اجازت طلب فرماتے ہیں سیّدہ فاطمہ نے حضرت علی المرتضیٰ سے کہا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دوں فرمایا ہاں تو سیّدہ فاطمہ نے اجازت دیدی اور حضرت صدیق اندر آئے اس کے بعد حضرت صدیق نے حضرت فاطمہ کو رضامند کیا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئیں۔ (مدارج النبوت جلد ثانی ص ۷۵۸ مطبوعہ کراچی)

علاوہ ازیں یہ حوالہ کتاب الوفاء، بیہقی، الریاض النفرہ اور شروح مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے کہ سیّدہ راضی ہو گئیں اور رافضیوں کی کتاب محاج السالکین میں یوں ہے کہ

شیعہ کتاب محاج السالکین

جب حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ فاطمہ مجھ سے تنگ دل ہو گئی ہیں اور چھوڑ دیا اور فدک کے بارے میں بات کرنا ترک کر دیا تو یہ ان پر بہت گراں ہوا انہوں نے

حضرت سیّدہ کو راضی کرنا چاہا تو ان کے پاس گئے اور کہا اے رسول اللہ کی صاحبزادی آپ نے جو کچھ دعویٰ کیا تھا سچا تھا لیکن میں نے حضور کو دیکھا کہ وہ فدک کی آمدنی کو فقیروں، مسکینوں اور مسافروں میں بانٹ دیتے تھے اسی میں سے آپ کو اور فدک میں کام کرنے والوں کو دیتے تھے تو سیّدہ نے کہا کرو جیسا کہ میرے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

محاج السالکین:

فَقَالَ وَاللّٰهِ ذٰلِكَ عَلٰى اَنْ اُفْعَلَ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ اَبُوكِ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا فْعَلَنَّ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَ كَانَ اَبُوبَكْرٍ يُعْطِيهِمْ مِنْهَا قُوتَهُمْ وَ يُقَسِّمُ الْبَاقِي فَيُعْطِي الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاكِينَ وَ ابْنَ السَّبِيلِ

(محاج السالکین بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول ص ۱۰۰)

تو حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی میں آپ کے واسطے وہ کام کروں گا جو آپ کے والد گرامی کرتے تھے تو سیّدہ نے کہا قسم ہے خدا کی آپ ضرور ایسا ہی کریں گے پھر حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی میں ضرور کروں گا تو حضرت سیّدہ نے کہا اے خدا تو گواہ ہے پھر حضرت سیّدہ راضی ہو گئیں اور حضرت ابوبکر سے عہد لیا اور وہ فدک کی آمدنی سے پہلے حضرت سیّدہ وغیرہا کو دیتے تھے پھر باقی فقراء مساکین اور مسافروں کو بانٹ دیتے تھے۔

سیّدنا صدیق اکبر نے اپنی جائیداد سیّدہ کو پیش کی

حق الیقین:

اموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم آں چہ خواہی بگیر تو سیّدہ امت پدر خودی و شجرہ طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد و حکم تو نافذ است در اموال من اما در اموال مسلماناں مخالفت گفتہ پدر تو

نمی توانم کرد (حق الیقین از ملاں باقر مجلسی ص ۲۳۱)

میرے جملہ اموال و احوال میں آپ کو اختیار ہے آپ جو چاہیں بلا روک ٹوک لے سکتی ہیں اور آپ اپنے باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی سردار ہیں اور آپ کے فرزندوں کے لئے شجرہ مبارکہ میں آپ کی فضیلت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے تمام مالوں میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اموال میں آپ کے والد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت میں نہیں کر سکتا۔

فتاویٰ فیض الرسول:

رافضیوں کی اس مذہبی کتاب سے خوب واضح ہو گیا کہ حضرت سیّدہ حضرت ابوبکر کے نزدیک بہت محترم تھیں وہ حضرت سیّدہ کی بہت عزت کرتے تھے ہرگز ہرگز ان کے دل میں سیّدہ کی طرف سے کوئی بغض و عناد نہ تھا صرف سرکار کے فرمان کے پیش نظر فدک ان کے حوالے نہ کیا اور حضرت سیّدنا صدیق اکبرؓ کا دامن ان رافضیوں کے ہر طرح کے الزام سے پاک ہے اور ان پر باغ فدک اور حضرت سیّدہ کی دشمنی کا الزام لگانا سراسر غلط ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ص ۱۰۳، ۱۰۴ مطبوعہ لاہور)

اگر سیّدنا صدیق اکبر بقول روافض غاصب و ظالم ہوتے تو سرکار کبھی انہیں مصلیٰ امامت پر متمکن نہ فرماتے کیوں نص کے مطابق ظالم امام نہیں بن سکتا ارشاد خداوندی ہے کہ

البقرہ:

وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اے محبوب یاد کیجئے جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے مختلف کلمات سے آزمایا پھر وہ ہر آزمائش میں پورے اترے فرمایا بے شک ہم تجھے تمام لوگوں کا امام بنانیوالے ہیں عرض کیا اور میری اولاد سے فرمایا ہمارا یہ عہد ظالمین کو نہ پہنچے گا۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ نے فیصلہ فرما دیا کہ ظالم و غاصب (اگرچہ اولادِ پیغمبر ہو) امام نہیں ہو سکتے۔ اگر سیّدنا صدیق اکبرؓ ظالم و غاصب ہوتے تو حضور علیہ السلام قرآنی فیصلہ کے مطابق آپ کو کبھی مصلیٰ امامت عطا نہ فرماتے۔ سرکار نے باوجود حضرت عائشہ کے دو تین مرتبہ منع کرنے کے یہی فرمایا مُرُوا اَبَابَکرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ شیعہ اور سنی کتب میں موجود ہے کہ سرکار سیّدنا صدیق اکبرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نماز پڑھاتے رہے۔ شیعہ حضرات کی کتب جلاء العیون، حیات القلوب، حق الیقین، الاحتجاج الطبرسی میں یہ موجود ہے کہ حضرت ابوبکر نے نمازیں سرکار کے حکم کے مطابق پڑھائیں بلکہ یہ بھی موجود ہے کہ ''ثُمَّ صَلّٰی خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ'' حضرت علی نے بھی حضرت ابوبکر کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ لہٰذا اگر معاذ اللہ استغفر اللہ وہ ایسے ہوتے جیسے کہ روافض من گھڑت قصہ جات و کہانیاں ان سے منسوب کر کے ان کی عظمت صداقت کو گھٹانا چاہتے ہیں تو حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ کبھی ایسے شخص کی امامت میں نماز نہ پڑھتے۔ ان کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا ان کی ذات اور عظمت کردار و صداقت کو ہر دھبہ سے صاف تسلیم کرنے کیلئے کافی ہے۔

فصل حادی عشر

وصال پاک سیّدہ لولاک سلام اللہ علیہا

مصائب کے پہاڑ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دار فنا کو ترک فرما کر دار بقاء میں جلوہ فرما ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o

سیّدہ عائشہ ام المومنینؓ کی گود میں سرکار دو عالم نے نقل مکانی فرمائی۔ سیّدہ عائشہ دیکھ رہی تھیں کہ ان کے سرتاج نہیں چھوڑ گئے اور وہ دیکھتی ہی رہ گئیں۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے ابا حضور کے پاس موجود تھیں کہ سرکار نے انہیں داغِ مفارقت دے دیا آپ نے عرض کیا

شرف النبی:

اے میرے ابا جان!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اے میرے ابا! آپ جنت میں سکونت پذیر ہو رہے ہیں۔ اے میرے ابا! آپ اپنے اللہ کے کتنے قریب ہیں۔ اے میرے ابا جان! آج آپ کی رحلت کی خبر جبرئیل کو کون دے گا؟ (شرف النبی ص ۴۲۵)

حضور کو دفن کیا گیا تو حضرت فاطمہ کہنے لگیں۔ ''کیا تم لوگ خوش ہو جب میرے والد کے جسم مبارک پر قبر کی مٹی ڈالی گئی۔ اے لوگو تم نے کس حوصلہ سے میرے باپ کے جسد اطہر پر مٹی ڈالی۔ تمہیں کس طرح یہ حوصلہ ہوا کہ اس والضحیٰ کے چہرے کو زیر زمین دفن کر سکو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سیّدہ نے فرمایا، میرے ابا جان کو تم لوگ کس طرح مٹی میں دفن کر آئے ہو؟

قلم میں یہ طاقت کہاں کہ اس واقعہ جاں سوز و دل گداز کو تحریر کر سکے کائنات کا والی کائنات سے چھپ گیا۔ دو عالم کا سلطان اپنے غلاموں کو روتے ہوئے چھوڑ گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت فاروق اعظم کی حالت

شرف النبی:

حضرت سیّدنا فاروق اعظم تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا

رسول اللہ نے رحلت نہیں فرمائی بلکہ بے ہوش ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار الٰہی سے بے ہوش ہوئے تھے۔ میں ان لوگوں کی زبانیں کاٹ دوں گا جو حضور کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے میں ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا جو حضور کو مردہ جانتے ہیں۔ (شرف النبی ص ۴۲۶)

سیّدنا حضرت عباس عم رسول کا اعلان

شرف النبی:

سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا

رسول اللہ اس وقت تک نہیں مر سکتے جب تک اٹھ کر کفار سے جنگ نہ کر لیں۔ ان سے صلح نہ کریں شادی نہ کر لیں۔ طلاق نہ دے لیں۔ آپ لوگوں کو راہ مستقیم نہ دکھا لیں۔ جس نے حضور سے کچھ لینا ہو مجھے بتائے۔ (شرف النبی ص ۴۲۶)

صحابہ و اہل بیت کرام میں سے ہر ہر فرد اپنی اپنی جگہ تصویر حیرت بن چکا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے محبوب خدا اس دنیا سے تشریف لے جائیں؟

صحابہ کرام فرماتے ہیں سرکار جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سارا مدینہ چمک اٹھا اور آج جب حضور تشریف لے گئے تو اندھیرا چھا گیا۔

سیّدہ کی بیقراری

اب سیّدہ دارین کی بے قراری اور غم فرقت میں حالت اضطراری دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ ایک مرتبہ روزانہ ابا جان کے مزارِ پر انوار پر ضرور حاضر ہوتیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی خاک قبر مبارک کو آنکھوں پر رکھا اور فرمایا

خاکِ تربتِ احمد

مدارج النبوت:

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ   اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَّ الزَّمَانِ غَوَالِیَا

زرقانی:

جس کو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار مبارک کی خوشبو دار مٹی ملے اس کو زمانہ بھر کی خوشبوئیں پسند نہ آئیں گی۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۴۴۲، زرقانی علی المواہب جلد ۸ ص ۲۹۳)

جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جب بہت زیادہ غمگین ہوتیں تو شہداء کے مزارات پر تشریف لے جایا کرتیں اور وہاں بیٹھ کر جی بھر کر رو لیا کرتیں پھر بھی سکون نہ آتا تو ابا جان کی تربت اقدس پر حاضر ہو جاتیں۔

ہمہ وقت سیّدہ روتی رہتیں

سیّدہ ہمہ وقت روتی رہتیں ایک مقام پر خود ہی اپنے ہر وقت رونے کا سبب بیان فرماتے ہوئے شعر کہتی ہیں کہ

مدارج النبوت:

لَا خَیْرَ بَعْدَکَ فِی الْحَیٰوۃِ وَ اِنَّمَا   اَبْکِیْ مَخَافَۃَ اَنْ تَطُوْلَ حَیَاتِیْ

اے پیارے ابا جان آپ کے بعد جینے میں کوئی بہتری نہیں۔ اور میں صرف اور صرف اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں اب میری زندگی لمبی نہ ہو جائے۔

(مدارج النبوت جلد ۲ ص ۴۴۴)

یعنی اب عرصہ فرقت لمبا نہ ہو جائے بلکہ میں چاہتی ہوں کہ وہ وقت جلدی آ جائے کہ میں اپنے ابا حضور سے ملاقات کروں بس اسی تصور سے صبح شام روز و شب لیل و نہار روتی رہتیں اور ابا جان کو پکارتی رہتیں پورے چھ ماہ آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ہر وقت گریہ کناں ہی دیکھا جس نے بھی دیکھا روتے ہوئے ہی دیکھا اور جس نے سنا ابا جان کو پکارتے ہوئے ہی سنا حتیٰ کہ پڑوسی عورتیں اکٹھی ہو کر سیّدہ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اس قدر گریہ نہ فرمایا کریں کہ ہمارا جگر اس گریہ سے کٹتا ہے دل پھٹتا ہے اور خورد و نوش محال ہو چکا ہے۔ مگر سیّدہ کو کس طرح قرار آتا کہ قرار بخشنے والے چل بسے۔ جن کا چہرہ باعث سکون تھا انہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چہرہ پھیر لیا سکون کیسے آئے؟ غم ہی غم بلکہ غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے خود فرماتی ہیں کہ

زرقانی علی المواہب:

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا   صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

(زرقانی علی المواہب جلد ۸ ص ۲۹۳)

(حضور علیہ السلام کی رحلت سے) مجھ پر جو مصائب ٹوٹے ہیں اگر وہ دنوں پر ٹوٹتے تو دن سیاہ راتیں بن جاتیں یوں تو ساری کائنات فرقت مصطفیٰ میں آنسو بہا رہی تھی۔ تمام لوگ فریاد وفغاں کرتے تھے۔ چودہ طبق مغموم تھے۔ زمین کانپ رہی تھی۔ آسمان گریہ کناں تھا۔ جن وانساں نوحہ کناں تھے۔ فرشتوں کی چیخ وپکار سے آسمان تا عرش معلیٰ لرز رہے تھے۔ غم مصطفیٰ سے مدینہ کے ہی نہیں ساری عالم کائنات کے سینے چاق تھے۔ اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اجڑ گئی ہے۔ بہاریں روٹھ چکی ہیں۔ خزاؤں کا دور دورہ ہے۔ بقول میاں محمد صاحب

ٹر گئے نیں دلدار دلاندے وطنوں چک مہاراں
اجڑی بستی نظریں آوے کنڈ کیتی جد یاراں

مگر سرکار کی مفارقت کا جو رنج والم جنابہ سیّدہ کو پہنچا وہ ایک بیٹی ہی باپ کی جدائی میں خیال کرسکتی ہے اور جو تکلیف ومصائب جنابہ سیّدہ پر ٹوٹے وہ کوئی دوسرا تصور نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ تھی کہ دن بدن غم زیادہ ہوتا چلا گیا۔

دن بدن طبیعت مضمحل تر ہوتی چلی گئی

طبیعت علیل ہوتی چلی گئی اور کمزوری و ناتوانی نے ڈیرے جما لئے کھانا پینا چھوٹ گیا اور صرف غم فرقت کی ہی خوراک باقی رہ گئی۔ ساری ساری رات رو رو کر بسر ہورہی ہے اور سارا سارا دن نماز درود اور رونے کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا۔ جب بھی زیادہ مغموم ہوتی ہیں تو مزار پر انوار پر حاضر ہوجاتی ہیں دائیں ہاتھ حضرت امام حسن اور بائیں ہاتھ حضرت امام حسین کو انگلیوں سے لگا کر مسلسل روزانہ حاضریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ حضور کے وصال اور سیّدہ کے غم کو جانور تک

برداشت نہ کر سکے۔

عصباء اونٹنی کی سیّدہ سے ملاقات اور اس کی موت

مدارج النبوت:

عصباء حضور علیہ السلام کی اونٹنی تھی اور جب حضور علیہ السلام کا وصال با کمال ہوا تو اس اونٹنی نے حضور کے غم میں کھانا پینا بالکل ترک کردیا۔ (مدارج النبوت ص ۴۴۳)

نزہت المجالس:

ایک رات یہ اونٹنی سیّدہ فاطمۃ الزہراء کو ملی تو فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلَكِ حَاجَۃٌ اِلٰی اَبِیْكِ اے رسول اللہ کی بیٹی آپ کو سلام ہو کیا آپ اپنے ابا جان کو کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں کیونکہ فَاِنِّیْ ذَاھِبَۃٌ اِلَیْہِ میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو رہی ہوں۔ فَبَکَتْ فَاطِمَۃُ وَ جَعَلَتْ رَاْسَھَا فِیْ حِجْرِھَا حَتّٰی مَاتَتْ فِیْ تِلْكَ السَّاعَۃِ یہ سن کر سیّدہ رونے لگیں اور اس اونٹنی نے اپنا سر سیّدہ کی گود میں رکھ دیا اور اسی وقت مر گئی۔ (نزہت المجالس جلد دوم ص ۱۷۶)

یہ وہی اونٹنی تھی جس نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہ اجازت منظور ہوجائے کہ میں جنت میں آپ کی سواری کے کام آسکوں اور آپ کے وصال سے قبل مجھے موت نصیب ہوجائے تاکہ آپ کی دنیا سے پردہ پوشی کے بعد مجھ پر کوئی دوسرا شخص سواری نہ کر سکے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری دونوں درخواستیں منظور ہیں اور اسی طرح ہوگا جس طرح تو چاہتی ہے۔ پھر رسول خدا نے آخری وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی یہ بات یاد رکھنا کہ میرے بعد اس ناقہ پر کوئی دوسرا سواری ہرگز نہ کرے تم خود اس بات کی نگرانی کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم فرقت میں گم سم رہنے لگی تھی۔ ایک رات حضرت خاتون جنت اس کے قریب سے گزریں تو یہ شہزادی کونین کو دیکھ پکاری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَبَاعٌ لِي عَلَفٌ وَلَا شَرَابٌ مُنْذُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جامع المعجزات ص ۹۹۔۹۸)

اے رسول اللہ کی دختر نیک اختر آپ پر سلامتی ہو۔ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ہے میں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔ اور اے نبی پاک کی پیاری دلبند آج میں آپ کے والد گرامی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہے تو ان کے حضور پہنچا دوں گی خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دست شفقت اس کے سر پر پھیرا بس اسی دوران اس کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ خاتون جنت نے کفن تیار کروایا اور گڑھا کھود کر اسے دفن کروا دیا مگر تین دن کے بعد جب اس گڑھے کو کھودا گیا تو وہ ناقۂ رسول غائب تھی یہ اس کی کرامت تھی کہ فَاِنَّهَا لَمْ تَنْطِقْ اِلَّا لَهَا وَلِاَبِيْهَا ۔ اس نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد گرامی کے علاوہ کسی سے کلام نہیں کیا۔

(نسبت باعث جنت ص ۱۹۰، ۱۹۱ از شہنشاہ خطابت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن و نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اونٹنی نے حضور علیہ السلام ہی کے غم فرقت میں جان دے دی اور وہ اپنے اس قول پر کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہو رہی ہوں اے بنت رسول اگر کوئی پیغام دینا چاہو تو میں حاضر ہوں پہنچا دوں گی سچی نکلی اور واقعی وہ حضور کی بارگاہ میں پہنچ گئی۔

جب حضور علیہ السلام کی فرقت میں ایک جانور اس قدر تڑپتا ہے کہ وہ جان تک دے دیتا ہے تو سیّدہ تو راحت جان مصطفیٰ تھیں آپ کے غم و اندوہ کا کیا عالم ہوگا اور آپ کس طرح فراق مصطفیٰ میں گزر اوقات فرماتی ہوں گی؟ سوائے اس کے کہ بس وقت گزارنا ایک مشکل ترین اور کٹھن مرحلہ بن چکا تھا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

سیّدہ مزار رسول پر

سیّدہ اس قدر مبتلاء غم فرقت ہوئیں کہ دن کاٹے نہ کٹتا اور راتیں قیامت کے دن جیسی طویل ہوتی چلی گئیں روزانہ جب رات کا اندھیرا اچھی طرح چھا جاتا تو ابا جان کے مزار پر انوار پر حاضر ہوتیں اور اس قدر روتیں کہ سرکار کی قبر انور سیّدہ کے آنسوؤں سے تر ہو جایا کرتی۔ طبیعت مزید ناساز ہوتی چلی گئی۔ کھانا پینا بالکل ترک کر دینے کی وجہ سے دن بدن کمزوری بڑھتی چلی گئی۔ بخار آنا شروع ہو گیا اور شدتِ بخار سے بیہوشیاں ہونے لگیں۔ اب کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ روضۂ رسول پر حاضری کی سکت جسم میں نہ رہی تو حضرات حسنین کریمین کو بلا کر ارشاد فرمایا۔ اے میرے جگر کے ٹکڑو روزانہ آپ کے نانا جان کے حضور حاضری دیا کرتی تھی اب میرا جسم نہایت نحیف ہو چکا ہے اور حاضر ہونے کی طاقت و ہمت نہیں رکھتا لہٰذا اب تم روزانہ میری طرف سے اپنے نانا جان کے حضور حاضری دیا کرو اور سلام عرض کیا کرو۔ شہزادے حسب الحکم روزانہ حاضری دیتے رہے ایک دن جبکہ بخار کی شدت سے بیہوش ہو گئیں آدھی رات کا وقت تھا کہ شہزادہ عالی وقار حضرت امام حسنؓ نے دیکھا جبکہ ان کی اچانک آنکھ کھلی۔ اماں جان کا بستر خالی ہے اور وہ بستر پر نہیں ہیں گھر میں تلاش کیا نہ پایا تو طبیعت متفکر ہوئی امام حسینؓ کو جگا کر صورتحال سے آگاہ فرمایا دونوں نے مل کر اپنے والد بزرگوار قوت پروردگار حضرت حیدر کرار کو بیدار کیا اور روتے ہوئے عرض کیا کہ آدھی رات کا وقت ہے اماں جان نہ بستر پر ہیں اور گھر پر موجود ہیں۔ حضرت حیدر کرار سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خداؓ نے دونوں شہزادوں کو ساتھ لیا اور بغرض تلاش گھر سے باہر نکلے۔ اچانک دل سے آواز اٹھی کہ سیّدہ آدھی رات کے وقت سوائے روضہ رسول کے اور کہاں جا سکتی ہیں؟ چنانچہ آپ سیدھے تربت رسول اللہ پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سیّدہ نے ابا حضور کی قبر انور کو کلاوے میں لیا ہوا ہے اور ان کے آنسوؤں سے قبر رسول تر ہو چکی ہے اور روتے روتے سیّدہ بے ہوش ہو چکی ہیں۔

سیّدنا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے دونوں شہزادوں کو فرمایا بیٹا اپنی پیاری اماں جان کے قدموں اور تلووں پر اپنے منہ رکھ دو تا کہ تمہارے نازک رخساروں کی ٹھنڈک سے تمہاری اماں جان ہوش میں آ جائیں شہزادوں نے حسب الحکم اپنے رخسار اماں جان کے تلوؤں پر رکھ دیے اور ان کی خنکی سے سیّدہ کو ہوش آیا فرط محبت سے شہزادوں کی طرف بڑھنے لگیں تو پھر زمین پر آ گریں اور رو رو کر ابا جان کی تربت کو مخاطب کر کے عرض کیا۔

ابا جان اب مزید غم فرقت اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں اے میرے ابا حضور اگر جانا ہی تھا تو مجھے ساتھ ہی لے جاتے میں تنہا نہیں رہ سکتی پیارے ابا جان خدارا مجھے اب اپنے پاس ہی بلا لیجئے میرا اب یہاں بالکل بھی جی نہیں لگتا آپ کے بغیر میں کس طرح رہ سکتی ہوں۔ سیّدہ نہایت گریہ وزاری کے ساتھ یہ معروضات کر رہی تھیں کہ حیدر کرار نے فرمایا

سیّدنا حیدر کرار کی التماس

اے بنت رسول دیکھئے یہ ننھے منے شہزادے تشنہ نگاہوں سے کس طرح آپ کی طرف دیکھ کر تصویر حسرت و حیرت بنے ہوئے ہیں۔ خدا کیلئے ان کی معصومیت کو ملاحظہ کرو اور ان کی خوشی میں خوش ہوتے ہوئے یہ غم بھلانے کی کوشش کرو اب آپ کو ان کے لئے جینا ہی ہے۔ اگر یہ صدمہ اس طرح دل پر لگا رہا تو یہ معصوم یتیم ہو جائیں گے۔ یہ قانون خداوندی تھا جو بہر حال پورا ہونا تھا اب اس کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اے راحت جان رسول اس قدر نہ رویا کرو کہ رسول اللہ کے لئے باعث تکلیف ہو اور آپ کی طبیعت بھی مزید خراب ہوتی چلی جائے۔ (روضۃ الشہداء جلد اول ص ۳۰۶ سیّدہ کا لال ص ۷۰)

سیّدہ کا جواب

جنابہ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے ابن عم مصطفیٰ شیر خدا!

آپ مجھے ملامت نہ کریں یہ درد مصائب فرقت ہے خصوصاً ایسے باپ سے جدائی کا غم جو مجھ سے تمام کائنات سے بڑھ کر محبت فرمانیوالے تھے سرتاج من سلامت آپ اپنے فرمان میں حق بجانب ہیں مگر میں کیا کروں؟ خوشیاں مجھ سے روٹھ چکی ہیں اگر میں ارادہ بھی کروں تو خوش نہ رہ سکوں گی۔ شادمانی و خوشحالی مجھ سے کوسوں دور بھاگ چکے ہیں اور اب غم بھلانا بھی چاہوں تو نہیں بھلا سکتی کیونکہ یہ غم بھلانا اب میرے بس میں نہیں ہے اب تو یہ غم ابا حضور کے پاس پہنچ کر ہی ختم ہو گا۔ شہزادوں نے قدم پکڑ لئے اور واپس گھر چلنے کی استدعا کی تو سیّدہ اور سیّدنا حیدر کرار شہزادوں کے ساتھ گھر جلوہ افروز ہو گئے۔ (روضۃ الشہداء اول ص ۳۰۶، سیّدہ کا لال ص ۷۰)

خواب میں ابا جان سے ملاقات

اسی طرح دن بدن سیّدہ کی طبیعت مزید ناساز ہوتی چلی گئی اور روزانہ دربار نبوی میں معروضات کا یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ ایک دن صبح کے وقت سحری میں آپ کی آنکھ لگ گئی اور خواب میں والئی کائنات علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ ابا جان کو دیکھتے ہی سیّدہ قدموں میں گر پڑیں اور دامن تھام لیا اور عرض کیا۔ ابا جان آپ کہاں ہیں۔ مجھے تنہا چھوڑ کر آپ کا دل کہاں لگ گیا ہے۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کو اکیلا چھوڑ کر آپ نے کہاں ڈیرا لگا لیا ہے مجھے بھی بتائیں میں بھی آپ کے پاس ہی رہوں گی اب میں دامن نہیں چھوڑوں گی۔ پروردگار کی قسم! اب میں واپس نہیں جاؤں گی جب تک مجھے اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ نہ فرمائیں گے ابا جان اب آپ مجھے یہیں رکھیے اپنے پاس۔ حضور علیہ السلام کی چشمان معنبرہ سے آنسوؤں کا ایک سیل رواں جاری ہو گیا۔ فرمایا بیٹی اب انتظار ختم ہو چکا ہے میں تمہیں لینے ہی تو آیا ہوں بس اب ساتھ ہی لے جاؤں گا مت رو میری بیٹی میری پیاری دختر آج کے بعد تم وہاں ہی رہو گی جہاں میں رہوں گا ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ آنکھ کھل گئی اور خواب سے بیدار ہو گئیں۔

۲- رمضان المبارک کا دن

چونکہ آج صبح صادق حضور علیہ السلام کی ملاقات کا مژدۂ جانفزا لے کر طلوع ہوئی تھی اور اس ملاقات میں سرکار کی طرف سے آپ کو اپنے پاس بلا لینے کا واضح اشارہ بھی ہو چکا تھا بس اسی خوشی میں آج طبیعت بہت سنبھل گئی اور پہلے سے کافی بہتر ہوگئی سارا دن طبیعت ٹھیک رہی۔ آج اپنے ہاتھوں سے گھر کا سارا کام کاج بھی فرمایا صفائی کی۔ کپڑے دھوئے۔ شہزادوں کو خود غسل کروا کر اجلے کپڑے پہنا دیے حضرت سیّدہ زینب کو خوب پیار کیا اور نہلا دھلا کر کپڑے پہنا دیئے۔ کھانا تیار کر لیا اور سارے کام کاج سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہوگئیں اتنے میں حضرت شیر خدا تشریف لے آئے۔

حضرت شیر خدا کا سیّدہ سے استفسار

سیّدنا حیدر کرار نے گھر کا یہ نقشہ اور حالات یکسر تبدیل شدہ ملاحظہ فرمائے تو متعجب ہو کر فرمایا۔ اے بنت رسول و مخدومۂ کائنات۔ اے معصومہ آخر الزماں۔ اے بلقیس حجرۂ تقدیس و جلال اور آئینہ عالم تکمیل و کمال۔ اے زہرائے مرضیہ اور انسانی حورٗ اے دو مظلوموں کی ماں اور ایک معصوم کی بیٹی۔ اے کم جہیز والی عروسہ اور خاتون حجلۂ اعزاز۔ اے سیارہ راہ قبول اور ستارہ جلوہ گاہ رسول اے بضعۂ احمد و بضاعت محمد علیہ السلام۔ اے میری زوجہ محترمہ اور مونسۂ مکرمہ۔ جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر ملال ہوا اس عرصہ میں میں نے آپ کو ایک بار بھی دو کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا صرف ایک ہی کام اور بس وہ فرقت ہجر و فراق رسول میں گریہ کناں ہونا مگر آج یہ سب گھر کا کام کاج کیسا اس میں کیا حکمت ہے کہ تمام بیت الشرف کی صفائی ہو چکی ہے۔ شہزادوں کو دولہا اور شہزادی کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا ہے۔ کھانا وغیرہ خود اپنے ہاتھوں سے تیار کیا جا چکا ہے کیا آج فوری طور پر اچانک آپ کو مکمل صحت یابی ہو چکی ہے؟ آپ کی طبیعت اب بالکل ٹھیک ہے؟

سیّدہ کا جواب

جنابہ سیّدہ سلام اللہ علیہا نے یہ بات سنی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے ہوئے فرمایا۔ اے تاجدار سورہ ھل اتی اور شہسوار عرصہ لافتیٰ۔ اے خطیب منبر سَلُوْنی اور وارث مرتبہ ہارونی۔ اے طراز حلۂ صفا اور راز دار مصطفیٰ۔ اے شیر بیشۂ شریعت و کشتیٔ دریائے حقیقت۔ اے شگوفہ باغ ابو طالب اور اسد اللہ الغالب کا لقب پانیوالے۔ ''ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ'' یہ میرے اور آپ کے درمیان افتراق کی صورت ہے زمانہ وصال گزر چکا ہے اور اب فراق کی گھڑیاں آ گئی ہیں ملاپ کا دن ختم ہوا اور جدائی کی رات آ پہنچی جبھی تو آج سارا کام خود کیا ہے اور آپ کا اندازہ بالکل صحیح اور درست ہے میں عنقریب روبصحت ہونے والی ہوں۔ جی ہاں آج بے شک میں تمام مصائب و تکالیف سے آرام و راحت پاؤں گی اور خوشی خوشی اپنا گوہر مقصود حاصل کروں گی وہی گوہر مقصود جس کے حصول کے لئے میں شب و روز روتی اور تڑپتی تھی وہ آج مجھے حاصل ہو رہا ہے اسی گفتگو کے دوران شہزادوں کو حکم فرمایا۔ اے میرے جگر کے پارو اور دل کے ٹکڑو جاؤ آج خصوصاً لازمی نانا جان کے مزار پرانوار کی حاضری دو اور نانا جان سے میرا سلام بھی عرض کر دینا۔

شہزادگان سیّدہ روضۂ رسول پر

دونوں شہزادے اماں جان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً روضۂ رسول پر حاضر ہو گئے امی جان کی طرف سے سلام عرض کیا اور بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں معروضات شروع کیں۔ عرض کیا نانا جان روزانہ حاضری دینے والی آپ کی شہزادی پاک نے آج ہمارے ہاتھ آپ کو سلام بھیجا ہے۔ ہم ان کا سلام پہنچانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ آپ اپنے ربّ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہماری اماں جان کو صحت کاملہ سے نوازے اور ان کا سایۂ شفقت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ حضور آپ تو جانتے ہی ہیں کہ ہمیں اپنی اماں کتنی پیاری ہیں ہم اسی پیار و محبت

کے وسیلہ سے امی جان کی صحت کے لئے آپ ﷺ کے روضہ اطہر پر اللہ تعالیٰ سے دعا گو
ہیں۔ نانا جان آپ بھی روضۂ اطہر میں ہماری اماں جان کے لئے دعا فرمائیں۔

فاطمہ کے یتیم آ گئے

ابھی شہزادے یہ معروضات پیش کر ہی رہے تھے کہ کیا ملاحظہ فرماتے ہیں؟
عجیب وغریب نظارہ نظر آیا حضرت آدم علیہ اسلام سے تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام
انبیاء ورسل علیہم السلام گنبد خضریٰ کے سائے تلے موجود ہیں ہمیں ملاحظہ فرما کر
حضرت سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''وہ دیکھو فاطمہ کے یتیم آ رہے ہیں''

شہزادوں نے تعجب کیا کہ ہم یتیم تو نہیں ہیں ابراہیم علیہ السلام ہمیں یتیم کیوں
کہہ رہے ہیں تو نانا جان نے ہمیں پریشان دیکھ کر فرمایا بیٹا۔جلدی کرو اور اپنی اماں
کے پاس حاضر ہو جاؤ اور جی بھر کر امی سے پیار کرلو۔خوب دل کھول کر باتیں کرلو اور
اماں سے دعائیں لے لو آج کے بعد یہ اماں پھر کبھی تمہیں نہ مل سکے گی۔آج وہ تم سے
جدا ہو جائیں گی کیونکہ ہم انہیں اپنے پاس بلا رہے ہیں۔یہ تمام انبیاء ورسل اور ہم خود
بھی آج تمہاری اماں جان کو لینے آ رہے ہیں۔بیٹا کچھ عرصہ کے بعد تم یتیم ہو جاؤ گے
اور بے ماں کے رہ جاؤ گے۔شہزادے فوراً سلام عرض کرتے ہیں اور گھر کی طرف چل
دیتے ہیں۔جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہیں اور گرتے پڑتے لڑکھڑاتے ہوئے دوڑ رہے
ہیں تاکہ جتنی جلدی ہو سکے اپنی اماں جان کے حضور حاضر ہو جائیں۔

سیّدہ کی حضرت علی کو وصیتیں

ادھر بچوں کو روضۂ رسول پر بھیجنے کے بعد سیّدہ خاتون جنت اپنے شوہر نامدار
حضرت حیدر کرار کی خدمت میں عرض کرتی ہیں کہ اے سرتاج من سلامت آپ کی
معیتِ نفیس زندگی کا جو عرصہ گزرا بہت ہی اچھا گزرا میں اپنے ربّ کی شکر گزار ہوں کہ
مجھے ایسا شوہر عطا فرمایا جو کائنات کا مولیٰ ہے۔آپ نے پوری زندگی میں میرا ساتھ

بڑی محبت سے نبھایا جس پر میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔اگر زندگی میں مجھ سے
کبھی کوئی بات ایسی ہوگئی ہو جسے آپ نے محسوس فرمایا ہو تو آج بنت رسول آپ سے
درگزر کی خواہاں ہے۔اور دیکھنا میرے بعد مجھے بھول مت جانا میری قبر پر تشریف
لاتے رہنا تاکہ مجھے آپ کی آمد سے سکون میسر ہوتا رہے۔میرے بعد حسنین کو کبھی نہ
رلانا اور انہیں خوش رکھنا اگر کبھی بچے ہونے کی وجہ سے کوئی ضد کر بیٹھیں تو انہیں مت
جھڑکنا اور انہیں یہ احساس نہ ہونے دینا کہ وہ بے ماں کے ہیں ان کے ساتھ ماں کا
پیار بھی کرنا اور باپ کی شفقت بھی رکھنا اور ان سے اس طرح محبت فرمانا کہ وہ ماں کی
محبت کو نہ ترسیں تاکہ ان کی طرف سے مجھے قبر میں راحت رہے یہ میرے جگر کے
ٹکڑے مجھے بہت پیارے ہیں۔میں نے آخری مرتبہ انہیں خود اپنے ہاتھوں سے غسل
کروا دیا ہے نامعلوم بعد میں انہیں کوئی نہلائے یا نہ۔میں نے خود آخری مرتبہ ان کو
لباس پہنا دیا ہے کیا پتہ انہیں کوئی کپڑے پہنائے یا نہ انہیں آج اپنے ہاتھوں سے کھانا
پکا کر کھلا دیا ہے نامعلوم میرے بعد کیسے حالات ہوں کوئی انہیں کھانا کھلانے والا ہو یا
نہ کیونکہ یہ سب ماں کے فرائض میں شامل ہوتا ہے اور ان معصوموں کی ماں آج
رخصت ہو جائے گی۔یہ بچے چھوٹے ہیں ابھی انہیں کچھ معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا
ہونے والا ہے انہیں اس وقت ماں یاد آئے گی جب یہ دولہا بنیں گے اس وقت اماں
اماں پکاریں گے جب شادی کے جوڑے پہنیں گے۔جب انہیں دولہا بنا کر شادی کے
جوڑے پہنا کر رخصت ہوتے ہوئے دعائیں دینے والی ماں نظر نہ آئے گی تو ان کو
کون دعائیں دے کر رخصت کرے گا؟ اور میری پیاری شہزادی زینب جب اپنی ماں
کے گھر رخصت ہوگی تو اسے کون الوداعی نصائح و وصائع کرے گا؟ بیٹیاں تو نہایت نرم
دل ہوا کرتی ہیں اور ان کو رخصت کرتے وقت سسرال کے متعلق تمام تر ہدایات مائیں
ہی دیا کرتی ہیں۔آہ اس وقت میری بیٹی کو سر پر ہاتھ رکھ کر رخصت کرنے والا کوئی نہ ہو
گا۔اے میرے سرتاج یہ سب امور آپ نے سرانجام دینے ہوں گے اور میری بیٹی کو

ماں کی طرح رخصت بھی آپ ہی نے فرمانا ہوگا۔ الوداع اے میرے سرتاج الوادع مجھے اجازت دیجئے میں اب آپ سے رخصت چاہتی ہوں بس آج اور صرف اس وقت یہ میری اور آپ کی زندگی میں آخری ملاقات ہے۔ حضرت حیدر کرارؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا اے بنت رسول یہ سب کچھ آپ کیا کہہ رہی ہیں یہ تو اس طرح کی باتیں ہیں کہ جیسے آپ ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے کوچ فرما رہی ہوں۔ عرض کیا جی ہاں آج دنیا سے رخصت ہو جاؤں گی کیونکہ آج صبح خواب میں میرے ابا حضور نے مجھے فرمادیا ہے کہ بیٹی آج ہی ہم آپ کو لینے آرہے ہیں اور آج کی رات ہم اور آپ اکٹھے ایک مقام پر قیام فرمائیں گے۔ جدائی ختم ہو جائے گی اسی لئے تو میں نے یہ سب معروضات آپ سے کی ہیں۔ جناب شیر خدا نے نہایت گلوگیر ہوتے ہوئے فرمایا اے راحت جانِ مصطفیٰؐ میں نے آپ کی تمام وصیتوں کو قبول کیا اور ان پر قائم رہنے کا عزم صمیم کرتا ہوں اے لخت جگر رسول وزہرا بتول یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو بھول جاؤں جبکہ میرا دل کبھی آپ سے رنجیدہ نہ ہوا اور آپ نے بطور زوجہ میری زندگی میں ہر طرح مجھے خوش وخرم رکھا۔ خدا ایسی ازواج میرے اور آپ کے نبی محترم کے تمام امتیوں کو عطا فرمائے۔ آپ نے کبھی میرے حق خدمت میں کمی نہ کی اور کبھی میری رضا کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا اور کبھی میری مرضی کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھا میں آج بھی اور قیامت کے میدان میں بھی یہی گواہی دوں گا۔ آہ مجھ سے بنت رسول جدا ہو رہی ہیں؟ میرا گھر سونا ہو جائے گا رونق خانہ تشریف لیجا رہی ہیں۔ اے میری زوجہ محترمہ آپ بھی میری چند معروضات کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

اے ملکہ فردوس بریں اگر آپ کے حق میں مجھ سے کوئی رنج واقع ہوا ہو تو اسے درگزر فرمادینا اب جبکہ آپ اپنے ابا جان کے حضور حاضر ہو رہی ہیں تو اس بارگاہ بے کس پناہ میں مجھ فراق رسیدہ کا سلام عرض کر دینا اور دیکھنا اپنے ابا جان کے حضور میری کوئی شکایت نہ فرمادینا بلکہ میری طرف سے عرض کرنا کہ علی آپ کے دیدار کے

لئے بیقرار ہیں۔

حضرت خاتون جنت نے فرمایا میری ایک اور خواہش یاد رکھیے گا میرا وصال ہو جائے تو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر مجھے خود دفن فرمائیے گا۔ غریب اور یتیم کو دیکھیں تو میری یتیمی اور غربت کو یاد کر لیجئے گا میری موت کے بعد آہ وفغان نہ ہونے پائے۔

آپ وصیت فرما رہی تھیں کہ ایک دم بولیں۔

"ابا جان تشریف لے آئے ہیں آسمان سے نورانی مخلوق آرہی ہے حوریں آرہی ہیں" (جامع المعجزات ص۲۴۹) ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ دونوں شہزادے دوڑتے ہوئے اماں جان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

شہزادے اپنی اماں کے حضور میں

شہزادے آتے ہی اپنی اماں جان کے قدموں سے لگ گئے اور زار و قطار رونے لگے اور عرض کرنے لگے اماں جان کیا آج آپ ہمیں چھوڑ کر چلی جائیں گی اے مادر مہربان آپ کے بعد ہم کیسے زندگی گزاریں گے۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا؟ شہزادے رو رہے تھے اور ایسی باتیں کر رہے تھے کہ شیر خدا نے فرمایا بیٹا یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ شہزادوں نے گنبد خضریٰ پر پیش آنیوالا سارا واقعہ عرض کر دیا۔ اماں جان نے دونوں بیٹوں اور یتیم ہونیوالی شہزادی کو گلاوے میں لے لیا اور کانپتے ہوئے دل سے کے ساتھ دونوں شہزادوں اور پیاری شہزادی کو پیار کرنے لگیں خوب جی بھر کر پیار کیا ایک کہرام مچ گیا آہ وفغان کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور شہزادے لرزتی ہوئی زبانوں سے عرض کرنے لگے۔ اے اماں جان ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے ورنہ آپ بھی نہیں جائیں گی۔ آپ کے بغیر ہم کیسے رہیں گے ہمیں آپ کی طرح رسولِ علیہا پیار فرمائے گا۔ اگر ہم روئیں گے تو ہمیں کون چپ کروائے گا۔ ہم روٹھیں گے تو کون منائے گا۔ ضد کریں گے تو کون پوری کرے گا۔ ہمیں کھانا پکا کر کون کھلائے گا اور کون قرآن کی تلاوتوں کے ساتھ ہمارا دل لبھائے گا۔ شہزادے بھی زار وقطار گریہ فرما

رہے تھے اور سیّدہ بھی۔ آہ آج کون ان سادات کے سرداروں کی سسکیوں کا حل تلاش کرے اور کس طرح دلاسہ دیا جائے۔ بالآخر سیّدنا حیدر کرار نے شہزادوں اور بنت رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیا تو حضور کا نام نامی سنتے ہی سادات کرام کو کچھ چین وراحت میسر ہوا اور وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔

سیّدہ نے آخری غسل خود فرمایا

سیدۃ النساء العٰلمین وہ باحیا خاتون ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو غاسل سے بھی چھپا کر رکھا تھا انہوں نے موت سے پہلے خود ہی غسل فرمالیا تھا۔

(جامع المعجزات ص ۲۵۰ رید بک سٹال لاہور)

حضرت اسماء کو بلانا

موت سے پہلے انہوں نے حضرات حسنین کریمین کو مسجد میں بھیج دیا پھر بوڑھی خادمہ (حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ گھر میں کسی کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ میں صلوٰۃ و مناجات میں مصروف ہونے والی ہوں اور اے اسماء مجھے اسی طرح باپردہ جیسا کہ (حضرت اسماء نے کھجور کی شاخوں سے باپردہ میت اٹھانیوالی چارپائی بنا کے دکھائی تھی) دکھایا گیا تھا لیجایا جائے میری میت کی بے پردگی نہ ہونے پائے۔ غسل تو پہلے کیا تھا کفن اوڑھ کر حضور علیہ السلام کے پسماندہ عطر لگائے اپنا چہرہ مبارک چادر سے ڈھانپ لیا اور ایمان کی تجدید فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ فاطمہ کی روح قبض کر لی جائے۔

علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ

لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهَا مَلَكُ الْمَوتِ لَمْ ترضٰی بِقَبْضِهَا فَقَبَضَ اللّٰهُ رُوحَهَا

(تفسیر روح البیان)

جب ملک الموت نے نازل ہو کر قبض روح کا ارادہ کیا تو سیّدہ اس پر راضی نہ ہوئیں پس اللہ نے خود قبض فرمایا دوپہر کے وقت حسنین کریمین جب مسجد سے گھر

آئے تو انہوں نے گمان کیا کہ اماں سو رہی ہیں حسن نے بھائی حسین سے کہا کہ اماں کو جگاؤ کیونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔ دونوں نے ماں کو پکارا۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ میت کو نہ بلاؤ۔ انہوں نے ماں کے چہرے سے چادر ہٹائی چہرے سے نور پھوٹ نکلا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سو رہی ہیں حسنین رونے لگے بوڑھی خادمہ بھی رونے لگیں۔ آہ بنت رسول ہمیں چھوڑ گئیں۔ اہل محلہ نے بھی جمع ہو کر رونا شروع کر دیا۔ ہائے اب احادیث نبویہ کون سنایا کرے گا اور عورتوں کو ایسی کاملہ معلمہ کہاں سے میسر ہو گی؟

حضرت علی نے رونے کی آوازیں سنیں تو مسجد سے دوڑے ہوئے آئے کیا دیکھتے ہیں کہ خاتون جنت وصال پا چکی ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

حضرت علی نے دوبارہ آپ کو غسل دیا یہ بات صرف حضرت علی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ حضور نے فرمایا تھا۔ ”علی فاطمہ دنیا و آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں“

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی نے فاطمہ زہرا کو غسل دیا اور رات کے وقت آپ کا جنازہ قبر رسول تک لے گئے اور کہا۔ ”یا رسول اللہ آپ کی نور نظر فاطمہ آئی ہیں۔“

قبر رسول سے آواز آئی

”لاؤ میری بیٹی! میری قرۃ العین“

رسول کریم کے بازو قبر سے ظاہر ہوئے اور بیٹی کو آغوش رحمت میں لے لیا۔

روایات کا یہاں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(جامع المعجزات ص ۲۵۱)

شیعہ کتب میں بھی یہ موجود ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فاطمہ بنت رسول علیہا السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات فرمائیں ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ نے جنازہ کی امامت فرمائی (سفینۂ نوح)

مندرجہ ذیل کتب سے مندرجہ بالا مضامین اخذ کئے گئے ہیں۔

روضہ الشہداء، مدارج النبوت، الشرف الموبد، معارج النبوت، شرف النبی، انوار محمدیہ، نیا بیع المودّہ، کوکب درّی، بحار الانوار، مجمع الفضائل، خاتون جنت، البتول، سیرت زہرا، جامع المعجزات، سفینۂ نوح، وغیرہ وغیرہ

بابِ ثانی

مخدومۂ کونین کے شوہر

حضرت مولائے کائنات

کرم اللہ وجہہ

نام نسب اور خاندان

نام نامی اسم گرامی:

حضرت علی کنیت ابو الحسن، ابو تراب لقب حیدر (شیر) والد کا نام حضرت ابوطالب اور والدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد تھا۔

پورا سلسلہ نسب یوں ہے

علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی چونکہ حضرت ابو طالب کی شادی اپنے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی اس لئے حضرت علی نجیب الطرفین ہاشمی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ (سیر الصحابہ جلد اول ص ۲۴۳)

حضرت ابو طالب عمران

حضرت علی المرتضیٰ کے والد ماجد حضرت ابو طالب مکہ کے نہایت ذی اثر بزرگ تھے نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے ان ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی تھی اور بعثت کے بعد ان ہی کی زیر حمایت مکہ کے کفرستان میں دعوت حق کا اعلان کیا تھا حضرت ابو

طالب ہر موقع پر آپ کے لئے سینہ سپر رہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے پنجہ ظلم وستم سے محفوظ رکھا مشرکین قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی اور وحمایت کے باعث حضرت ابو طالب اور ان کے خاندان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں ایک گھاٹی میں اس کو محصور کر دیا کاروبار اور لین دین بند کر دیا۔ شادی بیاہ کے تعلقات منقطع کر دیئے اور کھانا پینا تک بند کر دیا غرض ہر طرح پریشان کیا مگر اس نیک طینت بزرگ نے آخری لمحہ حیات تک اپنے عزیز بھتیجے کے سر سے دست شفقت نہ اٹھایا۔ (سیر الصحابہ ۲۴۴)

سیرت ابن ہشام میں حضرت عباسؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ نزع کی حالت میں کلمۂ توحید ان کی زبان پر تھا بہر حال حضرت ابو طالب نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح پرورش کی اور کفار کے مقابلہ میں آپ کی نصرت حمایت جس عزم و استقلال سے کی اس کے لحاظ سے تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ شکر گزاری اور احسان مندی کے ساتھ لیا جائے گا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد

حضرت علی کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے بھی حضرت آمنہ کے اس یتیم معصوم کی ماں کی طرح شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کی مستند روایات کے مطابق حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے وہ ایمان لائیں اور ہجرت کر کے مدینہ گئیں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفن میں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور ان کی قبر میں لیٹ کر اس کو متبرک فرمایا لوگوں نے اس عنایت کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اپنے چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ اسی نیک سیرت خاتون کا ممنون احسان ہوں۔ (ترجمہ اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۱۷ سیر الصحابہ جلد اول ص ۲۴۴)

فصل اوّل

ولادت باسعادت

امام الانبیاء علیہ السلام وامام الاولیاء علیہ السلام کی خلقت ایک ہے

الصواعق المحرقہ:

ہماری (اہل سنت و جماعت کی) وہ کتاب کہ جس میں تشیع و روافض کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا گیا ہے اور آج تک اس کتاب اور اس کے مصنف کے متعلق کسی نے قدح و جرح یا طعن کی زبان نہیں کھولی بلکہ ایک سنی گر کتاب قرار دیا گیا ہے اس میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰى وَ اَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان) تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸

برقِ سوزاں:

حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ مختلف شجروں سے ہیں اور میں اور علی ایک ہی شجرے سے ہیں۔

(برقِ سوزاں ص ۴۲۰) (المستدرک للحاکم جلد ثانی ص ۲۴۱، کنز الحقائق علی حاشیہ الجامع الصغیر جلد اول ص ۸۰)

شجرہ:

شجرہ دو اقسام کا ہوتا ہے

(۱) وہ شجرہ جو پیران عظام اپنے مریدین کو پڑھنے کے لئے دیتے ہیں جس میں ان کے مرشد کامل سے لے کر آقائے دو عالم علیہ السلام تک تمام مشائخ کا شجرہ موجود ہوتا ہے۔

(۲) وہ شجرہ وہ جو حسبی نسبی ہوتا ہے جس میں اپنے باپ سے لے کر تا حد واقفیت

آباء واجداد کا شجرہ مذکور ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور حضرت علی کا شجرہ مبارک ایک فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ

(۱) ظاہری طور پر علی کے تمام آباؤ اجداد ہی ہیں جو میرے ہیں۔

(۲) باطنی طور پر علی کی اور میری تخلیق ایک ہی ہے جہاں تک میرا نوری شجرہ پہنچتا ہے وہاں تک علی کا پہنچتا ہے اور ارشاد خداوندی ہے کہ

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ آپ کو ساجدین میں تقلب فرمایا۔

(پ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹)

تو جہاں جہاں نور نبی سیر فرماتا رہا وہاں وہاں نور علی بھی سیر فرماتا رہا کیونکہ شجرہ ایک ہی ہے

تذکرۃ الواعظین:

(۳)

عَنْ اَبِي العَاصِ اِنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ ابنِ اَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْمِ يَا عَلِيُّ اَنَا وَاَنْتَ نُقِلْنَا مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرَاتِ اِلَى الْاَرْحَامِ الزَّاكِيَاتِ وَمَا مَسَّنَا عَهْدَ الْجَاهِلِيَّةِ (تذکرۃ الواعظین باب 45 ص ۱۶۹)

حضرت ابو العاص روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی میں اور تم اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبات میں منتقل کئے گئے اور ہمیں زمانہ جاہلیت نے نہ چھوا۔

الریاض النضرۃ:

(۴)

كُنْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ جُزْئَيْنِ فَجُزْءٌ اَنَا وَ جُزْءٌ عَلِيٌّ

(الریاض النضرۃ جلد ثانی ص ۱۳۰)

میں اور علی آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کے دو حصے کئے پس ایک حصہ میں ہوں اور ایک حصہ علی

ذخائر العقبیٰ:

(۵)

عَنْ اَنَسِ بنِ مالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِعَلِيِّ ابنِ اَبِي طَالِبٍ هٰذَا اَخِي وابنُ اُمِّي وَخَتَنِي هٰذَا لَحْمِي وَدَمِي وَشعرى

(ذخائر العقبیٰ ص ۹۲)

شرف النبی:

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے چچا کے لڑکے ہیں یہ میرے داماد ہیں۔ یہ میرا خون ہیں یہ میرا گوشت ہیں الخ (شرف النبی ص ۲۷۵)

نوٹ: شرف النبی کتاب کے مصنف علامہ امام ابو سعید عبدالملک بن عثمان نیشا پوریؒ ہیں جن کا وصال ۴۰۷ھ میں (یعنی ۱۰۰۷ سال قبل) ہو چکا ہے اس لحاظ سے یہ کتاب دس صدیاں پرانی کتاب ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان صحیح عقائد کے لوگ دس صدیاں پہلے بھی موجود تھے منکرین و ملحدین بعد میں پیدا ہوئے ہیں۔

احادیث مذکورہ مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ خلقت مصطفیٰ و مرتضیٰ آباؤ اجداد مصطفیٰ و مرتضیٰ خصائل و محامد مصطفیٰ و مرتضیٰ ایک ہیں مگر حضور امام الانبیاء ہیں اور حضرت علی امام الاولیاء ہیں۔ تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں

حب نبی ہے مہر علی مہر علی ہے حب نبی
لحمک لحمی جسمک جسمی کچھ فرق نہیں مابین پیا

الصواعق المحرقہ:

اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۱ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

برقِ سوزاں:

کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہ مقام حاصل ہو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں (برقِ سوزاں ص ۱۶۵، ۱۷۷)

یہ حدیث پاک ہمارے مذکورہ دعویٰ پر موید ہے کہ حضرت علی کو نبوت کے علاوہ حضور علیہ السلام سے وہ مقام حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔

ہارون و موسیٰ علیہما السلام کا شجرہ، فضائل محامد آباؤ اجداد ایک تھے اسی طرح جناب نبی اکرم وحضرت علی کا شجرہ آباؤ اجداد فضائل ومحامد تو ایک تھے مگر علی مقام نبوت پر فائز نہیں ہیں اور حضور علیہ السلام خاتم الانبیاء و امام الانبیاء ہیں۔ یہی عقیدہ قدیم اہلسنت کا ہے نہ کہ روافض وشیعہ کا جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا۔

نوٹ: اس سے یہ ہرگز مراد نہیں لیا جا سکتا کہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضرات شیخین سے حضرت علی پاک تفضیل رکھتے ہیں کیونکہ اس سے خود حضرت علی نے سختی سے منع فرمادیا ہے۔

جو شیخین پر حضرت علی کو فضیلت دے

شرف النبی:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا

لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اَلَا وَ مَنْ فَضَّلَنِیْ عَلَیْهِمَا فَقَدِ افْتَرٰی وَاللّٰهِ لَاَجْلِدَنَّهٗ

مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت نہ دو جو شخص مجھے ان دونوں پر فضیلت دے گا وہ جھوٹا ہوگا اگر مجھے اختیار ہوتا تو اسے جھوٹے کی حد لگاتا۔

(شرف النبی ص ۲۷۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک اور مقام پر فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ ایک

ایسا طبقہ ابھرے گا جو رافضیوں کے نام سے شہرت پائے گا وہ میرے دوست ہونے کے جھوٹے دعویدار بنیں گے حالانکہ وہ میرے دوست نہیں ہوں گے وہ صرف میرا نام استعمال کریں گے انکی بڑی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے وہ مشرک ہیں ان سے جہاں تک ہو سکے جنگ و قتال کریں۔ (شرف النبی ص ۲۷۸)

مولود کعبہ:

یہ نور پاک اصلاب طاہرہ سے الحام طیبہ میں منتقل ہوتا ہوا حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کے شکم اطہر میں پہنچا۔

عام الفیل کو تیس سال گزر چکے ہیں۔ تیرا رجب المرجب ہے۔ جمعہ عید المومنین کا دن ہے۔ بیت اللہ شریف کا دامن ہے۔ اس میں ہاشمیہ سیّدہ فاطمہ بنت اسد جلوہ افروز ہیں کہ انکی گود میں شیر خدا کا ظہور ہوا۔

سیّدہ فاطمہ بنت اسدؓ طواف کعبہ فرما رہی تھیں کہ جب چوتھا چکر آیا تو آپ کو آثار ولادت شروع ہوگئے سوچا اب کیا کروں۔ اچانک دیوار کعبہ شق ہوئی آواز آئی اندر آجاؤ۔ اندر چلی گئیں تین دن کے بعد جب باہر تشریف لائیں تو شیر خدا گود میں جلوہ افروز تھے۔ (اوراقِ غم علامہ ابوالحسنات قادری) (نور الابصار۔ نزہت المجالس)

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

عظمت کعبۃ اللہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

(پ ۴ آل عمران آیت ۹۶)

بے شک پہلا عبادت خانہ جو بنایا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا

برکت والا ہدایت کا سرچشمہ ہے سب جہانوں کے لئے

وَ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر۔ (پ۱ البقرہ آیت ۱۲۵)

طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجود کرنیوالوں کے لئے

وہ کعبۃ اللہ — جس میں ایک نماز پڑھی جائے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے

وہ کعبۃ اللہ — جس میں ایک قرآن ختم کیا جائے تو لاکھ ختم کا ثواب ملتا ہے

وہ کعبۃ اللہ — جس کا معمار خلیل اللہ اور مزدور ذبیح اللہ ہے

وہ کعبۃ اللہ — جو ہدایت کا سرچشمہ اور پہلا عبادت خانہ ہے

وہ کعبۃ اللہ — جو پاک تھا پاک ہے اور پاک رہے گا

وہ کعبۃ اللہ — جسے پہلی نظر دیکھنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے

کَوَلَدَتْہُ اُمُّہٗ جس طرح اس کی ماں نے ابھی جنا ہو لیکن اس میں پیدا ہونے سے علی کو اعجاز وشرف نہیں ملا بلکہ علی کے پیدا ہونے سے کعبہ کو شرف وعزت ملی ہے کیونکہ کعبہ بیت ہے اوور علی اہل بیت ہے۔ گھر میں گھر والا آئے تو گھر کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے کعبہ صرف بیت اللہ ہے اور علی کو بے شمار نسبتیں حاصل ہیں ذات باری تعالیٰ سے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی انوار اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی اخیار اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ابرار اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی اسرار اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی آثار اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی حجۃ اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ہدایت اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی عنایت اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی صبغت اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ولایت اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی آیت اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی مرضات اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی کرم اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی اِذن اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی وجہ اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی لسان اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی اسد اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ید اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ذکر اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی مع اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی من اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی باللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی امر اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی ولی اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی نصر اللہ ہے

کعبہ بیت اللہ ہے — علی اہل اللہ ہے

لہٰذا کعبہ صرف ایک نسبت رکھتا ہے مگر علی بے شمار نسبتیں رکھتا ہے کعبہ کو اعزاز ملا

کہ علی اس میں پیدا ہوئے۔

عظمت مومن:

نبی اکرم نے کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے مخاطب فرمایا اور کہا
اے کعبۃ اللہ اس کی قسم کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے۔

لَحُرْمَةُ الْمُؤمِنِ اَعْظَمُ عِندَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِّنْكَ (ابن ماجہ شریف)

مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بہت زیادہ ہے
اگر ایک مومن کی یہ شان ہے تو علی تو امیر المومنین ہے امام المتقین ہے سیّد
الاولیاء ہے اس کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی — اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نور میں — میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن — جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی
کعبہ کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے — حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس — ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

مولود کعبہ اور کعبہ کی طہارت:

فتح مکہ کے بعد جب کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا مرحلہ آیا تو نبی اکرم نے
حضرت علی کو یاد فرمایا کیونکہ
کعبہ بیت علی اہل بیت تو بیت کی صفائی بھی اہل بیت ہی کیا کرتے ہیں۔
نبی نے علی کو کندھوں پر چڑھانے کے لئے فرمایا علی آؤ میرے کندھوں پر سوار
ہو جاؤ اور یہ بت توڑ دو۔ آقا یہ دوسرے نیچے نیچے والے کس نے توڑے ہیں۔ فرمایا
ہم نے توڑے ہیں۔ آقا اوپر والے کیوں نہیں توڑے۔ فرمایا ہمارا ہاتھ نہیں وہاں
پہنچتا۔ عرض کیا آقا آپ کی بھی سمجھ نہیں آئی کبھی تو آپ کا قدم عرش بریں پر پہنچ جاتا
ہے اور کبھی ان بتوں تک نہیں پہنچتا۔

فرمایا میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ علی سوار ہو گئے اور اوپر والے بتوں کو توڑ
کر اپنا گھر صاف کیا۔ فرمایا علی کتنے بلند ہو گئے ہو۔ عرض کی آقا اگر حکم ہو تو عرش کا
پایا پکڑ کر نیچے لے آؤں۔ علی نیچے اترے تو مسکرائے۔ فرمایا کیوں مسکراتے ہو؟ عرض
کیا اتنی بلندی سے اترا کوئی چوٹ کوئی موچ نہیں آئی اس لئے مسکراتا ہوں۔ فرمایا
چوٹ یا موچ کیسے آتی۔ چڑھانیوالے مصطفیٰ تھے اور اتارنے والے جبریل۔
(مدارج النبوت جلد دوم ص ۳۸۵)

علی۔ بلند

علی کا معنیٰ ہے بلند۔ اور دیکھئے علی کتنا بلند ہے آج مصطفیٰ کے کندھوں پر سوار ہو کر
علی کتنا بلند ہو گیا۔ اس کا اندازہ یوں لگایئے کہ شب معراج مصطفیٰ علیہ السلام کتنے بلند
ہوئے۔ اتنے بلند ہوئے کہ

رہ گئے جبرئیل امیں راہ میں
عرش اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی

سدرہ کے مکین کو نیچے چھوڑ کر چودہ طبق کا رسول آج اتنا بلند ہے کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی
کی سیج اس کے قدموں کے نیچے ہے اور آج اس سیج پر قدم سجانے والے محبوب کے
کندھوں پر علی سوار ہوئے تو اندازہ کیجئے علی کتنے بلند ہوئے ہوں گے کیا شان ہے علی
کے بلند ہونے کی

کعبہ کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی

علی آغوش رسول میں:

ولادت کے بعد اب تک کہ جب تک حضور تشریف نہیں لائے علی پاک نے
آنکھیں نہیں کھولیں والدہ پریشان ہیں کہ میرا بیٹا آنکھیں کیوں نہیں کھولتا مگر یہ راز اس
وقت کھلا کہ جب نبی کریم نے آغوش کو پھیلایا اور علی پاک نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔

ادھر دیدار کا ارماں ادھر آغوش کی حسرت
علی نے کھول دیں آنکھیں نبی نے گود پھیلائی

جوان ہونے کے بعد ایک دن حضور نے فرمایا علی تم نے ولادت کے بعد آنکھیں کیوں نہ کھولیں تھیں؟ عرض کیا حضور اس لئے کہ میری خواہش تھی بکہ ''میری پہلی نگاہ چہرہ مصطفیٰ پر پڑے'' (خاک کربلا ص ۱۴۱ ایڈیشن اول)

نبی کریم نے اپنے ید اللہ والے گورے گورے ہاتھوں سے غسل دیا اور اعلان فرمایا۔ اے دنیا والو آج پہلا غسل علی کو میں نے دیا ہے اور کل آخری غسل مجھے علی دے گا۔ (افضل الفوائد مترجم حصہ اول ص ۴ از امیر خسرو)

چنانچہ اسی فرمان کے مطابق حضور علیہ السلام کو آخری غسل حضرت علی نے دیا۔ اب یہاں پر ان لوگوں سے عرض کرتا ہوں جو صحابہ کرام کو مطعون کرتے ہیں کہ وہ غسل وکفن میں شامل نہ تھے کہ جب حکم ہی حضرت علی کو تھا اور یہی مشیت ایزدی کو منظور تھا تو پھر رسول اللہ کے ارشاد کی مخالفت کون کرتا۔ چنانچہ نہ تو حضرت علی نے اس حکم کی مخالفت کی اور نہ صحابہ کرام نے فرمان رسول کے مطابق حضرت علی نے ہی غسل دیا اور کفن دفن کا اہتمام فرمایا۔

آغوش رحمت میں لینے اور غسل دینے کے بعد سرکار نے گھٹی میں اپنا لعاب دہن شریف حضرت علی کے دہن شریف میں ڈال دیا اور علی پاک اس مبارک لعاب دہن کے مزے لوٹنے لگے کہ جس کی شان یہ ہے

جس سے کھاری کنویں شیرہ جاں بنیں
اس ذلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

سرکار نے حضرت علی کو بچپن ہی میں حضرت ابو طالب سے لے لیا اور خود آپ کی تربیت فرمائی آپ کا بچپن جوانی تمام کا تمام سرکار ہی کی زیر نگرانی گزرا۔ اور سرکار کے زیر سایہ ہی آپ نے تربیت پائی۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرکار نے اعلان نبوت

فرمایا تو گھر کے مردوں میں سے سب سے پہلے آپ نے کلمہ توحید پڑھا۔ سب سے پہلے آپ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ اور سب سے پہلے آپ نے اپنے محبوب سے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا۔ اور پھر مختلف مواقع پر اس وعدہ کو خوب خوب اچھی طرح سے نبھایا۔

فصل ثانی

حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ قرآن کی روشنی میں

۱ - اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۹ سورہ توبہ ۹ آیت ۱۹)

کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے (والے) کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے (والے) کو اس شخص کی مانند جو ایمان لے آیا اللہ پر اور روز قیامت پر اور جہاد کیا اس نے اللہ کی راہ میں وہ نہیں یکساں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیتا ان لوگوں کو جو ظالم ہیں۔

نور الابصار

واحدی نے اپنی کتاب ''اسباب النزول'' میں نقل کیا کہ حسن شعبی اور قرطبی نے کہا حضرت علی، عباس طلحہ بن شیبہ رضی اللہ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔

طلحہ نے کہا ''میں صاحب بیت ہوں (بیت اللہ کا متولی) اس کی کنجی میرے پاس ہے اگر میں چاہوں تو اس میں داخل ہو جاؤں''

حضرت عباسؓ نے کہا

''میں ''صاحب سقایہ'' ہوں (آب زمزم کا متولی اور اس کا منتظم ہوں)

حضرت علیؓ نے فرمایا

"میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے لوگوں سے چھ مہینے پہلے نماز پڑھی (اسلام قبول کیا) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسجد حرام کا کنجی بردار اور حاجیوں کو پانی پلانے والا اس کے برابر نہیں جو ایمان لایا اور اس نے جہاد کیا اور اگلی آیت میں فرمایا اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مومنین ومجاہدین کا درجہ بہت بڑا ہے اور حضرت علی مومنین ومجاہدین کے سردار بھی ہیں اور سب سے پہلے ایمان لانے والے بھی۔

ص ا (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار ص ۲۶۸-۲۶۷)

• ۲- اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُو الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤتُونع الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ○

(پ ٦ ع ۱۲ سورہ مائدہ ۵ آیت ۵۵)

تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔

تفسیر ضیاء القرآن:

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ آیت حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہوا یوں کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا آپ اس وقت حالت رکوع میں تھے آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دیدی۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۴۸۴)

تنویر الازہار:

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کی انہوں نے کہا

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک روز ظہر کی نماز پڑھی تو مسجد میں ایک شخص نے سوال کیا اس کو کسی نے کچھ نہ دیا سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے اللہ میں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا ہے مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا حضرت علی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے

انہوں نے دائیں چھنگلی (چھوٹی انگلی) سے اشارہ کیا جس میں انگوٹھی تھی سائل آیا اور انگلی سے انگوٹھی اتار لی۔ (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار از علامہ غلام رسول رضوی ص ۲۶۸)

نور الابصار:

سرور کائنات مسجد میں اسے دیکھ رہے تھے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا "اے اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا تھا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُ قَوْلِيْ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِيْ اشْدُدْبِهٖٓ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ

اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے میرا مقصد آسان کر دے میری زبان کی گرہ کھول دے لوگ میری بات سمجھیں میرے قریبی بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر کر دے ان کے ساتھ میری پشت کو مضبوط کر دے اور ان کو میرے مشن میں شریک کرنا

تو نے موسیٰ علیہ السلام پر یہ آیات نازل فرمائیں

اے موسیٰ ہم تیرے بازو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کر دیں گے اور تم دونوں بھائیوں کو غالب کریں گے کافر تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔

اے اللہ میں تیرا نبی محمد ہوں تیرا ہی انتخاب کیا ہوا ہوں اے اللہ میرا سینہ کھول دے میرا مقصد آسان کر دے میرے قریبی بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے اور ان کے ساتھ میری پیٹھ مضبوط کر

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ پڑھیے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُو الخ

اے ابواسحاق احمد ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے (تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار

۲۶۹-۲۶۸)

دیگر حوالہ جات:

تفسیر مدارک جلد اول ص۲۷۴، تفسیر خازن جلد ثانی ص۵۵، تفسیر صاوی معالم التنزیل علی الخازن جلد ثانی ۵۵، تفسیر روح المعانی جلد رابع ص۱۴۲، تفسیر ابو سعود جلد اول ص۲۰۴، تفسیر مظہری جلد دوم ص۱۳۸، تفسیر ابن حریر جلد ثالث ص۲۸۸ مطبوعہ بیروت، تفسیر در منثور جلد ثانی ص۲۹۳، تفسیر کبیر جلد ثانی ص۶۱۸، الریاض النضرہ جلد تیسری ص۱۷۸ عربی

مندرجہ بالا تمام کتب میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی

۳- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(پ۳ ع۶ سورہ البقرہ ۲ آیت ۲۷۴)

جو لوگ خرچ کیا کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں چھپ کر اور اعلانیہ تو ان کے لئے ہے اجر ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

الفضل المو بدلال محمد

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین کے پاس چار درہم تھے ایک درہم رات کو اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ ایک درہم ظاہر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کے نام پر خرچ کیا۔ اللہ رب العزت کو یہ عمل بہت پسند آیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جناب امیر المومنین کا معمول تھا جب تک اللہ کے نام پر خرچ نہ فرما لیتے تھے چین نہ آتا تھا۔ (انوار نبوت ترجمہ الفضل المو بدلال محمد مصنف امام بوس ۸۴)

نور الابصار

واحدی نے اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ حضرت علی کے پاس صرف

چار درہم تھے ان کے سوا ان کے پاس کوئی پیسہ وغیرہ نہ تھا انہوں نے وہی چار درہم اس طرح صدقہ کر دیئے کہ ایک درہم دن کو ایک رات کو ایک خفیہ اور ایک درہم اعلانیہ صدقہ کر دیئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نزل فرمائی۔ (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار ص۲۶۹)

الریاض النضرہ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً) قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَتْ مَعَهٗ اَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَاَنْفَقَ فِي الَّيْلِ دِرْهَمًا وَ فِي النَّهَارِ دِرْهَمًا ع دِرْهَمًا فِي السِّرِّ و ع دِرْهَمًا فِي الْعَلَانِيَةِ

الصواعق المحرقہ ص۱۳۰ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ الجزء الثالث ص۱۷۸) برق سوزاں ص۴۴۵ نوٹ: ترجمہ اوپر ہو چکا ہے۔

۴- اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ○

(پ۲۱ ع۱۶ سورہ سجدہ آیت ۱۸)

تو کیا جو شخص ایمان دار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں

الریاض النضرۃ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ لِاَشْيَاءَ بَيْنَهُمَا

وَعَنْهُ اَنَّ الْوَلِيْدَ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنَا اَحَدُّ مِنْكَ سِنَانًا وَ اَبْسَطُ لِسَانًا وَ اَمْلَاُ لِلْكَتِيْبَةِ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ اُسْكُتْ فَاِنَّمَا اَنْتَ فَاسِقٌ وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنْتَ فَاسِقٌ تَقُوْلُ الْكَذِبَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لِعَلِيٍّ

نضرہ فی مناقب العشرہ الجزء الثالث ص۱۷۹)

آلِ رسول

یہ آیت مبارکہ مولا علی اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ان کے درمیان جھگڑا ہوا تو ولید نے غصہ میں آ کر کہا واسطے علی المرتضیٰ کے کہ خاموش ہو جا تو ابھی بچہ ہے میں عمر رسیدہ اور جہاں دیدہ ہوں میری زبان تجھ سے زیادہ فصیح و بسیط ہے اور میرا نیزہ تجھ سے زیادہ تیز تر ہے اور جسم کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ بھرا ہوا بہادر ہوں۔

اللہ کے شیر نے فرمایا۔ خاموش رہ تو فاسق ہے اور جھوٹ بولتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ حضرت علی کی تائید میں نازل فرمائی۔

(آلِ رسول مصنفہ علامہ سید خضر حسین چشتی ص ۳۴۲، ۳۴۱)

(تفسیر خازن جلد ۳ ص ۸۷۴، تفسیر در منثور جلد ۵ ص ۱۷۸ الفضل الموہبہ انوار نبوت ص ۸۴، ۸۳)

۵- اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ (پ ۲۰ ع ۱۰ سورہ القصص ۲۸ آیت ۶۱)

قَالَ مُجَاهِدٌ نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَاَبِيْ جَهْلٍ

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جز ثالث ص ۱۷۹)

آیا وہ جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانیوالا بھی ہے حضرت مجاہد نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی حمزہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔

۶- وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۝ (پ ۲۳ ع ۶ سورہ الصافات ۳۷ آیت ۲۴)

اور اب ذرا روک لو انہیں ان سے سوال کیا جائے گا

حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا

الصواعق المحرقہ:

اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنْ وَّلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (الصواعق المحرقہ ص ۱۴۹)

برقِ سوزاں

یعنی ان سے حضرت علی کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(برقِ سوزاں ص ۵۰۳)

۷- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ (9)

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ (پ ۳۰ ع ۲۲ سورہ بینہ آیت ۷)

الصواعق المحرقہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ هُوَ اَنْتَ وَ شِيْعَتُكَ تَاْتِيْ اَنْتَ وَ شِيْعَتُكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَاضِيْنَ مَرْضِيِّيْنَ وَ يَاْتِيْ عَدُوُّكَ غِضَابًا مُقْمَحِيْنَ قَالَ وَمَنْ عَدُوِّيْ قَالَ مَنْ تَبَرَّءَ كَ وَ لَعَنَكَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ عربی)

برقِ سوزاں:

حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تو اور تیرے شیعہ قیامت کے روز راضی اور رضا یافتہ صورت میں آئیں گے اور تیرے دشمن غصہ میں سر اونچا کئے ہوئے ہوں گے حضرت علی نے دریافت کیا میرا دشمن کون ہے؟ فرمایا جو تجھ سے اظہار بیزاری کرے اور تجھ پر لعنت کرے (برقِ سوزاں ص ۵۲۳۔۵۲۲)

ایک اور روایت:

الصواعق المحرقہ

فَقَالَ اِنَّ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ اِنَّكَ سَتَقْدِمُ عَلَى اللّٰهِ وَشِيْعَتُكَ رَاضِيْنَ مَرْضِيِّيْنَ وَ يَقْدِمُ عَلَيْهِ عَدُوُّكَ غِضَابًا مُقْمَحِيْنَ ثُمَّ جَمَعَ عَلٰى يَدِهٖ اِلٰى عُنُقِهٖ يُرِيْهِمُ الْاِقْمَاحَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۴)

برقِ سوزاں:

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تو اللہ

تعالیٰ کے پاس آئے گا اور تیرے شیعہ راضی و پسندیدہ ہوں گے اور تیرے دشمن اس کے سامنے غضبناک ہو کر جکڑے ہوئے ہوں گے پھر حضرت علی نے ان کے جکڑے ہوئے ہونے کی کیفیت دکھانے کے لئے اپنا ہاتھ گردن پر رکھا۔ (برقِ سوزاں ص ۵۱۹)

شیعانِ علی کون ہیں؟

الصواعق المحرقہ

وَ شِیعَتُہٗ ھُمْ اَھْلُ السُّنَّۃِ لِاَنَّھُمُ الَّذِیْنَ اَحَبُّوْھُمْ کَمَا اَمَرَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ
(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۴)

برقِ سوزاں:

آپ کے شیعہ اہلسنّت ہیں کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ان سے محبت رکھتے ہیں۔ (برقِ سوزاں ص ۵۱۹)

شیعہ کا معنیٰ ہے گروہ تو حضرت علی کا گروہ وہی ہے جو آپ کی محبت سے سرشار ہوتے ہوئے آپ کے فرامین پر بھی عمل پیرا ہو اور ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کیا کہ آپ نے فرمایا مجھ پر ابوبکر و عمر کی فضیلت مسلمہ ہے جو شخص مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اسے حد لگاؤں گا لہٰذا علی کا گروہ وہی ہے جو صدیق و فاروق کو اس طرح ہی تسلیم کرتا ہے جس طرح حضرت علی نے تسلیم کیا اور ان کے پیچھے نمازیں ادا کیں ان کی عدالتوں میں قاضی بن کر فیصلے فرماتے رہے۔ ہمیں بھی حضرت علی کی اقتداء کرتے ہوئے انہیں امام و پیشوائے امت تسلیم کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے لہٰذا شیعانِ علی درحقیقت اہل سنت ہی ہیں۔

تنقیص کرنیوالے اور حد سے بڑھنے والے

تاریخ الخلفاء

البزار حاکم اور ابو یعلی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی

ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک بغض و عداوت کی کہ ان کی (معصومہ) ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اتنی کی کہ جس کے وہ لائق نہ تھے یاد رکھو دو چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ وہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو حقیقت میں اس میں موجود نہ ہوں دوسرے اس قدر شدید بغض و عداوت کہ برا کہتے کہتے تہمت لگانے سے بھی نہ چوکے۔
(تاریخ الخلفاء للعلامہ سیوطی مترجم شمس بریلوی ص ۲۶۰ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

رافضی و خارجی انہیں دو وجوہات کی بنا پر گمراہی و ہلاکی میں پڑے کہ ایک تو ان کی محبت میں حد سے بڑھے اور انہیں خدا سمجھنے اور کہنے لگے اور دوسرے اس قدر بغض و عناد میں پڑے کہ آپ کو کافر تک کہہ دیا۔ معاذ اللہ لہٰذا رافضی و خارجی دونوں افراط و تفریط کی وجہ سے گمراہ ہیں اور شیعانِ علی وہی ہیں جو آپ کے متعلق فرامین خدا و ارشاداتِ مصطفیٰ کے مطابق عقائد رکھتے ہیں اور وہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی ہیں (فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک) انہیں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اے علی تم اور تمہارے شیعہ خدا کے سامنے راضی مرضی پیش ہوں گے۔

۸۔ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ O (پ ۶ ع ۱۴ سورہ المائدہ آیت ۶۷)

یا رسول اللہ جو کچھ آپ کے ربّ نے آپ کی طرف اتارا ہے اسے لوگوں تک پہنچایئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے لوگوں کو اللہ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے (شر) سے محفوظ رکھے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تفسیر کبیر

حضرت ابن عباسؓ، براء ابن عازبؓ اور محمد بن علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۲ ص ۴۹-۵۰)

مقام خم غدیر پر حضور نے حضرت علی کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے ہاتھ کے ساتھ اوپر اٹھایا اور اعلان فرمایا کہ

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اے اللہ تو اس سے محبت فرما جو علی سے محبت کرے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔

ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۱۳، مسند امام احمد جلد ا ص ۳۳۰، جلد ۴ ص ۳۸۲، جلد ۵ ص ۴۱۹، تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار جلد ا ص ۱۷۱، مشکوٰۃ شریف جلد ا ص ۲۷، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲ الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۶۱، ۱۶۴، الریاض النضرۃ جلد دوم ص ۱۶۲، ۱۲۸ نزھت المجالس، تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۵۶، الفضل المؤبد کا ترجمہ انوار نبوت از علامہ امام یوسن ص ۸۵، برقِ سوزاں ص ۴۱۶ شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۳۲۷

حضرت فاروق اعظم

حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مبارکباد پیش کی اور فرمایا

اَصْبَحْتَ مَوْلَایَ وَ مَوْلَا كِلِّ مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ

(اے علی) آپ میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولیٰ ہوئے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۳ ص ۶۹، ۵۰)

تیس صحابہ کرام کی شہادت

الصواعق المحرقہ

اَنَّهُ رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُونَ صحابِيًّا مِنْ طُرُقِهٖ صَحِيحٌ اَوْ حَسَنٌ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲)

برقِ سوزاں

اس حدیث پاک کو حضور علیہ السلام سے تیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے طرق صحیح اور حسن ہیں۔ (برقِ سوزاں ص ۳۱۶)

الصواعق المحرقہ

اَنَّهُ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَنْشُدُ اللّٰهَ مَنْ شَهِدَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ اِلَّا قَامَ وَلَا يَقُومُ رَجُلٌ يَقُولُ نُبِّئْتُ اَوْ بَلَغَنِي اِلَّا رَجُلٌ سَمِعَتْ اُذُنَاهُ وَ وَعَاهُ قَلْبُهُ فَقَامَ سَبْعَةَ عَشَرَ صِحَابِيًّا وَ فِي رِوَايَةٍ ثَلَاثُونَ فَقَالَ مَا سَمِعْتُمْ فَذَكَرُوا الحَدِيثَ الآتِي وَمِنْ جُمْلَتِهٖ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ فَقَالَ صَدَقْتُمْ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (الصواعق المحرقہ ص ۴۰-۴۱)

برقِ سوزاں

حضرت علی نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا فرمائی اور فرمایا جو شخص غدیر خم کے موقعہ پر موجود تھا میں اسے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے وہ شخص کھڑا نہ ہو جو کہتا ہے مجھے خبر دی گئی ہے یا مجھے اطلاع پہنچی ہے بلکہ وہ شخص کھڑا ہو جو یہ کہے کہ اس بات کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا تو اس پر سترہ صحابہ کھڑے ہو گئے اور ایک روایت میں تیس صحابہ کے کھڑے ہونے کا ذکر ہے تو فرمایا جو کچھ تم نے سنا ہے بیان کرو تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی جس میں یہ ذکر بھی ہے کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو آپ نے فرمایا تم نے درست کہا اور میں اس کا شاہد ہوں۔ (برقِ سوزاں ص ۱۴۹، ۱۵۰)

الریاض النضرہ

وَ عَنْ اَبِي طُفَيْلٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اَنْشُدُ اللّٰهَ كُلَّ امْرِئٍ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ قَامَ فَقَامَ نَاسٌ فَشَهِدُوا اَنَّهُمْ سَمِعُوهُ يَقُولُ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ اِنِّي اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ الخ (الریاض النضرہ جلد دوم ص ۱۲۷)

حضرت ابو طفیلؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یوم غدیر خم پر جو کچھ رسول اللہ سے سنا کھڑے ہو کر بتاؤ لوگ کھڑے ہوئے انہوں نے شہادت دی کہ انہوں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہارا مولیٰ نہیں ہوں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الخ

مولا کے معانی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی:

مددگار (پ۹ آیت ۴۰ سورہ انفال) (پ ۱۷ آیت ۷۸ سورہ الحج)

دوست (پ۲۵ آیت ۴۱ سورہ دخان)

رفیق (پ ۲۷ آیت ۱۵ سورہ الحدید)

آقا (پ۱۴ آیت ۷۶ سورہ النحل)

ملاحظہ ہو ترجمۃ القرآن کنز الایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

شاہ عبدالقادر

مددگار (پ۹ آیت ۴۰ سورہ انفال)

نیک یار (پ۹ یت ۴۰ سورہ انفال)

صاحب (پ ۱۷ آیت ۷۸ سورہ الحج)

والی۔ ( )

بہت اچھا والی ( )

مالک (پ۷ آیت ۶۲ سورہ انعام)

کارساز (پ۹ آیت ۴۰ سورہ الانفال)

ملاحظہ ہو ترجمہ شاہ عبدالقادر تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر

نواب وحید الزماں

جمایتی (پ۹ آیت ۴۰ سورہ انفال)

اچھا حمایتی (پ۹ آیت ۴۰ سورہ انفال)

مددگار (پ۹ آیت ۴۰ سورہ انفال)

مالک (پ۱۷ آیت ۱۳ سورہ الحج)

کارساز (پ۴ آیت ۱۵۰ سورہ آل عمران)

سرپرست (پ۲۸ آیت ۶ سورہ التحریم)

خداوند (پ۳ آیت ۲۸۶ سورہ البقرہ)

حامی (پ۳ آیت ۲۸۶ سورہ البقرہ)

آقا (پ۳ آیت ۲۸۶ سورہ البقرہ)

صاجب (پ۳ آیت ۲۸۶ سورہ البقرہ)

ملاحظہ ہو ترجمہ نواب وحید الزماں اہل حدیث

ثناء اللہ امرتسری

مددگار۔ بہت ہی اچھا مولیٰ۔ بہت ہی اچھا حمایتی
(پ۹ آیت ۴۰ سورہ الانفال)

دوست (پ ۱۷ آیت ۱۳ سورہ الحج)

حامی (پ۲۶ آیت ۱۱ سورہ محمد)

رفیق (پ۲۷ آیت ۱۵ سورہ الحدید)

والی (پ۲۸ آیت ۲ التحریم)

ہواہ خواہ (پ۲۸ آیت ۴ التحریم)

مالک (پ۱۰ آیت ۵۱ التوبہ)

(پ۱۴ آیت ۷۶ النحل)

ملاحظہ ہو ترجمہ و تفسیر ثنائی از مولوی ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث

محمود الحسن

حمایتی۔ مددگار (پ ۹ آیت ۴۰ الانفال)
دوست۔ رفیق (پ ۱۷ آیت ۱۳ الحج)
مالک (پ ۱۷ آیت ۷۸ الحج)
رب (پ ۳ آیت ۲۸۶ البقرہ)
کارساز (پ ۱۰ آیت ۵۱ التوبہ)
صاحب (پ ۱۴ آیت ۷۶ النحل)

ملاحظہ ہو ترجمہ مولوی محمود الحسن دیوبندی تفسیر شبیر عثمانی

اشرف علی تھانوی

رفیق مددگار (پ ۹ آیت ۴۰ الانفال)
کارساز (پ ۱۷ آیت ۱۳ الحج)
علاقہ والا (پ ۲۵ آیت ۴۱ الاخان)
دوست۔ بہترین مدد کرنیوالا (پ ۳ آیت ۱۵۰ آل عمران)
مالک (پ ۱۰ آیت ۵۱ التوبہ)

ملاحظہ ہو ترجمہ بیان القرآن از مولوی اشرف علی تھانوی

شاہ رفیع الدین

اچھا دوست اچھا مدد دینے والا (پ ۹ آیت ۴۰ الانفال)
دوست۔ ہم صحبت (پ ۱۷ آیت ۷۸ الحج)
کارساز (پ ۲۶ آیت ۱۴ محمد)
رفیق (پ ۲۷ آیت ۱۵ الحدید)

مددگار (پ ۲۸ آیت ۴ التحریم)
مالک (پ ۱۴ آیت ۷۶ النحل)

ملاحظہ ہو ترجمہ شاہ رفیع الدین دیوبندی

اس لحاظ سے مندرجہ ذیل سترہ معانی ہوئے

۱۔ صاحب، ۲- مالک، ۳- حمایتی، ۴- دوست، ۵- رفیق، ۶- مددگار، ۷- کارساز، ۸- حامی، ۹- آقا، ۱۰- خداوند، ۱۱- سرپرست، ۱۲- کام بنانیوالا، ۱۳- علاقہ والا، ۱۴- رب، ۱۵- والی، ۱۶- ہوا خواہ، ۱۷- ولی

علامہ شبلنجی

مناسب (پ ۲۷ آیت ۱۵ الحدید)
ناصر، مددگار (پ ۲۶ آیت ۱۱ محمد)
وارث (پ ۴ آیت ۳۳ انساء)
عصبہ (پ ۱۶ آیت ۵ مریم)
دوست (پ ۲۵ آیت ۴۱ الدخان)

ماخوذ از تنویر از حار ترجمہ نور الابصار علامہ غلام رسول رضوی ص ۲۷۲

۱-حکمرانی کرنے والا، ۲-سردار، ۳-انعام کرنیوالا، ۴-انعام پانے والا، ۵-مددگار، ۶-محبت کرنیوالا، ۷-اتباع کرنے والا، ۸-پڑوسی، ۹-چچازاد بھائی، ۱۰-حلیف، ۱۱-سپہ سالار، ۱۲-رئیس قوم، ۱۳-ضامن، ۱۴-داماد، ۱۵-غلام، (حاشیہ سنن ابن ماجہ ص ۱۲ حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۵۶ مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۳۴۱) ۱۶-آزاد کرنیوالا، ۱۷-آزاد، ۱۸-متصرف فی الامر، ۱۹-خود مختار، ۲۰-بااختیار، ۲۱-مدد کرنیوالا، ۲۲-محبوب (الصواعق المحرقہ ص ۴۳ بحوالہ آل رسول ص ۴۰۲)

الحاصل

مولیٰ کا جو معنیٰ روافض کرتے ہیں وہ کسی تفسیر، حدیث، لغت کی کسی کتاب میں

موجود نہیں ہے اور وہ ہے خلیفہ اور اگر ان کا یہ معنیٰ تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ جواب دیں کہ قرآن کریم میں اللہ، رسول، فرشتوں، جبریل اور صالح مومنین کو بھی مولیٰ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (التحریم پ ۲۸ آیت ۴)

اللہ بھی مولا۔ جبریل بھی مولا۔ صالح المومنین بھی مولیٰ۔ ملائکہ بھی مولا۔ کیا یہ تمام کے تمام خلفاء ہیں؟ اگر ہیں تو کس کے خلفاء ہیں۔

روافض شب و روز اعلان کرتے ہیں کہ آج فلاں مقام پر فلاں مولانا تقریر کریں گے تو کیا ان کے تمام مولانا صاحبان بھی خلفاء ہوتے ہیں؟ اگر ہوتے ہیں تو کس کے؟

معلوم ہوا کہ یہ معنیٰ ہی خود ساختہ اور جہالت پر مبنی ہے اور اس کا کوئی ثبوت کہیں سے نہیں ملتا

مذکورہ حدیث میں مولا کا معنیٰ

مذکورہ حدیث پاک میں اگر مولا کا معنیٰ سمجھنا ہے تو حدیث کے آخری الفاظ پر غور کرو فرمایا اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ اے اللہ تو اس سے محبت کر جس کو علی سے محبت ہے۔

لہٰذا ولایت بمعنیٰ محبت ہے تو پھر ترجمہ یہ بنے گا کہ جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی محبوب ہے

نبی شرق کا محبوب علی شرق کا محبوب
نبی غرب کا محبوب علی غرب کا محبوب
نبی جنوب کا محبوب علی جنوب کا محبوب
نبی شمال کا محبوب علی شمال کا محبوب

نبی تحت کا محبوب علی تحت کا محبوب
نبی فوق کا محبوب علی فوق کا محبوب
نبی یمین کا محبوب علی یمین کا محبوب
نبی یسار کا محبوب علی یسار کا محبوب
نبی خلف کا محبوب علی خلف کا محبوب
نبی امام کا محبوب علی امام کا محبوب
نبی ولیوں کا محبوب علی ولیوں کا محبوب
نبی قطبوں کا محبوب علی قطبوں کا محبوب
نبی ابدالوں کا محبوب علی ابدالوں کا محبوب
نبی اوتادوں کا محبوب علی اوتادوں کا محبوب
نبی غوثوں کا محبوب علی غوثوں کا محبوب
نبی صدیقوں کا محبوب علی صدیقوں کا محبوب
نبی شہیدوں کا محبوب علی شہیدوں کا محبوب
نبی صالحین کا محبوب علی صالحین کا محبوب
نبی صدیق اکبر کا محبوب علی صدیق اکبر کا محبوب
نبی فاروق اعظم کا محبوب علی فاروق اعظم کا محبوب
نبی عثمان غنی کا محبوب علی عثمان غنی کا محبوب
نبی تمام صحابہ کا محبوب علی تمام صحابہ کا محبوب
نبی تمام نبیوں کا محبوب علی تمام نبیوں کا محبوب
نبی تمام رسولوں کا محبوب علی تمام رسولوں کا محبوب
نبی اللہ کا محبوب علی اللہ کا محبوب
جس کا نبی مولا اس کا علی مولا

حبِ نبی ہے مہرِ علی مہرِ علی ہے حبِ نبی
لحمک لحمی جسمک جسمی کچھ فرق نہیں مابین پیا

میرے مشکل کشا مولا علی ہیں	میرے حاجت روا مولا علی ہیں
میں کیوں غیروں کے دروازے پہ جاؤں	میرے دکھ کی دوا مولا علی ہیں
ولی ہو غوث ہو قطبِ جہاں ہو	ہر اک کا آسرا مولا علی ہیں
خدا نے جن کو تیغِ لافتیٰ دی	وہی شیرِ خدا مولا علی ہیں

مسلک اہلسنّت و جماعت

اہل سنت و جماعت اسی معنیٰ میں علی کو مولا اور ہر مومن کا ولی سمجھتے ہیں اور یہی صحیح مسلک ہے جو رفض وخروج سے پاک افراط وتفریط سے مبرا ہے اور کسی بدباطن کو اس سے انکار بھی نہیں ہوسکتا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا ارشاد

الصواعق المحرقہ

اِنَّہٗ جَآءَ اِعۡرَابِیَانِ یَخۡتَصِمَانِ فَاَذِنَ لِعَلِیٍّ فِی الۡقَضَاءِ بَیۡنَہُمَا فَقَضٰی فَقَالَ اَحَدُہُمَا ہٰذَا یَقۡضِیۡ بَیۡنَنَا فَوَثَبَ اِلَیۡہِ عُمَرُ وَ اَخَذَ بِتَلۡبِیۡبِہٖ وَ قَالَ وَ یۡحَکَ مَا تَدۡرِیۡ مَنۡ ہٰذَا؟ ہٰذَا مَوۡلَاکَ وَ مَوۡلٰی کُلِّ مُؤۡمِنٍ وَ مَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ مَوۡلَاہُ فَلَیۡسَ بِمُؤۡمِنٍ

(الصواعق المحرقہ ص۱۷۹)

الریاض النضرہ

وَعَنۡ عُمَرَ قَدۡجَاءَ اِعۡرَابِیَانِ یَخۡتَصِمَانِ فَقَالَ لِعَلِیٍّ اِقۡضِ بَیۡنَہُمَا یَا اَبَا الۡحَسَنِ فَقَضٰی عَلِیٌّ بَیۡنَہُمَا فَقَالَ اَحَدُہُمَا ہٰذَا یَقۡضِیۡ بَیۡنَنَا؟
فَوَثَبَ اِلَیۡہِ عُمَرُ وَ اَخَذَ بِتَلۡبِیۡبِہٖ وَ قَالَ وَیۡحَکَ مَاتَدۡرِیۡ مَنۡ ہٰذَا

ہٰذَا مَوۡلَایَ وَمَوۡلَا کُلِّ مُؤۡمِنٍ مَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ مَوۡلَاہُ فَلَیۡسَ بِمُؤۡمِنٍ

(الریاض النضرہ جلد دوم ص۱۲۸)

برقِ سوزاں

دار قطنی کا بیان ہے کہ دو بدو جھگڑتے ہوئے (آپ عمر فاروق) کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم دیا تو آپ نے ان کا فیصلہ کر دیا ان دونوں میں سے ایک نے کہا یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ تو حضرت عمر نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا

''تیرا برا ہو تجھے کیا علم یہ شخص کون ہے یہ تیرا آقا اور ہر مومن کا آقا ہے اور جس کا یہ آقا نہیں وہ مومن نہیں۔'' (برقِ سوزاں ص۶۰۰)

ریاض النضرہ کے حوالے کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا کہ
حضرت عمر اس پر جھپٹے اسے گریبان سے پکڑا اور فرمایا

''تیرا برا ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہیں یہ میرے اور ہر مومن کے آقا ہیں اور جس کے یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں۔''

حضرت فاروق اعظمؓ نے آپ کو یوم غدیر خم پر مبارک باد دی اور فرمایا مبارک ہو اے علی آج آپ میرے اور ہر مومن و مومنہ کے آقا و ولی ہیں جسے ہم اپنے مقام پر بیان کر چکے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے انشاء اللہ۔

اب جو حضرات حضرت عمر فاروق اعظم کا نام لے کر چندہ بٹورتے اور اس چندہ سے صحابہ کرام کے ناموس کی حفاظت کا بہانہ رکھ کر سپاہ صحابہ نامی جماعت چلاتے ہیں وہ فاروق اعظم کو اپنا پیشوا تو سمجھتے ہیں مگر ان کے اس عقیدہ کو کیوں پس پشت ڈالتے ہیں اسی طرح جو علی کو آقا ومحبوب مانتے ہیں اور محبانِ علی سے پیار کا دعویٰ کرتے ہیں وہ حضرت فاروق اعظم پر تبرا کیوں کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ وہ اس محبت کے جھوٹے دعویدار ہیں ورنہ وہ حضرت عمر پر تبرہ نہ کریں۔

مولیٰ بمعنی اولیٰ نبی اکرم کا ارشاد

مشکوٰۃ شریف، الصواعق المحرقہ، برقِ سوزاں

براء ابن عازب اور زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس روز غدیر خم میں قیام فرمایا (غدیر کے معنیٰ ہیں تالاب خم) یہ ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دور اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہوا اور سیّدنا علی المرتضیٰ سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے اس روز حضور علیہ السلام نے خطبہ فرمایا اور اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّی اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اے لوگو! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوں قَالُوْا بَلٰی سب نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا: اِنِّی اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ بے شک میں ہر مومن سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہوں سب نے عرض کیا کیوں نہیں؟ پس آپ نے فرمایا تو سن لو جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، باب المناقب، الصواعق المحرقہ ص ۴۲ برقِ سوزاں ص ۱۵۴-۱۵۲)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

نبی کریم مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں

یہاں سے اولیٰ کا معنیٰ سمجھ میں آتا ہے اور تحذیر الناس ص ۶ پر مولانا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے مطلب یہ ہوا کہ نبی مومن کی جان سے اقرب (زیادہ قریب) ہیں تو حضور نے فرمایا جس کی جان سے میں زیادہ قریب ہوں اس کی جان سے علی بھی زیادہ قریب ہیں۔

اس اس معنیٰ کو تو منکرین و ملحدین کو بھی تسلیم کرنا چاہئے کیونکہ مولانا نانوتوی نے یہ معنیٰ کیا ہے اسی کو مدنظر رکھ کر مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں

دستگیری کیجئے میرے نبی کش مکش میں ہو تمہیں میرے نبی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف میرے مولا جلد خبر لیجئے میری (نشر الطیب)

اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے ربّ

کھول دل میں میرے علم حقیقت میرے رب

ھادی عالم مشکل کشا کے واسطے (ضیاء القلوب)

اور مولانا ظفر علی خان کہتے ہیں

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی

بلکہ ہے نعرہ سنیوں کا ہر رن میں یا علی

۹ - سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ٥ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ٥ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں اللہ کی طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے۔

(پ ۲۹ ع ۷ آیت ۳-۲-۱ سورہ المعارج ۷۰)

نور الابصار

امام ابو اسحاق ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ امام سفیان بن عیینہؒ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کریمہ کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے سائل سے کہا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو آج تک مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا میرے باپ نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ دادوں سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ غدیر خم میں تشریف فرما تھے لوگوں کو آواز دی وہ سب اکٹھے ہو گئے پھر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ

یہ کلام عام مشہور ہوا اور دور دراز تک پہنچ گیا۔

حارث بن نعمان فہری

کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی واحدانیت کو اور آپ کو اللہ کا رسول مانیں ہم نے یہ قبول کیا آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں زکوٰۃ ادا کریں رمضان کے روزے رکھیں ہم نے یہ قبول کیا آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں ہم نے یہ بھی قبول کیا پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ اپنے چچا کے بیٹے کے بازو اٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔

آپ نے اپنی طرف سے یہ فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خالق کائنات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حق نہیں یہ اللہ ہی کا حکم ہے حارث بن نعمان واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

اے اللہ محمد نے جو کہا ہے اگر یہ واقعی درست ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا فرما۔ ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کے دبر سے نکل گیا اور اس بدبخت کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ الخ۔ ایک سائل نے عذاب کا مطالبہ کیا الخ۔ (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار جلد اول ص ۲۷۰-۲۷۱)

جسے علی ولایت کا اعتراف نہیں وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

۱۰- وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ اور محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو۔
(پ ۲۹ سورہ الحاقہ آیت ۱۲)

تنویر الازھار

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تجھے اذن واعیہ کر دے اللہ نے ایسا ہی کر دیا حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں جو کلام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہوں اسے یاد کر لیتا ہوں اور بھولتا نہیں (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار ص ۲۷۰ جلد اول)

تفسیر درِّ منثور

ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی ابن مردویہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت بریدہؓ سے بیان کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ (اے علی) میں تجھے اپنے قریب رکھوں اور دور نہ کروں اور میں تجھے علم سکھاؤں کیونکہ تو علم کو غور سے سن کر سمجھ کر محفوظ کر لیتا ہے۔ (تفسیر در منثور جلد ۶ ص ۲۶۰)

تفسیر کبیر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے علی میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں سوال کیا ہے کہ وہ اس (اُذُن وَاعِيَه) کو تیرا کان بنائے حضرت علی فرماتے ہیں اس کے بعد میں کبھی کوئی چیز نہیں بھولا اور نہ ہی یہ میرے لئے ہے کہ میں بھولوں (تفسیر کبیر جلد ۳۰ صفحہ ۱۰۷)

۱۱- فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (پ ۲۸ سورہ التحریم آیت ۴)

پس بے شک اللہ آپ کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک بخت مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور اس کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔

تفسیر درِّ منثور

ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور ابن مردویہ نے

حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے بیان کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صَالِحُ الْمؤمِنِیْنَ'' سے مراد حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں

(تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۲۴۴)

۱۲- وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ٥ (پ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

تفسیر درمنثور

اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ

ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن عساکر نے ابو جعفر سے بیان کیا ہے کہ مَعَ الصّٰدقین میں کنایہ ہے مَعَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۹۰)

۱۳- فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پ۱۴ سورہ نحل آیت ۴۳)

پس سوال کرو تم اہل ذکر سے اگر تم خود نہیں جانتے

تفسیر ابن جریر

حضرت علی فرماتے ہیں نَحْنُ اَهْلُ الذِّكْرِ ہم اہل ذکر ہیں۔

۱۴- اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پ۱۳ سورہ رعد آیت ۷)

تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ھادی

تنویر الازھار

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں منذر ہوں اور علی ھادی ہے اے علی تیرے باعث لوگ ہدایت پائیں گے۔ (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار جلد اول ص ۲۷۰)

۱۵- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ

تنویر الازھار

اے ایمان والو

ابن عباسؓ نے فرمایا قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی یہ خطاب ہے علی اس کے

اول اور شرافت والے ہیں (تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار ص ۲۷۰ جلد اول)

۱۶- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط

(پ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۰۷)

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کیلئے

الفضل المؤید

ہجرت کی رات جناب علی المرتضیٰ شیر خداؑ بستر نبوت پر رضاء الٰہی کے لئے اس طرح سوئے کہ وہ جو ساری ساری راتیں رکوع و سجود میں گزارتے تھے آج کی رات خوب سوئے کہ پوری زندگی کے سونے کا لطف و کیف بستر نبوت پر پایا وہ سونا بھی محبت مصطفیٰ میں شہادت کی تمنا و آرزو لئے ہوئے تھا۔

تفسیر کبیر

حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے نقل کیا ہے کہ جب آفتاب امامت بستر نبوت پر محو خواب تھے تو اس وقت فَقَامَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَ مِيْكَائِيْلُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَ جِبْرَائِيْلُ يُنَادِيْ بَخٍ بَخٍ مَنْ مِّثْلُكَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ

(انوار نبوت ترجمہ الفضل المؤید لال محمد ص ۹۵-۹۴)

حضرت جبرائیل سرِ انور کی طرف اور حضرت میکائیل پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور جبرئیل نے مسرت سے صدا بلند کرتے ہوئے کہا یا علی آج تیرے جیسا کون ہے اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر بحوالہ الفضل المؤید)

تنویر الازھار

حضرت امیر المومنینؑ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہجرت کے روز آپ کے بستر پر سونا حالانکہ قریش مکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے تھے مگر حضرت علیؑ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی بعض اصحاب حدیث نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ تم دونوں علی کے پاس جاؤ

اور رات بھر صبح تک ان کی حفاظت کرو وہ دونوں آسمانوں سے اترے اور امیر المومنین سے کہتے تھے تمہارے جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اے علی آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

احیاء العلوم

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا کہ جس رات امیر المومنینؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر رات بسر کی اللہ تعالیٰ نے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے لمبی کی ہے تم دونوں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر دے دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کیا تم علی جیسے نہیں ہو سکتے ہو؟ میں نے اس کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بھائی بنایا علی اپنی جان قربان کرتے ہوئے اپنے بھائی کے بستر پر سو گیا ہے اور اپنی زندگی پر محمد مصطفیٰ کی زندگی کو پسند کیا ہے جاؤ زمین پر اترو اور علی کی دشمنوں سے حفاظت کرو حضرت جبرائیل امیر المومنین کے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے اے علی ابن ابی طالب آپ ایسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي الخ

اسی رات حضرت علی نے یہ اشعار فرمائے

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى
وَاَكْرَمَ خَلْقٍ طَافَ بِالْبَيْتِ وَالْحَجَر

میں نے اپنی جان کے ساتھ ان لوگوں سے افضل کو بچایا جو پتھروں پر چلتے ہیں اور ساری مخلوق سے زیادہ معزز کو جنہوں نے بیت اللہ کا طواف اور حجر اسود کا طواف کیا

وَبَتُّ اُرَاعِي مِنْهُمْ مَا يَسُوْءُنِي
وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْغَارِ اٰمِنًا

میں نے اس حال میں رات گزاری کہ ان کی بری تدبیر کو دیکھ رہا تھا میری جان نے قتل اور قید پر صبر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں آرام سے رات گزاری

وَمَا زَالَ فِيْ حفظ الْاِلٰهِ وَفِي السَّتَرِ

اور ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پردہ میں رہے

(تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار جلد اول ص ۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵)

علی اور صدیقؓ اور شب ہجرت

نسبت باعث جنت

شہنشاہ خطابت افتخار ملت میرے نہایت ہی شفقت و مہربانی والے بزرگوار حضرت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن صاحبؒ اپنی کتاب نسبت باعث جنت میں فرماتے ہیں۔

''آج رات (شب ہجرت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سونا گویا دشمنوں کی تلواروں کے سایہ میں سونا تھا اور یہ موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی۔ عشق و محبت کی آزمائش اور قربانی و جانثاری کا امتحان تھا اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبیلوں کے سر برآوردہ بہادر شمشیر زنوں سے مقابلہ تھا۔ ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ اور ہر گھڑی موت کا انتظار کرنا تھا۔ کیونکہ کفر آج اٹل ارادہ سے آئے تھے اور آج وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے حق و اسلام کا خاتمہ کرنے آئے تھے۔ توحید و رسالت کی شمع کو ہمیشہ کے لئے بجھانے کے ارادہ سے آئے تھے۔ اور نیکی و شرافت کے چراغ بجھانے آئے تھے۔ مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی علی المرتضیٰؓ نے بغیر کسی تامل کے اپنے آقا و مولا علیہ السلام کے بستر پر سونا منظور کرلیا۔

اس لئے کہ نبی کے حکم کے بعد سوچنا ایمان کی توہین ہے۔ اور پھر علی کو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق میں ایمان کل کی سند دے دی تھی۔ تعجب ہے کہ کفار مکہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا پتہ چلا اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنے کا۔ (نسبت باعث جنت ص ۱۰۴-۱۰۵)

حضور صدیق اکبر کے گھر

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا۔ اے ابوبکر میں اللہ کے حکم کے تحت مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو بھی ساتھ لے کر جاؤں اور آج اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو جنت میں بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے۔

(نسبت باعث جنت مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۹۵)

تفسیر امام حسن عسکری

وَاُمُرُكَ تَسْتَصْحِبَ اَبَابَكْرٍ

محبوب اکیلے نہ جانا ابوبکر کو بھی ساتھ لے کر جانا۔ اس لئے کہ آج رات اگر ابوبکر نے تمہارا ساتھ دیا تو۔ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ ۔ پھر جنت میں تمہارا رفیق ہوگا۔ مزید فرمایا لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ ۔ کہ اے ابوبکر کیا تو راضی ہے آج رات میرے ساتھ چلنے کو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَا لَوْ عِشْتُ اَنَا عُمَرَ الدُّنْيَا ۔ اگر میں تمام عمر آپ کی صحبت میں سخت عذاب میں مبتلا رہوں تو پھر بھی مجھے آپ کی محبت میں یہ منظور ہے۔ (تفسیر امام حسن عسکری ۲۱۲)

علاوہ ازیں شیعہ کی مشہور کتب میں یہ واقعہ اور گفتگو موجود ہے۔ حملۂ حیدری ملا باذل ایرانی جلد ۱ ص ۴۹-۴۸- حیات القلوب ملا باقر مجلسی جلد ۲ ص ۳۲۱- ملاں باذل ایرانی لکھتا ہے کہ "سوئے سرائے ابوبکر رفت" حضور ہجرت کی رات سیدھے حضرت ابوبکر کے مکان پر گئے۔

سرکار کا ارشاد اور دعا

بخاری شریف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تفسیر کبیر

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِيْ بِنْتَهٗ وَاَعْتَقَ بِلَالًا وَ حَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ

اللہ تعالیٰ نے ابوبکر پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ بلال کو آزاد کروایا۔ اور مجھے کندھوں پر اٹھا کر ہجرت کی رات مدینہ منورہ لے گیا۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۱۵، تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۴۳۷)

انوکھا عشق ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہم نے بلبل کو پھول کی طرف۔ پیاسے کو کنویں کی طرف۔ غلام کو آقا کی طرف۔ چراغ کو پروانے کی طرف جاتے ہوئے کبھی نہ دیکھا لیکن آج ہم ایسے گلشن کو دیکھ رہے ہیں کہ جس میں خود پھول بلبل کی طرف جا رہا ہے۔ کنواں خود پیاسے کی طرف۔ آقا خود غلام کی طرف شمع خود پروانے کی طرف۔ یعنی رسول خود صدیق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ سبحان اللہ

پروانے کو چراغ عنا دل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

الغرض! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیدر کرارؓ کو اپنے بستر پر سلایا اور سیدنا صدیق اکبر کو ساتھ چلنے کے لئے فرمایا تو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بغیر کچھ سوچے سمجھے۔ بلا کسی حیل و حجت و تاخیر کے سرکار کے ساتھ چل دیئے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آج رات نبی پاک علیہ السلام کے ساتھ جانا گویا موت کو دعوت دینا ہے اس لئے کہ یہ کوئی تفریحی اور کوئی تجارتی سفر نہیں ہے بلکہ زندگی اور موت کا سودا ہے اور کفار مکہ کی خوں آشام شمشیروں سے کھیلنے۔ اور آقا سے پہلے اپنی جان قربان کرنے کا سفر ہے علی

بستر پر محو استراحت ہوئے۔ صدیق ساتھ چل دیئے۔ اللہ کی امانت صدیق کے حوالے اور رسول کی امانتیں علی کے حوالے۔ کیا انتخاب قدرت ہے۔

تاریخ طبری

جب صبح ہوئی حضرت علی حسب معمول خواب سے بیدار ہوئے۔ قریش نے قریب جا کر پوچھا محمد کہاں ہیں؟ علی نے جواب دیا۔ مجھے کیا خبر۔ کیا میرا پہرہ تھا۔ تم لوگوں نے انہیں نکل جانے دیا اور وہ نکل گئے۔ قریش غصہ اور ندامت سے علی پر پل پڑے ان کو مارا اور کعبہ تک پکڑ لائے اور تھوڑی دیر تک حبس بے جا میں رکھا آخر چھوڑ دیا۔ (طبری ص ۲۴۵ بحوالہ رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۸۱)

تاریخ طبری

اب وہ ابوبکر کے گھر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماء بنت ابوبکر باہر نکلی۔ ابوجہل نے پوچھا۔ لڑکی تیرا باپ کدھر ہے۔ وہ بولی واللہ مجھے معلوم نہیں۔ بدزبان و درشت خوء ابوجہل نے ایسا طمانچہ کھینچ کر مارا کہ اسماء کی کان کی بالی نیچے گرگئی۔

(طبری ص ۲۴۷ بحوالہ رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۸۱)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ علی کو تو سامنے دیکھ کر کفار نے اندازہ کر لیا حضور چلے گئے۔ مگر یہ کیسے اندازہ ہوا کہ وہ ابوبکر کے گھر ہی گئے۔ یہ اس کشتۂ عشق رسول کی محبت نے بتایا کہ رسول اللہ اس کے علاوہ کسی کے گھر نہیں گئے۔

۱۷۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ

رحمۃ للعالمین

ہم نے تیرے بوجھ کو تجھ پر سے اتار دیا کہ جس سے تیری پیٹھ ٹوٹ رہی تھی۔

(پ ۳۰ سورہ انشراح آیت ۳-۲)

خاتم الخلفاء حضرت علی المرتضیٰؓ نے آل ہاشم و آل بنو مطلب میں نصرت و معیت کا آواز لگایا اور اسی طرح اللہ نے یہ بوجھ اتارا جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام کا بوجھ حضرت ہارون کی نصرت و معیت سے اتارا تھا۔ (رحمۃ للعالمین جلد سوم ص ۲۴-

۲۵) از قاضی سلیمان منصور پوری

۱۸ - اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً ۝ (پ ۶ سورہ مایدہ آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرما لیا ہے۔

تاریخ بغداد

حضور علیہ السلام نے حضرت علی کی ولایت کا اعلان جب خم غدیر کے مقام پر فرمایا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تاریخ بغداد جلد ۸ ص ۲۹۰)

تفسیر درمنثور

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علیؓ کو کھڑا کیا اور اعلان فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے تو اس وقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لے کر اترے۔

(تفسیر درمنثور جلد ۲ ص ۲۵۹)

۱۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

(پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۹۶)

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیلئے ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) اللہ تعالیٰ پیدا فرما دے گا۔

تفسیر درمنثور

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تم اس طرح دعا مانگا کرو

''اے اللہ تو مجھے اپنے ہاں عہد نبھانے والا اور محبت کرنیوالا بنا اور میرے لئے مومنوں کے سینوں میں محبت پیدا کر۔ (تفسیر درمنثور جلد ۴ ص ۲۸۷)

تفسیر مظہری

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۱۲۲)

۲۰- وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥

(پ ۲۴ سورہ زمر آیت ۳۳)

اور وہ جو تشریف لایا حق اور سچ کے ساتھ اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ پرہیزگار ہیں

تفسیر در منثور

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں

والَّذِیْ جَآءَ بالصّدق قالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلّم

وَ صدّق به قَالَ عَلِیّ ابْنَ اَبِی طالب رضی اللّٰه عنه

(تفسیر در منثور جلد ۵ ص ۳۲۸)

والذی جاء باالصدق فرمایا اس سے مراد نبی پاک صاحب لولاک ہیں (علیہ السلام)

و صدّق بہ فرمایا اس سے مراد حضرت علی پاک ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۱- وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ

(پ ۲۷ ع ۳ سورۃ الطور ۵۲ آیت ۲۱)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو

الصواعق المحرقہ

دیلمی نے بیان کیا ہے کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے تجھے تیری اولاد تیرے بچوں تیرے اہل اور تیرے گروہ کو بخش دیا بس خوش ہو جاؤ کیونکہ تو حوض کوثر سے بھرے ہوئے پیٹ والا ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ عربی برق سوزاں ص ۵۴۲)

تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیراب سفید وصورت میں آئیں گے اور

تمہارے دشمن پیاسے اور سر اونچا کئے ہوئے ہوں گے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ عربی برق سوزاں ۵۴۲)

۲۲- وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (پ ۲۵ ع ۱۲ سورہ الزخرف ۴۳ آیت ۶۱)

اور بے شک وہ ایک نشانی ہیں قیامت کے لئے

الصواعق المحرقہ

مقاتل بن سلیمان اور ان تابع مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور عنقریب احادیث میں واضح طور پر آئے گا کہ وہ اہل بیت نبوی میں سے ہوگا اور آیت میں حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی نسل کے بابرکت ہونے پر دلالت پائی جاتی ہے (الصواعق المحرقہ ص ۱۶۳ عربی برق سوزاں ص ۵۴۴)

۲۳- وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰهُمْ ج

(پ ۸ ع ۱۲ سورہ الاعراف ۷ آیت ۴۶)

الصواعق المحرقہ

اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو پہچانتے ہوں گے سب کو ان کی علامت سے ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ اعراف پل صراط پر ایک بلند جگہ ہے جہاں حضرت عباس، حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت جعفر طیار کھڑے ہو کر اپنے محبوں کو سفید رو اور بغض رکھنے والوں کو سیاہ رو ہونے کی وجہ سے پہچان لیں گے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۶۹ عربی برق سوزاں ص ۵۶۹-۵۶۸)

۲۴- قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى

(پ ۲۵ ع ۴ سورہ الشوریٰ ۴۲ آیت ۲۳)

الصواعق المحرقہ

آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس دعوت حق پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے

الوالشیخ وغیرہ نے حضرت علی سے روایت کی کہ ہم میں آل حٰم ایک نشان ہے ہر

مومن ہماری محبت کا محافظ ہے اور پھر یہ آیت پڑھی۔

(الصواعق المحرقہ ص۱۷۰ عربی برقِ سوزاں ص۵۷۰)

حافظ سلفی نے محمد بن حنفیہ سے بیان کیا کہ

ہر مومن کے دل میں علی اور ان کے اہل بیت کی محبت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس لئے محبت رکھو کہ وہ تم کو اپنی نعمتیں کھانے کے لئے دیتا ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے محبت رکھو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی وجہ سے محبت رکھو۔ (الصواعق المحرقہ ص۱۷۲-عربی برقِ سوزاں ص۵۷۲)

فصل ثالث

شیر خدا احادیث کی روشنی میں

علی مجھ سے میں علی سے ہوں

بخاری شریف

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي وَ اَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

(بخاری شریف جلد اول ص۵۲۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ نبی اکرم علیہ السلام نے جب وصال فرمایا تو حضرت علی سے راضی تھے۔

مسلم اول شہر مرداں علی

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں

الخصائص النسائی ترمذی شریف

اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(سنن کبریٰ جلد۲ ص۲۰۶ الخصائص النسائی ص۲ مستدرک للحاکم جلد۳ ص۱۳۶)

بے شک سب سے پہلے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ علی بن ابی طالبؓ ہیں (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۴)

الریاض النضرہ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں

كَانَ عَلِيٌّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيجَةَ (الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۱۰)

ام المومنین سیّدہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے

الصواعق المحرقہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ اَنَسٌ وَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَ جَمَاعَةٌ اَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ (الصواعق المحرقہ ص۱۲۰)

برقِ سوزاں

حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت زید ابن ارقم، حضرت سلمان فارسی اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا (برقِ سوزاں ص۴۱۰)

الشرف المؤبد

هُوَ اَوَّلُ النَّاسِ اِسْلَامًا فِيْ قَوْلِ الْكَثِيْرِ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ

(الشرف المؤبد للنبہانی ص۷۹)

شرف سادات

اکثر اہل علم کے قول کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے پہلے اسلام لائے (شرف سادات ص۱۵۲)

آل رسول

جمہور علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ

مردوں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں

عورتوں میں سب سے پہلی مسلمان حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں

بچوں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں

غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت زیدؓ ہیں

(آل رسول ص ۳۵۸-۳۵۹)

سب سے پہلا نمازی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

ترمذی شریف

اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی عَلِیٌّ

سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز پڑھی۔ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۴)

ابن ماجہ شریف

حضرت مولائے کائناتؓ خود فرماتے ہیں کہ

صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ (ابن ماجہ شریف ص ۱۲)

میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی

الریاض النضرۃ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں

اُسْتُنْبِئَ النَّبِیُّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَ صَلّٰی عَلِیٌّ یَوْمَ الثَّلَاثِ

پیر کے دن نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اعلان نبوت فرمایا اور منگل کو حضرت علی نے نماز پڑھی

الخصائص النسائی

حضرت مولا علیؓ نے فرمایا

عَبَدْتُ اللّٰهَ قَبْلَ اَنْ يُّعْبُدَهٗ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ تِسْعَ سِنِيْنَ

میں نے اس امت کے ہر فرد سے نو سال قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی

(الخصائص النسائی ص ۳)

فتاویٰ رضویہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں

نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر و مشروع ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھی اور اسی دن ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے پڑھی دوسرے دن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے حضور علیہ السلام کے ساتھ پڑھی (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۱۸۰-۱۷۹)

معلوم ہوا کہ امت کے مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی اور عورتوں میں سے حضرت خدیجہ نے نماز پڑھی۔

ذخائر العقبیٰ

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰؓ نے فرمایا

صَلَّيْتُ قَبْلَ اَنْ تُصَلِّيَ النَّاسَ سَبْعَ سِنِيْنَ (ذخائر العقبیٰ ص ۶۰)

میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات سال پہلے نماز پڑھی

اب صرف وہ احادیث مبارکہ نقل کی جاتی ہیں جو فضائل حضرت شیر خدا میں صرف صحاح ستہ سے روایت کی گئیں اور اس کے بعد احادیث کی دیگر کتب سے نقل کی جائیں گی۔ انشاء اللہ العزیز

ترمذی شریف

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوم

الاثنین و صلّٰی علیؓ یوم الثلاثاء

انس بن مالک فرماتے ہیں حضور پیر کو مبعوث ہوئے اور علی نے منگل کو نماز پڑھی۔ (ترمذی جلد ثانی ص ۲۱۴)

(۱۱) علی رضی اللہ عنہ فاتح خیبر

کتاب المناقب: ماخوذ از بخاری

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

(مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۷۹) (بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵) (الخصائص النسائی ص ۶

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح فرمائے گا فرمایا کہ لوگوں نے اس غور وخوض میں رات بسر کی دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے عطا کیا جاتا ہے جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ہر آدمی یہ امید کرتا تھا کہ اسے جھنڈا عطا کیا جائے مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ علی ابن ابی طالب کہاں

ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی آشوب چشم میں مبتلا ہیں آپ نے فرمایا ان کی طرف پیغام بھیجو کہ انہیں میرے پاس بلاؤ پس جب آپ حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن مبارک لگایا اور آپ کے لئے دعا فرمائی تو آپ تندرست ہو گئے گویا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی پھر نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جھنڈا عطا فرمایا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا یہاں تک کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آرام اور وقار سے جایئے یہاں تک کہ آپ ان کے صحن میں اتر جائیں پھر انہیں دعوت اسلام دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان پر حق ہے انہیں اس کی خبر دیں اور خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے تو وہ آپ کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

بخاری شریف

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَ اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا اَوْلَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵) (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۷۹) برق سوزاں ص ۴۱۵

تفہیم البخاری

سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ خیبر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ گئے تھے (وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ) انہیں آنکھوں میں درد تھا (فَقَالَ اَنَا

اَتَخَلَّفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جی میں آیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں گا چنانچہ وہ نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے جب وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عنایت فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا یا کل ایک شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اس کے ہاتھ پر اللہ فتح عنایت فرمائے گا اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا حالانکہ ان کے آنے کی امید نہ تھی لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ نے ان کو جھنڈا دیا ان کے ہاتھوں پر اللہ نے فتح نصیب کی۔ (تفہیم البخاری جلد پنجم ص ۶۴۷ ـ ۶۴۶ از استاذی المکرم علامہ غلام رسول رضوی)

ابوتراب پیارا پیارا لقب

بخاری شریف

حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلٰى سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِاَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ يَدْعُوْ عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ يَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْ تُرَابٍ فَضَحِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهٗ اِسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلًا وَ قُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَآئَهٗ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَخَلَصَ التُّرَابُ اِلٰى ظَهْرِهٖ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَيَقُوْلُ اِجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۶) (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۰)

تفہیم البخاری

عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص سہل بن سعد کے پاس آیا اور مدینہ منورہ کے حاکم کے متعلق کہا کہ فلاں شخص بر سر منبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا کہہ رہا ہے سہل نے کہا وہ کیا کہتا ہے اس نے کہا وہ انہیں ابوتراب کہتا ہے سہل نے ہنس کر کہا بخدا ان کا یہ نام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے حضرت علی کو اس سے اچھا کوئی نام محبوب نہیں تھا میں نے سہل کی حدیث پوچھی اور میں نے کہا یا ابا عباس یہ کیسے؟ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت علی سیدہ فاطمہ زہراءؓ کے پاس پہنچے پھر فوراً واپس آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو ان کی چادر کو ان کی پشت سے گری ہوئی پایا اور ان کی پشت کو مٹی لگی ہوئی تھی آپ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے ابوتراب اٹھو دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

(تفہیم البخاری جلد پنجم ص ۶۴۸ ـ ۶۴۷ از علامہ غلام رسول رضوی)

دشمن عثمان وعلی

بخاری شریف

عَنْ سَعْدِبْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهٗ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهٖ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْئُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ ثُمَّ سَاَلَهٗ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهٖ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهٗ اَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ اِنْطَلِقْ فَاَجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۵)

تفہیم البخاری

سعد بن عبیدہؓ نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمان کے متعلق پوچھا حضرت عبداللہ ابن عمر نے عثمان غنی کے اچھے عمل ذکر کئے پھر کہا شاید تجھے یہ باتیں بری لگتی ہوں اس نے کہا ہاں فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اس نے حضرت علی کے متعلق پوچھا تو عبداللہ ابن عمر نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے بیچ ان کا گھر ہے پھر کہا شاید یہ باتیں بھی تجھے بری لگتی ہوں اس نے کہا ہاں عبداللہ ابن عمر نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے (تجھے ذلیل کرے) یہاں سے دفع ہو جا میرا جو نقصان کرنا ہے زور لگا لے۔ (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۶۴۸_۶۴۹)

یہ شخص حضرت علی وعثمان سے بغض رکھتا تھا (تفہیم البخاری ایضاً)

علی مثل ہارون علیہ السلام

بخاری شریف

عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى

(ابن ماجہ شریف ص ۱۳) (بخاری شریف جلد اول ص ۵۲۶) (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۷۸) (ترمذی ثانی ص ۲۱۴)

تفہیم البخاری

سعد بن ابی وقاص نے کہا میں ابراہیم بن سعد کو اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے مقام میں ہو جس مقام میں ہارون موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔

(تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۲۵۰)

اس حدیث سے حضرت علی کی خلافت بلافصل مراد لینا جہالت ہے کیونکہ غزوہ

تبوک پر حضور علیہ السلام نے انہیں اپنی اہل بیت پر اپنے پیچھے نائب مقرر فرما کر پیچھے چھوڑا تھا نہ کہ خلافت عامہ کے لئے اور ہارون علیہ السلام نبی تھے آپ نبی نہیں ہیں جس پر آپ کو حضور نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر آپ حضرت ہارون کی طرح نبی ہوتے تو ہم انہیں اس طرح خلیفہ تسلیم کرتے جس طرح ہارون علیہ السلام کو کیا گیا۔

علاوہ ازیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں خلیفہ تھے اسی طرح آپ بھی حضور علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں اہل بیت پر خلیفہ (حضور کے نائب) ہیں۔

مومن ومنافق

ابن ماجہ

حضرت علی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نے میرے متعلق فرمایا

لَا يُحِبُّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ

(ابن ماجہ شریف ص ۱۲ ریاض النضرہ جلد دوم ص ۱۱۸ نور الابصار اردو ترجمہ ص ۲۷۳ الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲ کنوز الحقائق علی جامع الصغیر جلد ۲ ص ۱۹۲)

مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا

ترمذی شریف

حضرت ام سلمہ ام المومنین سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

علی سے منافق کبھی محبت نہ کرے گا اور مومن کبھی بغض نہ رکھے گا

علامت منافقین

ترمذی شریف

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں

اِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيًّا

ابنَ اَبی طَالِبٍ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

اگر ہم نے پہچاننا ہوتا کہ منافق کون ہے تو ہم پہچان لیتے تھے بغض علی سے

ترمذی شریف کے حاشیہ پر ایک قابل غور بات ہے جسے پیش کرنا یہاں عبث نہ ہوگا

وَكَانَ الْمُنَافِقُوْنَ يُبْغِضُوْنَهٗ لَمَّا كَانُوْا يَرَوْنَ مِنْ جَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ وَسَطْوَتِهٖ فِي الدِّيْنِ (حاشیہ ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

اور اس وقت بغض کرتے تھے جب حضرت علی کے حسن جمال کمال اور سطوت دین کو دیکھتے تھے

یہی وجہ ہے کہ فضائل علی کو حضور نے بکثرت بیان فرمایا اور جتنے فضائل حضرت علی کو عطا کئے گئے اتنے اور کسی کو نہ دیئے گئے۔

(المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۰۷ بحوالہ آل رسول ص ۳۵۱) الریاض النضرہ جلد ثانی ص ۱۸۹)

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں
وہ لاکھ سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

علی سے بغض نہ رکھو

بخاری شریف

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ عَلِيًّا اِلٰى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ اُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ اَلَا تَرٰى اِلٰى هٰذَا

ترمذی شریف

فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ اَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَاِنَّ لَهٗ فِي

الْخُمُسِ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ

(بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۲۳) (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۴)

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہؓ سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو خمس لینے کے لئے خالد بن الولید کی طرف بھیجا اور میں حضرت علی سے بغض رکھتا تھا (کیونکہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی نے خمس میں سے ایک کنیز لی اور اس سے وطی کی) اور تحقیق حضرت علی نے غسل کیا میں نے خالد سے کہا کیا تم نے ان کی طرف نہیں دیکھا پس جب ہم حضور علیہ السلام کی خدمت عالی مرتبت میں حاضر ہوئے تو میں نے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے بریدہ تو علی سے بغض رکھتا ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا علی سے مت بغض رکھ بے شک خمس میں علی کے لئے اس سے بہت زیادہ حصہ ہے۔

بریدہ کو یہ گمان گزرا کہ حضرت علی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے اس وجہ سے ان کو برا سمجھا حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علی اس کے بڑے حقدار تھے دوسرا یہ کہ امام کے لئے یہ امر جائز ہے کہ مال غنیمت اس کے مستحقین کو تقسیم کرے اور وہ خود ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور اسی طرح جو امام کے قائم مقام ہو اس کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ (آل رسول جلد اول ص ۷۷)

معلوم ہوا کہ حضرت علی کی یہ خصوصیت ہے کیونکہ حضرت علی کے متعلق ارشاد ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے لہٰذا وہ حضور کی جگہ تصرف فرمانے کے اہل تھے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر فرمایا کہ میری جگہ اس صلح نامہ پر دستخط علی کریں گے اور مواخات میں فرمایا علی تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے جیسا کہ عنقریب اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا لہٰذا خمس چونکہ رسول اللہ کا حصہ تھا اور حضرت علی کو حضور نے اپنی طرف سے خمس لینے کے لئے بھیجا تھا لہٰذا وہ اس حصہ میں جیسے چاہیں تصرف فرما سکتے تھے مگر حضرت بریدہ نے اپنے تقویٰ کی وجہ سے اسے مناسب نہ سمجھا اور جب

ان کی یہ غلط فہمی دور ہوگئی تو فرمایا پھر میں نے ساری زندگی حضرت علی کی محبت میں گزار دی۔ تاجدار گولڑہ نے فرمایا

حب نبی ہے مہر علی مہر علی ہے حب نبی
لحمک لحمی جسمک جسمی کچھ فرق نہیں مابین پیا

(13) علی کرم اللہ وجہہ الکریم ولی المومنین

ترمذی شریف

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَمَضٰى فِي السَّرِيَّةِ فَاَصَابَ جَارِيَةً فَاَنْكَرُوْا عَلَيْهِ وَتَعَاقَدَ اَرْبَعَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِذَا لَقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَءُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا اِلٰى رِحَالِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اَحَدُ الْاَرْبَعَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَمْ تَرَ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ الثَّالِثُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِيْ

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۲-۲۱۳)

الخصائص النسائی مترجم

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیا اور اس کا سپہ سالار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مقرر فرمایا اور سریہ کے لئے بھیجا اسلامی لشکر فتحیاب ہوا تو مالِ غنیمت سے ایک کنیز کو حضرت علی نے لے لیا جسے بعض لوگوں نے ناپسند کیا ار چار اصحاب رسول علیہم الرضوان نے عہد کر لیا کہ اس امر کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جائے گی۔

چنانچہ جب مسلمان اس سفر سے لوٹے تو حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ مسلمانوں میں دستور تھا کہ جب کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت علی کے خلاف شکایت کرنے والے چار اشخاص میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے علی کو دیکھا کہ اس نے ایسا اور ایسا کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو اس کی طرف سے رخِ انور کو پھیر لیا پھر دوسرے آدمی نے اٹھ کر وہی بات دہرائی تو آپ نے اس کی طرف سے بھی چہرہ اقدس کو پھیر لیا پھر تیسرے نے بھی وہی مقالہ دہرایا پھر جب چوتھے نے بھی وہی بات کی جو پہلے تین کر چکے تھے تو آپ غضبناک ہو گئے اور اسکے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے فرمایا تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہوئے تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد تمام مومنوں کا مددگار ہے۔ (الخصائص النسائی مطبوعہ چشتی کتب خانہ ص ۵۶ اردو ص ۲۳ عربی)

ترمذی شریف

عَنْ اَبِيْ سَرِيْحَةَ اَوْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ شَكَّ شُعْبَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

حضرت ابی سریحہ یا زید بن ارقم یا شعبہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے

تفاسیر و دیگر کتب

۱-تفسیر کبیر جلد ثانی ص ۵۹-۶۰، ۲-تفسیر در منثور، ۳-تفسیر روح المعانی جلد ۶ ص ۱۹۳، ۴-سنن ابن ماجہ ص ۱۲، ۵- مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۷۲، ۶-خصائص النسائی ص ۲۲، ۷-المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۱۰، ۸-تاریخ بغداد جلد ۸ ص ۲۹۰، ۹-حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۲۷، ۱۰-مشکوٰۃ شریف ۱۱-الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۱۸۱ للسیوطی، ۱۲-کتاب فضائل الصحابہ جلد ۲ ص ۵۶۹-۵۸۵ امام احمد بن حنبل، ۱۳-المعجم الصغیر جلد ۱ ص ۷۱ للطبرانی، ۱۴-المعجم الاوسط جلد ۳ ص ۶۹ للطبرانی، ۱۵-کنزل العمال جلد ۱ ص ۱۸۷-۱۸۹، ۱۶-مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۷-۱۰۸- ۱۰۹- ۱۱۰، ۱۷-الاصابہ فی تمیز الصحابہ امام ابن الحجر عقلانی جلد ۱ ص ۳۰۵- جلد ۲ ص ۴۰۸، ۱۸-الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۲۶، ۱۹-تاریخ الخلفاء، ۲۰-الصواعق الحرقہ ص ۴۲، ۲۱-فیض القدیر جلد ۶ ص ۲۱۷، ۲۲-الشرف الموبد لال محمد ص ۱۱۱، ۲۳-نور الابصاری ص ۷۸، ۲۴-ذخائر العقبیٰ ص ۶۷-۲۵ مناقب خوارزمی ص ۷۹

اس حدیث پاک کا صحیح ترجمہ اگر مقصود ہو تو لفظ ''کُنْتُ'' پر غور فرمایئے اور دوسری حدیث پاک میں لفظ ''کُنْتُ'' کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے ارشاد نبوی ہے کہ

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے اب ترجمہ کیجئے کہ

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

جس کا میں مولا تھا پس اب اس کا علی مولا ہے (اَلْفَاءُ لِلتَّعْقِیْبِ) فاء تعقیب کے لئے ہے اور تعقیب یعنی پیچھے آنا اس کو یہی ظاہر کرتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز

نہیں ہے کہ حضور کے بعد علی پاک خلیفہ بلافصل ہیں کیونکہ مولا کا معنیٰ خلیفہ ہرگز نہیں ہے جیسا کہ ہم گزشتہ اوراق میں وضاحت کر چکے ہیں بلکہ اس مقام پر مولا کا معنیٰ محبوب اور مددگار ہے یعنی کہ جس کا میں محبوب اور مددگار تھا اب اس کے علی محبوب اور مددگار ہیں یہی معنیٰ اولیٰ و انسب ہے کیونکہ حضور کے بعد خلفاء ثلاثہ کی حضرت علی پاک نے ہر طرح سے مدد کی اور خلفاء ثلاثہ نے آپ کو محبوب رکھا اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت علی ان کے خلاف میدان جہاد میں نبرد آزما ہوتے اور ان سے جنگ کرتے جیسا کہ حضرت امیر معاویہ سے کی اور آپ کے جگر گوشہ سیّدنا امام حسین نے یزید سے کی آپ کا جنگ نہ کرنا اور ہر طرح خلفاء ثلاثہ کا ممد و معاون ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ خلافت ثلاثہ حق تھی اور مولا کا معنیٰ خلیفہ ہرگز نہیں ہے۔

دعائے نبی برائے علی

ترمذی شریف

رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

اللہ رحم فرمائے علی پر اے میرے اللہ حق کو علی کے ساتھ پھیر دے جس طرف علی پھرے اور دوسری ایک حدیث پاک میں فرمایا اَلْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَالْعَلِیُّ مَعَ الحق حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے۔

خلافت ثلاثہ حق تھی

اس سے معلوم ہوا کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ خلافت فاروق اعظمؓ اور خلافت عثمان غنیؓ برحق تھی اسی لئے حضرت علی نے اس کو تسلیم کیا اور آپ نے خود ارشاد فرمایا

تاریخ الخلفاء

ابن عساکر نے حضرت حسن کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ہمیں یہ بتلایئے کہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے یہ بات کہاں تک سچ ہے؟ کیونکہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے آپ کی نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی تو اب آپ پر جھوٹ کیوں تراشوں؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا؟ میں ان دونوں کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے دفعتاً نہ قتل کیا اور نہ آپ نے یکا یک انتقال فرمایا بلکہ آپ چند روز مرض الموت میں مبتلا رہے اور جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مؤذن نے آپ کو نماز (پڑھانے) کے لئے حسب معمول بلایا تو پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور آپ نے بموجب حکم کے نماز پڑھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا اس عرصہ میں ایک بار جب آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے حضرت ابوبکرؓ کے لئے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتیں ہو جاؤ ابوبکر ہی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملات میں (دربارۂ خلافت) غور کیا اور پھر اسی شخص کو اپنی دنیا کے واسطے بھی اختیار کر لیا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین (امامت) کے لئے منتخب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے لہٰذا ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کر لی اور سچی بات بھی یہی ہے کہ آپ ہی اس کے اہل بھی تھے اسی واسطے آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کسی نے آپ کی خلافت سے سرگردانی کی میں نے بھی اسی بناء پر آپ کا حق ادا

کیا اور آپ کی اطاعت کی میں نے آپ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی مال غنیمت اور بیت المال سے آپ نے جو دیدیا وہ بخوشی قبول کر لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لئے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں (حد جاری کی) اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ بنا گئے اور وہ خلیفہ اول کے بہترین جانشین اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہوئے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کی حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے مطلقاً اختلاف نہیں کیا اور نہ کوئی کسی کی نقصان رسانی کے درپے ہوا اور یقینی طور پر کوئی فرد بھی حضرت عمر کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا پہلے کی طرح حضرت عمر کے بھی میں نے حقوق ادا کئے اور ان کی مکمل طور پر اطاعت کی جو کچھ مجھے انہوں نے دیا میں نے لے لیا انہوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کئے اور آپ کے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

جب حضرت عمر فاروقؓ کا بھی وقت انتقال قریب آیا تو اس وقت میں نے اپنے دل میں غور کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت اسلام لانے میں اپنی سبقت اپنے اعمال اور اپنی بعض دیگر فضیلتوں کی جانب غور کیا تو مجھے خیال ضرور پیدا ہوا کہ حضرت عمر کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کر دیں جس کے اعمال کا خود حضرت عمرؓ کو قبر میں جواب دینا پڑے اس خیال کے پیش نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا اور خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا اگر حضرت عمرؓ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو وہ لازمی طور پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کیا جن میں ایک میں بھی تھا جب ان چھ ارکان نے انتخاب خلیفہ کے لئے مجلس طلب کی تو مجھے خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھے ہی خلیفہ منتخب کرے گی اس کے بعد عبدالرحمٰن ابن عوفؓ نے ہم سب سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر کر دے ہم سب

اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو برضاء و رغبت بجالائیں گے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر خود بیعت کی اس وقت میں نے سوچا میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ (اصل میں) دوسرے کی بیعت کے لئے تھا بہر حال میں نے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور خلفاء سابقین کی طرح ان کی اطاعت وفرماں پذیری کی اور حضرت عثمان کے حقوق ادا کئے ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں ان کے عطیات کو قبول کیا اور شرعی سزائیں بھی دیں پھر مجھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خیال ہوا کہ وہ دونوں خلیفے جن سے میں نے لفظ بالصّلوٰۃ کے ساتھ بیعت کی تھی انتقال فرما چکے اور جن کے لئے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی اب رخصت ہو گئے پس یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین کے باشندوں اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے باشندوں نے بیعت کر لی اب خلافت کے لئے میرے مقابلہ میں وہ شخص کھڑا ہوا ہے جو قرابت علم اور سبقت اسلام میں میرے برابر ہو ہی نہیں سکتا اور میں ہر طرح اس شخص کے مقابلہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی ص ۲۶۳-۲۶۵-۲۶۴)

اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ

حضرت علی کے اس فرمان اور حضور علیہ السلام کی مذکورہ دعا کے پیش نظر اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی مکتبِ فکر کا یہی عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ برحق تھی اور امام حسنؓ کے بعد خلافت نہ تھی کیونکہ حضرت علیؓ کے ساتھ حق تھا اور فریق مخالف حق پر نہ تھا لہٰذا خلافت راشدہ نہ رہی بلکہ ملوکیت میں بدل گئی یہی وجہ تھی کہ امیر معاویہ کے بعد یزید لعین خلیفہ بنایا گیا کیونکہ ملوکیت کے دور میں باپ کے بعد بیٹا ہی خلیفہ ہوتا ہے اور اگر حضرت علی ملوکیت کے قائل ہوتے تو امام حسن کو اپنی جگہ مقرر فرماتے اور ان کی بیعت لوگوں سے لیتے اسی طرح حضرت عمر اور صدیق اکبر اپنے اپنے بیٹوں کو نامزد

کرتے مگر کیونکہ وہ خلافت راشدہ کا دور تھا اس لئے اس چیز کا وہاں تصور بھی نہ تھا اور یہی تصور تھا کہ جسے خدا رسول اور مسلمان چاہیں گے وہ خلیفۃ المسلمین ہوگا اور ایسے خلفاء امام حسنؓ تک ہوئے بعد میں اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانے کے تصور نے تصور ملوکیت کو اجاگر کیا۔

عرصہ خلاآفت راشدہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

شرف النبی

میں آج تمہیں ان ناموں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو عرش معلّٰی پر لکھے ہوئے ہیں

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان الشہید علی الرضا رضوان اللہ علیہم اجمعین

میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔

حضرت ابوبکر دو سال حضرت عمر دس سال حضرت عثمان بارہ سال اور حضرت علی چھ سال خلافت کریں گے۔

(شرف النبی ص ۲۷۸ مصنفہ علامہ نیشاپوری المتوفی ۴۰۷ھ مطبوعہ ملک اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)

مرات شرح مشکوٰۃ

لہٰذا ہمارا عقیدہ اس حدیث پاک کے مطابق بالکل واضح ہے۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان گجراتیؒ فرماتے ہیں

اگر بہت سے خلیفے ہو جائیں تو ہم کیا کریں کس کی بیعت کریں اس باب میں مفتی صاحب فرماتے ہیں بیک وقت دو خلیفہ نہیں ہو سکتے اگر ہوں تو پہلا خلیفہ ہوگا دوسرا باغی چنانچہ خلافت حیدری میں امیر المومنین علیؓ خلیفہ برحق تھے اور حضرت امیر معاویہ باغی جب حضرت حسنؓ نے ان کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمالی

تھی تب وہ سلطان برحق ہوئے۔

(المرات المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد ۵ ص ۳۲۷ باب القضاء والامارت مفتی احمد یار خان گجراتیؒ)

ملاّں لاہوری

لاہور کے ایک ملاں (جس نے ہر سنی عالم دین سابقین موجودین کو شیعہ قرار دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے) نے شاید حضرت قبلہ مفتی احمد یار خانؒ گجراتی کی اس اردو کتاب کا مطالعہ نہ کیا ہو ورنہ وہ اس کتاب کو بمعہ مصنف کے غیر معتبر قرار دیتا اور اسمیں بھی ضرور تشیع کا وجود ثابت کرتا جبکہ حضرت مفتی صاحب کے پیر و مرشد محشی قرآن صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ کی تصنیف لطیف سوانح کربلا کو بھی غیر معتبر قرار دے چکا ہے جس پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ آپ نے اپنی اس کتاب میں فرزندان حضرت مسلم کی شہادت نقل کی ہے جس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا اور اس کتاب میں آپ نے چلتی پھرتی روایات نقل کی ہیں یہ معتبر نہیں ہے ملاحظہ ہو۔ (میزان الکتب ص ۷۱۶)

کیا پدی کیا پدی کا شوربا

بہر حال حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خلفاء ثلاثہ راشدین کی خلافت کو بسر و چشم قبول فرمایا بجان و دل تسلیم کیا اور اپنی حمایت و نصرت سے اس کو چار چاند لگائے اگر حضرت امیر معاویہ بھی خلیفہ برحق ہوتے تو حضرت علی انہیں بھی اسی طرح تسلیم فرماتے جس طرح سابقہ کو تسلیم کیا آپ کا سابقہ خلافت کو تسلیم کرنا اور حضرت معاویہ کی خلافت کو تسلیم نہ کرنا اسی موقف پر موید ہے کہ خلافت ثلاثہ برحق تھی اور بعد کی خلافت باطل کیونکہ حضور علیہ السلام کی دعا صحاح ستہ میں سے معتبر کتاب جامع الترمذی کی روایت سے ثابت ہے کہ اے اللہ حق کو علی کے ساتھ پھیر دے جدھر علی ہو حق ادھر ہی ہو۔ رہا معاملہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا تو ام المومنین کو جب یہ یاد آیا کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ

ذکر فرمایا تھا

الصواعق المحرقہ

أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ تَخْرُجُ حَتّٰى تَنْبَحَهَا كِلَابُ الْحَوْءَبِ فَيَقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلٰى كَثِيْرَةٌ بَعْدَ مَا كَادَتْ لَا تَنْجُوا (الصواعق المحرقہ ص ۱۱۹)

برقِ سوزاں

تم میں سے کون سرخ اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی یہاں تک کہ اس پر حوب کے کتے بھونکیں گے اس کے اردگرد بے شمار لوگ قتل ہوں گے اور بمشکل نجات پائیں گے۔ (برقِ سوزاں ص ۴۰۸)

علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا ہے ملاحظہ ہو (صواعق ص ۱۱۹)

کوکب دری

ام المومنین فرماتی ہیں کہ نَسِيْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ يَوْمَ الْجَمَلِ حَتّٰى ذَكَرْتُهُ بِالْبَصْرَةِ وَاَنَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَعَسٰى اَنْ تَكُوْنَ (کوکب دری مطبوعہ لاہور ص ۲۱۲)

میں اس حدیث کو جنگ جمل کے دن بھول گئی تھی یہاں تک کہ بصرہ میں جا کر مجھ کو یاد آئی (جس مقام پر کتے بھونکے) اور میں حق تعالیٰ سے امرزش چاہتی ہوں اور دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی واپسی

الصواعق المحرقہ

(وَاَخْرَجَ) الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِي عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُ الزُّبَيْرَ خَرَجَ يُرِيْدُ عَلِيًّا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ اَنْشَدَكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُهُ وَاَنْتَ لَهُ ظَالِمٌ فَمَضَى الزُّبَيْرُ مُنْصَرِفًا وَفِي رِوَايَةِ اَبِي يَعْلٰى وَالْبَيْهَقِي

فَقَالَ الزُّبَیْرُ بَلٰی وَلٰکِنْ نَسِیْتُ (الصواعق المحرقہ ص۱۱۹)

برقِ سوزاں

حاکم نے بیان کیا ہے کہ اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے ابی الاسود سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زبیر کو دیکھا کہ وہ حضرت علی کی تلاش میں نکلے تو حضرت علی نے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تو علی سے ظالم ہونے کی حالت میں جنگ کرے گا تو حضرت زبیر واپس چلے گئے اور ابو یعلیٰ اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت زبیر نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔ (برقِ سوزاں ص ۴۰۸)

روایت مذکورہ بالا سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی تو برحق تھے اور حالت مظلومیت میں تھے کیونکہ مظلوم ہی حق پر ہوتا ہے۔

باغی گروہ

ترمذی شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ یَا عَمَّارُ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ (هو اصحاب المعاویة) بین السطور ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۲۱

بخاری شریف

یَقُوْلُ وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ یَدْعُوْهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَ یَدْعُوْنَهٗ اِلَی النَّارِ (بخاری جلد اول ص۶۴)

مسلم شریف

عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ (مسلم شریف جلد ثانی ص۳۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا

اے عمار بشارت ہو تجھے باغی گروہ قتل کرے گا ترمذی شریف میں بین السطور لکھا ہوا ہے فئۃ الباغیۃ هُوَ اَصْحَابُ معاویۃ وہ باغی گروہ اصحاب معاویہ کا ہے حضور فرماتے ہیں افسوس عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار ان کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف۔

بخاری شریف اول صفحہ ۶۴ حاشیہ ۵ پر لکھا ہوا ہے کہ

وَالْمُرَادُ بِالْفِئَةِ الْبَاغِیَةِ معویۃ رضی اللہ عنہ وَجُنْدِهٖ فَاِنَّهُمْ قَتَلُوْهُ فِیْ وَقْعَةِ الصِّفِّیْنِ وَكَانَ عَمَّارٌ مَعَ عَلِیٍّ

باغی گروہ سے مراد معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر ہے انہوں نے عمار کو قتل کیا صفین کے واقعہ میں اور عمار علی کے ساتھ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ امام نووی نے بھی اس باغی گروہ سے مراد گروہ حضرت معاویہ لیا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث سے بھی تائید ہوئی کہ حق علی کے ساتھ تھا کیونکہ بغاوت اور حق ایک ساتھ نہیں ہو سکتے حق کے خلاف بغاوت ہوا کرتی ہے۔

حدیث۔ خاصف النعل

ترمذی شریف

عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بِالرَّحْبَةِ فَقَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ الْحُدَیْبِیَّةِ خَرَجَ اِلَیْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ فِیْهِمْ سُهَیْلُ بْنُ عَمْرٍو وَ النَّاسُ مِنْ رُءَسَاءِ الْمُشْرِكِیْنَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) خَرَجَ اِلَیْكَ نَاسٌ مِنْ اَبْنَائِنَا وَ اِخْوَانِنَا وَاَرِقَّائِنَا وَلَیْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا خَرَجُوْا فِرَارًا مِنْ اَمْوَالِنَا وَ ضِیَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ اِلَیْنَا فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ سَنُفَقِّهُهُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَعۡشَرَ قُرَيۡشٍ لَتَنۡتَهُنَّ اَوۡ لَيَبۡعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡكُمۡ مَنۡ يَّضۡرِبُ رِقَابَكُمۡ بِالسَّيۡفِ عَلَى الدِّيۡنِ قَدِامۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ عَلَى الۡاِيۡمَانِ قَالُوۡا مَنۡ هُوَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوۡبَكۡرٍ مَنۡ هُوَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَقَالَ عُمَرُ مَنۡ هُوَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ خَاصِفُ النَّعۡلِ وَ كَانَ اَعۡطٰى عَلِيًّا نَعۡلَهٗ يَخۡصِفُهَا قَالَ ثُمَّ الۡتَفَتَ اِلَيۡنَا عَلِيٌّ فَقَالَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَنۡ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلۡيَتَبَوَّءۡ مَقۡعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

ربعی بن خراش راوی ہیں کہ ہمیں حضرت علی نے بیان فرمایا کہ حدیبیہ کے دن کچھ مشرکین ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو بھی تھا اور روساء مشرکین میں سے کچھ لوگ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے پاس ہمارے بیٹوں، بھائیوں، غلاموں میں سے کچھ لوگ آ گئے ہیں ان کو دین کی سمجھ نہیں ہے وہ تو ہمارے نقصان اور ہمارے مالوں کی وجہ سے فرار ہو کر آپ کے پاس آ گئے ہیں وہ ہمیں لوٹا دیجئے اگر وہ دین سیکھنا چاہیں گے تو ہم انہیں سکھا دیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ قریش اللہ ضرور تم لوگوں پر ایسے لوگ بھیجے گا جو تلوار سے تمہاری گردنیں اتار دیں گے دین پر تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کا امتحان لیا ہے ایمان پر انہوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ حضرت ابوبکر نے کہا حضور وہ کون ہوگا حضرت عمر نے عرض کیا حضور وہ کون ہوگا (یعنی میں ہوں گا) فرمایا وہ جو جوتا درست کر رہا ہے اور آپ نے حضرت علی کو جوتا عطا فرمایا تھا کہ اسے گانٹھ دیں پھر حضرت علی نے ہماری طرف دیکھا اور کہا حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

حدیث مواخات

ترمذی شریف

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَيۡنَ

اَصۡحَابِهٖ فَجَآءَ عَلِيٌّ تَدۡمَعُ عَيۡنَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡكَ وَسَلَّمَ) اٰخَيۡتَ بَيۡنَ اَصۡحَابِكَ وَلَمۡ تُوَاخِ بَيۡنِيۡ وَ بَيۡنَ اَحَدٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَنۡتَ اَخِيۡ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

۱۶

علی نبی دا ویرا اے

تاریخ الخلفاء

ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے مابین رشتہ مواخات قائم کیا تو حضرت علی بچشم گریاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تمام صحابہ کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا (ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا) مگر میں یونہی رہ گیا (آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

(تاریخ الخلفاء مترجم شمس بریلوی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ص ۲۵۷)

حدیث طیر

ترمذی شریف

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ عِنۡدَ النَّبِيِّ طَيۡرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائۡتِنِيۡ بِاَحَبِّ خَلۡقِكَ اِلَيۡكَ يَاۡكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيۡرَ فَجَآءَ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

سب مخلوق سے زیادہ محبوب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ تھا آپ نے دعا کی یا اللہ میرے پاس (اس پرندہ کو کھانے کے لئے) اس آدمی کو بھیج دے جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو وہ میرے ساتھ

اس پرندہ کو کھائے پس حضرت علی آئے اور آپ کے ساتھ کھایا

عطاءِ مصطفوی لذاتِ مرتضوی

ترمذی شریف

قَالَ عَلِیٌّ کُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِیْ وَاِذَا سَکَتُّ ابْتَدَأَنِیْ (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں نے جب بھی حضور علیہ السلام سے مانگا سرکار نے عطا فرمایا تو میں جب کبھی بھی خاموش ہوا سرکار نے کلام میں ابتداء فرمائی۔

باب دار الحکمت

ترمذی شریف

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔

خصوصیات ثلاثہ

ترمذی شریف

عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَمَّرَ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ قَالَ اَمَّا ذَکَرْتُ ثَلَاثًا قَالَھُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَنْ اَسُبَّہٗ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ وَاحِدَۃٌ مِّنْھُنَّ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِعَلِیٍّ وَ خَلَّفَہٗ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْہِ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَخَلِّفُنِیْ مَعَ النِّسَآءِ

وَالصِّبْیَانِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ"

وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَوْمَ خَیْبَرَ "لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ"

قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَھَا فَقَالَ اُدْعُوْا اِلَیَّ عَلِیًّا قَالَ فَاَتَاہُ وَ بِہٖ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِیْ عَیْنِہٖ فَدَفَعَ الرَّایَۃَ اِلَیْہِ فَفَتَحَ اللّٰہُ

وَ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ کُمْ اَلْاٰیۃ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَ فَاطِمَۃَ وَ حَسَنًا وَ حُسَیْنًا فَقَالَ

"اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِیْ" (ترمذی شریف جلد ثانی ص۲۱۴)

عامر بن سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سعد کو امیر معاویہ نے (کسی علاقہ کا) امیر بنایا پس کہا تجھے کون سی چیز مانع ہے کہ تو ابو تراب پر سب نہیں کرتا سعد نے کہا میں نے ایسی تین چیزوں کا ذکر کیا جو مجھے سب علی سے مانع تھیں اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میں اسے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب جانتا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضور نے علی کو اپنے ایک غزوہ میں پیچھے چھوڑا اور حضرت علی نے عرض کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں پس حضور نے ارشاد فرمایا

"کیا اے علی تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو مجھ سے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام سے ہارون لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔"

اور خیبر کے دن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کل میں جھنڈا اُس مرد کو

دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو فرمایا علی کو بلاؤ حضرت علی آئے تو ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی آپ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن شریف لگایا اور جھنڈا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو الآیت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علی فاطمہ حسن و حسین کو بلایا اور کہا

''یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں''

تاریخ الخلفاء

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین فضیلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک وہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی لوگوں نے دریافت کیا وہ فضائل کیا ہیں تو آپ نے فرمایا:

اول: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا نکاح کیا

دوم: آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ ان کو وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں

سوم: جنگ خیبر میں علَم ان کو عطا فرمایا (تاریخ الخلفاء مترجم شمس بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۲۵۹)

الصواعق المحرقہ

(اَخرَجَ) اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَقَدْ اُعْطِیَ عَلِیٌّ ثَلَاثَةَ خِصَالٍ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ خَصْلَةٌ مِّنْهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ فَسُئِلَ مَا هِیَ قَالَ تَزْوِیْجُهٗ ابْنَتَهٗ وَ سُکْنَاهُ فِی الْمَسْجِدِ لَا یَحِلُّ لِیْ فِیْهِ مَا یَحِلُّ لَهٗ وَالرَّایَةُ یَوْمَ خَیْبَرَ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۷)

برقِ سوزاں

ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا علی کو تین چیزیں عطا کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک چیز بھی مجھے عطا ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی پوچھا گیا وہ کون سی چیزیں ہیں فرمایا

۱- انہوں نے حضور علیہ السلام کی لڑکی سے شادی کی

۲- مسجد میں ان کی سکونت ہوئی اس میں ان کیلئے جو کچھ جائز تھا وہ میرے لئے نہیں

۳- خیبر کی جنگ میں حضور علیہ السلام نے آپ کو جھنڈا عطا کیا

(برقِ سوزاں ص ۴۳۲-۴۳۳)

خود حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک

شرف النبی

حضرت علی بن ابی طالب نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر فرمایا علی! اللہ نے تمہیں تین چیزیں ایسی دی ہیں کہ دنیا میں دوسرے کو نصیب نہیں حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں تمہارا سسر نبی آخر الزماں ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمہاری بیوی نور چشم مصطفیٰ ہے۔ تمہارے بیٹے حسن و حسین ہیں تم میرے ہو میں تم میں سے ہوں۔ (شرف النبی امام عبدالملک بن عثمان نیشاپوری ص ۲۳۱ مطبوعہ لاہور)

علی تارا نبی دی انجمن دا   علی وارث محمد دے چمن دا
علی دے نام تھیں ہندا اے صائم   ایہہ گلدستہ مکمل پنجتن دا

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

لطیفہ عجیبہ

فقیر خادم اہلسنّت جامع مسجد محمدی رضوی اسٹیڈیم روڈ پر خطیب تھا۔ ۱۹۹۲ء۔

۱۹۹۳ء کا دور تھا فقیر نے یہی حدیث جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں بیان کی وہاں پر سنیت کو ایک شخص سر پر اٹھائے اٹھائے پھرتا تھا (عبداللہ نامی) اس شخص نے اہلسنّت کی ایک عظیم بلکہ سب سے بڑی درسگاہ کے ایک مفتی صاحب سے اس حدیث کی عبارت کو سوال بنا کر اس کے بیان کرنیوالے کے متعلق فتویٰ طلب کیا مفتی صاحب نے فوراً لکھ دیا ایسا شخص کافر ہے (فتویٰ کی نقل فقیر کے پاس موجود ہے) دلیل یہ دی کہ ہم دیو بندیوں کو اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ وہ امتی کو نبی سے بڑھا دیتے ہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں باقی رہا عمل تو اس میں امتی نبی کے مساوی ہی نہیں بلکہ بسا اوقات نبی سے بڑھ بھی جاتے ہیں لہٰذا امتی کو نبی سے بڑھانیوالے کافر ہیں اسی طرح یہ کہنے والا (کہ حضرت علی کو تین خصوصیات ایسی ملی ہیں جو کائنات میں کسی فرد کو نہیں ملیں) بھی کافر ہے کیونکہ اس نے نبی سے حضرت علی کو بڑھا دیا اور ویسے بھی یہ شیعہ عقائد ہیں۔ مفتی صاحب نے فتویٰ دیتے وقت یہ ملحوظ خاطر نہ رکھا کہ اس فقیر کی تو خیر ہے اس فتویٰ کی زد میں آج سے دس صدیاں پہلے کے مصنفین اور کتابیں بھی آئیں گی شرف النبی کے مصنف امام علامہ ابو سعید عبدالملک بن عثمان نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۷ھ میں واصل باللہ ہوئے گویا یہ کتاب ۱۰۰۰ سال پہلے کی ہے اور اس میں یہ الفاظ صراحت سے موجود ہیں کہ حضور نے فرمایا

"علی اللہ نے تمہیں تین چیزیں ایسی دی ہیں کہ دنیا میں دوسرے کو نصیب نہیں حتیٰ کہ مجھے بھی نہیں دی گئیں" (شرف النبی ص ۲۴۱)

اب مفتی صاحب قبلہ ہی اس کا فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کون کون کافر ہے؟ اقبال مرحوم کہتے ہیں

توحید ہستی ہم ہیں سارا جہاں ہمارا
ہم کافروں کے کافر کافر خدا ہمارا

اور

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
کافر یہ سمجھتے ہیں مسلمان ہوں میں

اور پھر فوراً ایسے عقائد کو شیعہ قرار دینے کی وجہ سے ہی لوگ شیعہ ہوتے چلے گئے اور ہو رہے ہیں کیونکہ جب انہیں اپنے سب سے بڑے ادارہ کے مفتی صاحب سے ایسے فتوے ملیں گے جن سے بغض اہل بیت کی بو ٹپکتی ہو تو پھر وہ محبین اہل بیت ایسی جگہ تلاش کریں گے جہاں سے انہیں خوشبوئے محبت اہل بیت ملتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عظمت اہل بیت کو اسی زاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ جیسے دس صدیاں پہلے سے ہمارے اکابرین نے بیان کیا اور کرتے چلے آرہے ہیں تاکہ لوگ کم از کم اپنے مسلک کو پہچانتے ہوئے اسی پرانے مسلک سے وابستہ رہیں اور غلط راہوں پر نہ نکل پڑیں۔

نبی اکرم کا حضرت علی سے سرگوشی فرمانا الحدیث

ترمذی شریف

(15) عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ طائف کے دن نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی لوگوں نے کہا حضور کی اپنے ابن عم سے سرگوشی طویل ہوگئی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کے ساتھ میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

پنجتن کی محبت

ترمذی شریف' الصواعق المحرقہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ حَسَنٍ وَ حُسَیْنٍ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَ اَبَاھُمَا وَ اُمَّھُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ترمذی شریف جلد ثانی ۲۱۵' الصواعق المحرقہ ص ۱۸۷

برقِ سوزاں

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور فرمایا)

جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ماں سے محبت کی وہ قیامت کے روز میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا (برقِ سوزاں ص ۶۲۵)

جہیڑا پنجتن نال پیار نئیں اوہدے کلمے تے اعتبار نہیں

سرکار کی ایک دعا

ترمذی شریف

حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَیْشًا فِیْھِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۶۱۵)

حضرت ام عطیہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں علی بھی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے یا اللہ اس وقت تک مجھے موت نہ دینا جب تک علی کو مجھے نہ دکھا دے (یعنی جب تک میں علی کو واپس آتے نہ دیکھ لوں)

کیا محبت ہے کیا دعا ہے؟ ساری دنیا تڑپ تڑپ کر کہتی ہے یا اللہ ہمیں مرنے

سے پہلے حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب فرما اور حضور دعا فرما رہے ہیں کہ اے میرے مولا مجھے موت نہ دیجو جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔ یہ ہے مقام و مرتبہ حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا۔

علی سیّد العرب

المستدرک

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیّد العرب کو میرے پاس لاؤ

فَقَالَتْ عَائشۃ اَلَسْتَ سَیِّدَ الْعَرَبِ فقال انا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ وَھُوَ سَیِّدُ الْعَرَبِ ورواہ

الصواعق المحرقہ

اَلْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِلَفْظِ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَ عَلِیٌّ سیّد العرب (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲) (المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۲۴)

برقِ سوزاں

حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ کیا آپ سیّد العرب نہیں ہیں فرمایا میں سیّد العالمین ہوں اور یہ سیّد العرب ہے حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس سے یہ الفاظ بیان کئے ہیں کہ

اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدم وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ م

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عربوں کا سردار ہے۔ (برقِ سوزاں ص ۴۱۶)

علی کو دیکھنا عبادت ہے

الصواعق المحرقہ' تفسیر عزیزی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ

(الصواعق المحرقہ ص۱۲۳ عربی۔ تفسیر عزیزی اردو پارہ ۳۰ ص ۳۲۷)

المستدرک للحاکم

عن ابی سعید الخدری و عمرآن بن الحصین (المستدرک للحاکم جلد۳ ص۱۴۱)

برقِ سوزاں

طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔

رندوں کیلئے میخانے کی ہر رسم عبادت ہوتی ہے
دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی (الحدیث)

الصواعق المحرقہ، برقِ سوزاں

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ (الصواعق المحرقہ ۱۲۳)

ابویعلیٰ اور بزار نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (برقِ سوزاں ص۴۲۰)

جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا (الحدیث)

الصواعق المحرقہ

عَنْ اُمِّ سلمة قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ (الصواعق ص ۱۲۳)

برقِ سوزاں

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا (برق سوزاں ص۴۲۱)

قرآن علی کیساتھ علی قرآن کیساتھ

الصواعق المحرقہ، تاریخ الخلفاء

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ (الصواعق المحرقہ ۱۲۴)

برقِ سوزاں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے وہ حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ (برقِ سوزاں ص۴۲۱)

حضرت علی کا ختم قرآن

شواہد النبوت

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں ڈالتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔ (شواہد النبوت از علامہ جامی اردو ص۲۸۰)

یگانہ شہید پر میرا باپ قربان

الصواعق المحرقہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَئَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلْتَزَمَ عَلِیًّا وَ قَبَّلَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ الْوَحِیْدُ الشَّهِیْدُ (الصواعق المحرقہ ۱۲۴)

برقِ سوزاں

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو حضرت علی کے ساتھ چمٹے ہوئے دیکھا اور انہیں بوسے دیتے ہوئے آپ فرمارہے تھے میرا باپ یگانہ شہید پر قربان ہو۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۲)

حضور کا خطبہ

شرف النبی

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اللہ تعالیٰ کا شکر اور سپاس ادا کیا فرمایا لوگو تم جانتے نہیں میری دوستی میرے اہل بیت کی دوستی میرے صحابہ کی دوستی قیامت تک میری امت پر فرض ہے پھر آپ نے سیدنا صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باری باری بلا کر سینے سے لگایا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان کے فضائل بیان فرمائے اس کے بعد آپ نے فرمایا علی کہاں ہیں؟ حضرت علی اٹھے قریب آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ میں یہ کھڑا ہوں آپ نے فرمایا میرے نزدیک آؤ حضرت علی قریب تر آئے آپ نے حضرت علی کو اپنے ساتھ لگا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ہم نے دیکھا کہ حضور کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاشر مسلماناں یہ علی ابن ابی طالب ہیں یہ مہاجر و انصار کے سردار ہیں یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے چچا کے لڑکے ہیں یہ میرے داماد ہیں یہ میرا خون ہیں یہ میرا گوشت ہیں یہ سبطین کے باپ ہیں حسن و حسین کے والد ہیں جوانان اہل بہشت کے باپ ہیں یہ وہ شخص ہے جس نے میرے غم اپنے ذمے لے لئے تھے یہ اللہ کے شیر ہیں اللہ کی تلوار ہیں ان کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

(شرف النبی ص ۲۷۳۔۲۷۵)

مقام شیر خدا بزبان حبیب خدا

شرف النبی

جس دن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فتح خیبر سے واپس آئے حضور نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا

اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری قوم کے کچھ لوگ ہمارے متعلق وہ بات کہنا شروع کر دیں گے جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی تھی تو میں تمہارے متعلق یہ کہتا کہ

''لوگ تمہارے رستہ کی مٹی کو چومیں تو حق ادا نہیں ہو سکتا''

''تمہارے وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کریں تو انہیں شفا ہو جائے''

ولیکن تمہاری اتنی ہی قدر و منزلت کافی ہے کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے لیکن میرے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے کوئی پیغمبر نہیں آئے گا تم نے میری ذمہ داری امانتیں دے کر پوری کر دی تم میری سنت پر کفار سے لڑتے رہے

''تم آخرت میں میرے ساتھ ہو گے''

''تم حوض کوثر پر میرے ساتھی ہو گے''

''تم سب سے پہلے شخص ہو گے جسے خلعت سے نوازا جائے گا''

''تم میری امت کے پہلے شخص ہو گے جو بہشت میں قدم رکھو گے''

تمہارے دوست اور محبت کرنیوالے نور کے ممبروں پر کھڑے ہوں گے قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی اور درخشاں ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا وہ میرے ہمسایہ میں ہوں گے۔

تمہاری جنگ میری جنگ ہوگی تمہاری صلح میری صلح ہے

تمہارا راز دار میرا راز ہے تمہارا ظاہر میرا ظاہر ہے تمہارے دل کے راز میرے راز ہیں

تمہارے بیٹے میرے بیٹے ہیں تم میرے وعدے پورے کرو گے حق تمہارے ساتھ ہوگا

ساری امت میں تمہارے جیسا عادل کوئی نہیں ہے حق تمہارے ساتھ ہے حق

تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل میں ہے حق تمہاری آنکھوں میں ہے تمہارے گوشت پوست میں ایمان رچا بسا ہے ایمان تمہارے خون سے جدا نہیں ہو سکتا تمہارا کوئی دشمن حوض کوثر پر نہیں آ سکتا تمہارا دوست حوض کوثر کے انعام سے محروم نہیں رہ سکتا۔ (شرف النبی مطبوعہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ص ۲۷۷)

بغیر حب علی مدعا نہیں ملتا عبادتوں کا بھی ہرگز صلہ نہیں ملتا
خدا کے بندو سنو غور سے خدا کی قسم جسے علی نہیں ملتا خدا نہیں ملتا

علی کی اولاد نبی کی ذریت

الصواعق المحرقہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴)

برقِ سوزاں

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو علی ابن ابی طالب کی صلب میں رکھا ہے۔ (برق سوزاں ص ۴۲۴)

علی کے بیٹے نبی کے بیٹے

الخصائص النسائی

اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ طَرَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً لِبَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَاهُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا هُوَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَانِ اِبْنَایَ وَ اِبْنَا بِنْتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اِنِّيْ

اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا (الخصائص النسائی ص ۳۶)

خصائص نسائی اردو

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں کسی کام کے لئے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ کسی چیز پر چادر لپیٹے ہوئے باہر تشریف لائے میں نہیں جانتا تھا کہ وہ چیز کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف فرما ہونے کے بعد میں اپنی حاجت بیان کر چکا تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کس چیز پر چادر لپیٹے ہوئے ہیں آپ نے چادر ہٹائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرات حسنین آپ کی دونوں رانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ تجھے علم ہے کہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت رکھ۔ (خصائص نسائی اردو ص ۸۰۔۸۱ مطبوعہ فیصل آباد)

الخصائص النسائی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتْنِيْ وَ اَبُوْ وَلَدِيْ اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ
(الخصائص النسائی ص ۳۶)

خصائص نسائی اردو

حضرت زید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی آپ میرے داماد ہیں اور میرے بیٹوں کے باپ ہیں آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔ (خصائص النسائی ص ۸۰ اردو)

علی کے بیٹوں کا باپ میں ہوں (فرمان رسول)

شرف النبی

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کسی کی ایک ولدیت ہوتی ہے اور ہر بیٹے کی نسبت اس کے والد سے ہوتی ہے مگر

میری بیٹی فاطمہ کے بیٹوں کی نسبت میرے ساتھ ہے میں ہی ان کا ولی ہوں میں ہی ان کا باپ ہوں اور وہ میرے اہل بیت ہیں وہ میرا خون ہیں وہ میرا جگر ہیں۔ (شرف النبی ص ۲۵۵)

حضرات حسنین حضور کو ابا کہہ کر پکارتے

شرف النبی

حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن وحسین مجھے بابا یا ابا کہہ کر نہ پکارتے وہ رسول مقبول کو بابا اور ابا کہہ کر بلاتے یہ حضور کی محبت کا ایک کرشمہ تھا۔ (شرف النبی ص ۲۵۰)

اولادِ علی۔شبیہانِ مصطفیٰ

شرف النبی

ایک دن حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حسنین کریمین کو کھیلتے دیکھا دونوں کو اپنی گود میں اٹھا کر چوما اور کہا خدا کی قسم تم علی جیسے نہیں تم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دکھائی دیتے ہو یہ بات سن کر حضرت علی مسکرا رہے تھے۔

(شرف النبی ص ۲۶۳)

حضرات حسنین میرے بیٹے ہیں (ارشادِ نبوی)

شرف النبی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی میں نے سنا۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اِبْنَایَ ۔ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (شرف النبی ص ۲۵۵)

حبِّ علی

کنوز الحقائق

حُبُّ عَلِيٍّ بَرَاۤءَۃٌ مِنَ النَّارِ

علی کی محبت دوزخ کی آگ سے نجات (کا سبب) ہے۔ (کنوز الحقائق جلد ا ص ۱۱۷)

حُبُّ عَلِيٍّ بَرَاۤءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ

علی کی محبت منافقت سے نجات ہے۔ (کنوز الحقائق جلد ا ص ۱۱۶)

حُبُّ عَلِيٍّ يَأْكُلُ الذُّنُوبَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ۔ علی کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (کنوز الحقائق جلد ا ص ۱۱۷)

حُبُّ عَلِيٍّ حَسَنَةٌ لَا تَضُرُّ مَعَهَا سَيِّئَةٌ ۔ علی کی محبت وہ نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی بدی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ (کنوز الحقائق جلد ا ص ۱۱۷)

بغضِ علی

کنوز الحقائق

بُغْضُ عَلِيٍّ سَيِّئَةٌ لَا تَنْفَعُ مَعَهَا حَسَنَةٌ

علی کا بغض وہ بدی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی نفع نہیں دے سکتی

(کنوز الحقائق جلد ا ص ۹۹)

کوکب درّی

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبَدَ اللّٰهَ مِثْلَ مَا قَامَ نُوحٌ فِي قَوْمِهِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمُدَّ فِي عُمُرِهِ حَتّٰى يَحُجَّ اَلْفَ عَامٍ عَلٰى قَدَمَيْهِ ثُمَّ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قُتِلَ مَظْلُومًا لَمْ يُوَالِكَ يَا عَلِيُّ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَمْ يَدْخُلْهَا (کوکب دری مترجم ص ۲۰۵)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اللہ کی اتنی عبادت کرے جتنی نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ فرمائی اور اس شخص کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو وہ فی سبیل اللہ خرچ کردے اس کی عمر اتنی طویل ہو کہ ایک ہزار مرتبہ پیدل جا کر بیت اللہ کا حج کرے پھر وہ صفا

اور مروہ کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے لیکن اے علی وہ تجھ سے محبت نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا اور نہ اس میں داخل ہو گا۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

الصواعق المحرقہ

وَرُوِیَ ابْنُ سَمَاكٍ اَنَّ اَبَابَکْرٍ قَالَ لَهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَجُوْزُ اَحَدُ نِ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَهُ عَلِیٌّ الْجَوَازَ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۶)

برقِ سوزاں

ابن سماک نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا میں نے نبی اکرم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص پل صراط سے گزر نہیں سکے گا سوائے اس کے کہ حضرت علی نے اس کے لئے گزرنے کا لکھا ہو۔

(برقِ سوزاں ص ۴۲۹)

دیکھو تو دین و دنیا کا سلطان علی ہے
قبر کا اور حشر کا سامان علی ہے
ایمان کے متلاشیو ایمان کی کہہ دوں
ایمان کی قسم میرا ایمان علی ہے

اور

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
اسی سے اس کی طبع بہرہ مند ہوتی ہے
دل نجس میں سماتی نہیں ہے حبِ علی
یہ بہت ہی نفاست پسند ہوتی ہے

الریاض النضرہ

عَنْ قَیْسِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ

قیس ابن حازم کہتے ہیں

اِلْتَقٰی اَبُوْبَکْرٍ فِیْ وَجْهِ عَلِیٍّ۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی کی ملاقات ہوئی۔ فَتَبَسَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ وَجْهِ عَلِیٍّ۔ حضرت ابوبکر حضرت علی کا چہرہ دیکھ کر مسکرائے۔ فَقَالَ لَهُ۔ حضرت علی نے پوچھا۔ مَا لَكَ تَبَسَّمْتَ۔ اے ابوبکر کیوں مسکرا رہے ہو۔

فقیر کہنا چاہتا ہے کہ جب حضرت علی نے پوچھا ہو گا کہ میرا چہرہ دیکھ کر کیوں مسکرائے ہو تو صدیق نے ضرور یہ فرمایا ہو گا کہ میں تو بفرمان مصطفیٰ عبادت کر رہا ہوں کیونکہ حضور نے فرمایا اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔

رندوں کے لئے میخانے کی ہر رسم عبادت ہوتی ہے
دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

اور فقیر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہے کہ اس عبادت سے ہمارے آقا نے ہمیں محروم نہ فرمایا بلکہ فرمایا تم میں اگر علی موجود نہیں تو اے گنہگار امتیو مت غم کرنا تم صرف علی کا ذکر کر لینا یہ بھی عبادت ہے فرمایا۔ ذکر العَلِیِّ عِبَادَۃ۔ علی کا ذکر عبادت ہے۔

اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن
جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی
رحمت نے لے لیا مجھے آغوشِ نور میں
میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی

فرمایا علی کیوں مسکراتے ہو۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فرمایا میں کیوں نہ مسکراؤں میں نے نبی اکرم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

لَا یَجُوْزُ اَحَدِ نِ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَهُ عَلِیٌّ نِ الْجَوَازَ

اس وقت تک کوئی بھی پل صراط عبور نہ کر سکے گا جب تک علی پروانہ نہ لکھ کر دیں گے۔ (الریاض النضرۃ جلد دوم ص ۱۳۷ علامہ محب طبری)

اور بعض روایات میں یہ موجود ہے کہ علی بھی مسکرائے اور فرمایا اے ابوبکر تمہیں مبارک ہو اگر حضور نے ایسے فرمایا ہے تو حضور کا یہ ارشاد بھی میں نے سنا ہے کہ علی پروانہ اسے دیں گے جس کا دل صدیق کی محبت سے لبریز ہو گا۔ لہٰذا محبان سیّدنا صدیق اکبر اور غلامان سیّدنا علی المرتضیٰ کو خوشخبری ہو کہ وہ علی کے دہندہ و عطا فرمودہ پروانے کی بدولت پل صراط سے گزر جائیں گے۔

(الریاض النضرۃ جلد۲ ص۱۰۶۔ المستدرک ج۳ ص۱۴۱ (۲ الجامع الصغیر ص۶۶۵ ج۱)

خیریں خیریں لنگھ جاساں پل صراط
میرے ہتھ پلّا نبی دی آل دا

قسیم الجنة والنّار

الصواعق المحرقہ، الریاض النضرہ

قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اَنْتَ قَسِيْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (الصواعق المحرقہ ص۱۲۶ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

برقِ سوزاں

آپ کو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی قیامت کے روز تو جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے۔ (برقِ سوزاں ص۴۲۹)

عنترہ نے علی رضا سے بیان کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو دوزخ اور جنت کا تقسیم کنندہ ہے یعنی قیامت کے روز آگ کہے گی یہ میرے لئے (مبغض علی) اور وہ تیرے لئے (محب علی) (برقِ سوزاں ص۴۲۹)

شرف النبی

حضرت عاصم بن حمزہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے میں داخل ہوں گا فاطمہ ہوں گی حسن ہو گا اور حسین ہو گا حضرت علی نے پوچھا یا رسول اللہ ہمارے دوست

حضور نے فرمایا تمہارے بعد تمہارے دوست آتے جائیں گے۔ (شرف النبی ص۲۵۸)

مشکل کشاء۔ حضرت فاروق اعظم کا عقیدہ

الصواعق المحرقہ

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُعْضِلَةٍ لَيْسَ لَهَا اَبُو الْحَسَنِ يَعْنِيْ عَلِيًّا (الصواعق المحرقہ ص۱۲۷)

برقِ سوزاں

سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر نے فرمایا ہم اس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو علی حل نہ کر سکیں۔ (برقِ سوزاں ص۴۳۱)

الاستیعاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مقام پر فرمایا
لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ
اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (الاستیعاب جلد۲ ص۴۷۴)
اس واقعہ کی تفصیل اپنے مقام پر (حضرت علی کے علمی مقام) میں بیان کی جائے گی انشاء اللہ العزیز گیا کہ حضرت عمر کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ
میرے مشکل کشا مولا علی ہیں
میرے حاجت روا مولا علی ہیں

علی۔ حامل لواء الحمد

الریاض النضرہ

عَنْ مَحْدُوْجِ بْنِ زَيْدِ الذَّهْلِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ اَبْشِرْ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى بِكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّيْ فَيُدْفَعُ اِلَيْكَ لِوَائِيْ وَهُوَ لِوَاءُ الْحَمْدِ

(الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد ثانی ص۱۷۱)

مخدوج بن زید دہلی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا تمہیں مبارک ہو میری قرابت کی وجہ سے تم سب سے پہلے بلائے جاؤ گے تمہیں لواء الحمد دیا جائے گا۔

الریاض النضرہ

قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْتَطِيْعُ عَلِيٌّ اَنْ يَحْمِلَ لِوَآءَ الْحَمْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ لَا يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ وَقَدْ اُعْطِيَ خِصَالًا شَتّٰى صَبْرًا كَصَبْرِيْ وَحُسْنًا لِحُسْنِ يُوْسُفَ وَكَقُوَّةٍ لِقُوَّةِ جِبْرَائِيْلَ (الریاض النضرہ جلد ثانی ص ۱۷۲)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ حضرت علی لواء الحمد اٹھانے کی طاقت کس طرح پائیں گے فرمایا وہ کس طرح طاقت نہیں پا سکتے ان کو بہت سی مختلف خصلتیں عطا کی گئی ہیں صبر میرے صبر جیسا حسن یوسف علیہ السلام جیسا اور قوت حضرت جبرائیل جیسی

علی میری نظیر ہے (فرمان نبوی)

الریاض النضرہ

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ نَظِيْرٌ فِيْ اُمَّتِهٖ وَعَلِيٌّ نَظِيْرِيْ

(الریاض النضرہ جلد ثانی ص ۱۲۰ جواہر البحار علامہ نبہانی ص ۳۶۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کی نظیر اس کی امت میں نہ ہو اور علی میری نظیر ہیں۔

علی شبیہ انبیاء

الریاض النضرہ

عَنْ اَبِي الْحَمْرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى اٰدَمَ فِيْ عِلْمِهٖ وَاِلٰى نُوْحٍ فِيْ فَهْمِهٖ وَاِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حِلْمِهٖ وَاِلٰى يَحْيَى ابْنِ زَكَرِيَّا فِيْ زُهْدِهٖ وَاِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ فِيْ بَطْشِهٖ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

(الریاض النضرہ جلد ثانی ص ۱۹۶)

ابو الحمراء فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آدم علیہ السلام کا علم، نوح علیہ السلام کا فہم، ابراہیم علیہ السلام کا حلم، یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور موسیٰ علیہ السلام کا بطش دیکھنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کو دیکھا کرے۔

مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے اوصاف کی جھلکیں حضرت علی میں نظر آئیں گی جھلک کے نظر آنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حضرت علی باوجود نبی نہ ہونے کے ان کے برابر ہوں بلکہ ان کے اوصاف سے کچھ نہ کچھ حضرت علی میں ضرور موجود ہے۔

علی - یَعْسُوْبُ الْمُسْلِمِيْنَ

الصواعق المحرقہ

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ يَعْسُوْبُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمَالُ يَعْسُوْبُ الْمُنَافِقِيْنَ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت علی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مومنین کا بادشاہ ہے اور مال منافقین کا بادشاہ ہے۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۶)

علی - بابِ بخشش

الصواعق المحرقہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ بَابُ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا

(الصواعق المحرقہ ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی گناہوں کے بخشنے کا دروازہ ہے جو اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا اور جو اس سے نکل جائیگا وہ کافر ہوگا۔ (برقِ سوزاں ۴۲۵)

علی- بمنزل سر کے

الصواعق الحرقہ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ رَأْسِيْ مِنْ بَدَنِيْ (الصواعق الحرقہ ص ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا علی کا مقام مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میرے بدن سے سر کا (برقِ سوزاں ص ۴۲۵)

علی- جنت کا ستارہ

الصواعق الحرقہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ يَزْهُوْ فِي الْجَنَّةِ كَكَوْكَبِ الصُّبْحِ لِاَهْلِ الدُّنْيَا (الصواعق الحرقہ ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی جنت میں یوں چمکے گا جیسا اہل دنیا کے لئے صبح کا ستارہ (برقِ سوزاں ص ۴۲۵)

علی- میرا قرض ادا کرے گا (فرمان رسول)

الصواعق الحرقہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ يَقْضِيْ دَيْنِيْ

(الصواعق الحرقہ ص ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی میرا قرض ادا کرے گا۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۶)

علی- عنوان صحیفۂ مومن

الصواعق الحرقہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُنْوَانُ صَحِيْفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (الصواعق الحرقہ ص ۱۲۵)

حضرت انس سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے صحیفہ کا عنوان علی بن ابی طالب کی محبت ہے۔

برقِ سوزاں

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی نیکو کاروں کا امام اور فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی مدد کرے گا وہ منصور ہوگا جو اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا مخذول ہوگا۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۵)

علی امام البررہ

الصواعق الحرقہ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ عَلِيٌّ اِمَامُ الْبَرَرَةِ وَ قَاتِلُ الْفَجَرَةِ مَنْصُوْرٌ مَنْ نَصَرَهُ مَخْذُوْلٌ مَنْ خَذَلَهُ (الصواعق الحرقہ ص ۱۲۵)

برقِ سوزاں

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی نیکوکاروں کا امام اور فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی مدد کرے گا وہ منصور ہوگا جو اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا مخذول ہوگا۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۵)

علی ۔ اچھا بھائی

الصواعق المحرقہ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ اِخْوَتِیْ عَلِیٌّ وَ خَیْرُ اَعْمَامِیْ حَمْزَةُ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲)

برقِ سوزاں

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بہترین بھائی علی ہے اور بہترین چچا حمزہ ہے۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۰)

جس نے علی کو اذیت دی

الصواعق المحرقہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا وَقَدْ اٰذَانِیْ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳)

برقِ سوزاں

سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (برقِ سوزاں ص ۴۲۰)

چاروں سے محبت کرو

الصواعق المحرقہ

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْهُمْ یَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا وَ اَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲)

برقِ سوزاں

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ چار آدمیوں سے محبت کیا کرو اور مجھے یہ بھی بتایا کہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہمیں ان کے نام بتا دیجئے فرمایا ان میں سے ایک علی ہے بقایا تین ابوذر مقداد اور سلمان ہیں۔ (برقِ سوزاں ص ۴۱۷)

علی کی اطاعت ۔ نبی کی اطاعت

المستدرک للحاکم

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَكَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ عَصَاكَ فَقَدْ عَصَانِیْ

(المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۲۸)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے تیری (حضرت علی کی) اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

علی حجۃ اللہ

کنوز الحقائق

نبی کریم رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا

اَنَا وَهٰذَا حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (کنوز الحقائق جلد ۱ ص ۸۰)

میں اور یہ قیامت کے دن خدا کی ساری مخلوق پر خدا کی حجت و دلیل ہوں گے

علی ناصر رسول خدا

تاریخ بغداد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا

تفسیر درمنثور

لَمَّا عُرِجَ بِيْ رَاَيْتُ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ نَصَرْتُهٗ بِعَلِيٍّ

(تاریخ بغداد جلد ۱۱ ص ۱۷۳، تفسیر درمنثور جلد ۴ ص ۱۵۳)

جب مجھے معراج کی شب اوپر لیجایا گیا تو میں نے دیکھا کہ ساق عرش لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں نے ان کی علی کے ساتھ تائید و نصرت فرمائی۔

جو اپنے لئے - وہ علی کیلئے

الخصائص النسائی

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ فَاتَّكَاَ اِلٰى جَنْبِيْ ثُمَّ سَجَّانِيْ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَدْ بَرَاْتُ قَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ يُصَلِّيْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ جَاءَ فَرَفَعَ الثَّوْبَ وَقَالَ قُمْ يَا عَلِيُّ فَقُمْتُ وَقَدْ بَرَءْتُ كَاَنَّمَا لَمْ اَشْكُ شَيْئًا قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا سَاَلْتُ رَبِّيْ شَيْئًا فِيْ صَلٰوتِيْ اِلَّا اَعْطَانِيْ وَمَا سَاَلْتُ لِنَفْسِيْ شَيْئًا اِلَّا سَاَلْتُ لَكَ (الخصائص النسائی ص ۳۷-۳۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں علیل ہوا تو حضور علیہ السلام نے میری عیادت فرمائی اور جب آپ تشریف لائے تو میں پہلو کے بل بیٹا ہوا تھا آپ نے

میرے پہلو کے ساتھ ٹیک لگائی پھر مجھے اپنے کپڑے اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں (علی) تندرست ہو گیا ہوں تو آپ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ پھر تشریف لائے اور کپڑا اٹھا کر فرمایا اے علی اٹھو میں اٹھ گیا اور بالکل تندرست ہو چکا تھا گویا کہ مجھے کوئی شکایت (علالت کی) نہ تھی آپ نے فرمایا میں نے اپنی نماز میں اپنے اللہ سے جو کچھ بھی مانگا اس نے مجھے عطا فرمایا اور جو کچھ (اے علی) میں نے اپنے لئے مانگا وہ تیرے لئے بھی مانگا۔

علی - صدیق اکبر

ابن ماجہ شریف

اَنَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ اِلَّا كَذَّابٌ (ابن ماجہ شریف ص ۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد اگر کوئی صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔

آخری الفاظ قابل غور ہیں جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے آپ نے فرمایا میرے بعد صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کذب ہے اور ایسا دعویٰ کرنے والا کاذب ہے معلوم ہوا کہ آپ سے پہلے جس نے صدیق اکبر کا لقب پایا وہ بالکل حق اور سچ ہے اور اس کا منکر حضرت علی کا منکر ہے۔

شرف النبی

حضور نبی کریم مالک کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں تین صدیق ہیں خبرئیل آل فرعون میں صدیق تھے۔ حبیب نجار آل یاسین کے صدیق تھے اور علی ابن ابی طالب آل محمد کے صدیق ہیں۔ (شرف النبی ص ۲۷۸ مطبوعہ لاہور)

اسد الغابہ

حضرت ابولیلیٰ غفاری فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ

هُوَ الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ وَهُوَ الْفَارُوْقُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

(اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ جلد ۵ ص ۲۸۷)

وہ (علی) صدیق اکبر ہیں وہ اس امت کے فاروق ہیں جو کہ حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں۔

الریاض النضرہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ حضرت علی کو فرما رہے تھے

اَنْتَ الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ وَ اَنْتَ الْفَارُوْقُ الَّذِىْ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۰۶)

تو صدیق اکبر ہے اور تو فاروق ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔

الخصائص النسائی

حضرت عمر بن عباد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا

اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا صِدِّيْقُ نِ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِىْ اِلَّا كَاذِبٌ (الخصائص النسائی ص ۳)

میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں اس کا میرے بعد سوائے جھوٹے کے کوئی دعویٰ نہیں کرے گا۔

مخصوص دعائیں

الخصائص النسائی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کی محبت میں متفرق آپ کے چچا انتقال فرما گئے ہیں ان کی تدفین کون کرے گا آپ نے فرمایا تم خود کرو گے اور واپس

آنے تک کوئی نیا کام نہ کرنا دفنانے کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم فرمایا اور آپ نے ایسی دعائیں فرمائیں کہ روئے زمین پر مجھے ان سے زیادہ خوش کرنیوالی کوئی چیز نہیں۔ (خصائص النسائی اردو ص ۸۴ عربی ص ۳۸)

الخصائص النسائی

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَجَعْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِىْ كَلِمَةً مَا اُحِبُّ اَنَّ لِىْ بِهَا الدُّنْيَا

(الخصائص النسائی ص ۳۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آیا تو آپ نے مجھے ایک ایسی بات کہی کہ اگر مجھے اس کے بدلے میں ساری دنیا بھی مل جاتی تو میں اسے پسند نہ کرتا۔ (الخصائص النسائی اردو ص ۸۵-۸۴)

علی۔ مثل بیت اللہ (الحدیث)

اسد الغابہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ كَعْبَةٍ تُؤْتٰى وَلَا تَاْتِىْ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۴ ص ۳۱ مطبوعہ بیروت)

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے علی) تم بمنزلہ کعبہ کے ہو لوگ تمہارے پاس آئیں گے تم ان کے پاس نہیں جاؤ گے۔

کعبہ بیت اللہ شریف ہے اور علی اہل بیت ہے اسی لئے سمجھنے والوں نے اس ارشاد مبارک کو خوب سمجھا ہے اور ہم نے گزشتہ اوراق میں اس پر وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ابن ماجہ کی روایت سے جب ایک مومن کی شان اللہ کے

نزدیک کعبہ سے اعظم ہے تو پھر جان مومنین حضرت علی کی شان کعبہ سے زیادہ کیوں نہیں ہوسکتی؟

ضربت علی-مبارزت علی-قتال علی

سیرت حلبیہ

قَالَ قَتْلُ عَلِيٍّ لِعَمَرو وبْنِ عَبدِ وَدٍّا اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

(سیرت حلبیہ جلد۲ ص۶۴۲)

فرمایا حضرت علی کا عمرابن ود کو قتل کرنا عبادت ثقلین سے افضل ہے۔

مقتل خوارزمی

لَمُبَارِزَةُ عَلِيٍّ ابنِ اَبِی طَالِبٍ یَوْمَ الخَندَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِی اِلٰی یَوْمِ القِیَامَةِ (مقتل خوارزمی ص۴۵)(تفسیر کبیر جلد۲ ص۳۰۱)

البتہ مبارزت علی ابن ابی طالب خندق کے دن قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔

ینابیع المودۃ

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنهُ ضَرْبَةُ عَلِيٍّ فِیْ یوم الخَندَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِی اِلٰی یَوْمِ القِیَامَةِ (ینابیع المودۃ ص۹۵)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں۔علی کی یوم خندق کی ضرب میری قیامت تک کی امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔

معارج النبوت فارسی

یعنی مبارزت علی در روز خندق فاضل تر است از اعمال امت من تا بروز قیامت و امیر المومنین ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما در مجلس بودند کہ وے درآمد ہر دو برخاستند و فرق مبارک را بوسیدند۔

(معارج النبوت رکن چہارم ص۱۳۰)

معارج النبوت اردو

نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا مُبَارِزَةُ عَلِيِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ یَوْمَ الخَندَقِ اَفْضَلُ مِن اَعْمَالِ اُمَّتِی اِلٰی یَوْمِ القِیَامَةِ

یعنی علی کی روز خندق کی مبارزت قیامت تک میری امت کے اعمال سے زیادہ افضل ہے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجلس ہمایوں میں موجود تھے جب وہ آئے تو کھڑے ہو گئے اور علی کے سر کو بوسہ دیا۔

(معارج النبوت مترجم جلد سوم ص۲۳۶ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

مدارج النبوت

جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ

لَمُبَارِزَةُ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ یوم الخَندَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِی اِلٰی یَوْ القِیَامَةِ

یعنی حضرت علی مرتضٰی کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔(مدارج النبوت جلد دوم ص۲۹۷ مترجم مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

سیّدنا علی المرتضٰی شیر خدا کا یہ مقام خارجی ملاؤں کو برداشت نہ ہو سکا اور اس حدیث پاک کو باوجود حضرت شیخ محقق علی الاطلاق کے نقل فرمانے کے شیعی روایت اور من گھڑت قرار دیدیا گیا۔

یہ انفرادی خصوصیت اتنی بڑی فضیلت کی حامل ہے کہ غور کیجئے زبان مبارک نبوی سے یہ فرمان باری ہو رہا ہے۔قیامت تک آنے والے

ولیوں کی عبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، اعمال صالحہ وافعال طیبہ

غوثوں کی عبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، اعمال صالحہ وافعال طیبہ

قطبوں کی عبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، اعمال صالحہ وافعال طیبہ

ابدالوں کی عبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، اعمال صالحہ وافعال طیبہ

اوتادوں کی عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ، اعمال صالحہ و افعال طیبہ
اور تمام عبادت گزاروں زہد و تقویٰ والوں کی عبادت و ریاضت ایک طرف ہو اور یہ ایک مبارزت علی ایک طرف ہو تو پھر بھی یہ ایک مبارزت ان تمام عبادتوں ریاضتوں اور اعمال سے زیادہ وزنی اور بھاری فضیلت کی حامل ہو گی اور ان سے افضل ہو گی اور یہ عقیدہ بناوٹی عقیدہ نہیں بلکہ حدیث رسول سے مستنبط شدہ عقیدہ ہے۔

علی-ایمان کل

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عمرو ابن عبدود سے مبارزت فرمائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علی ابن ابی طالب

اَلآنَ بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ لِلشِّرْکِ کُلِّہٖ (علی ابن ابی طالب ص ۱۴۵)
اب کل ایمان کل شرک کے لئے مبارزت کر رہا ہے

ینابیع المودۃ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہُ قَالَ لَمَّا بَرَزَ عَلِیٌّ اِلٰی عَمرو ابن عَبدِ وَدٍّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ اِلَی الشِّرْکِ کُلِّہٖ (ینابیع المودۃ ص ۹۴)
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی عمرو ابن عبدود کے مقابلہ میں نکلے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ایمان کل شرک کے مقابلہ کی طرف نکل رہا ہے۔

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار

مدارج النبوت

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب علی مرتضیٰ نے کمال بہادری دکھائی اور حضور علیہ السلام کی نصرت (میدان احد) میں کی تو جبرئیل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ علی مرتضیٰ نے آپ کے ساتھ کمال بہادری و جواں مردی دکھائی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّہٗ مِنِّی وَاَنَا مِنْہُ بلاشبہ یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں یہ کمال اتحاد اخلاص اور یگانگی کا اظہار ہے حدیث میں ہے جب حضور نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا تو جبرئیل نے عرض کیا وَاَنَا مِنْکُمَا اور میں تم دونوں کا ہوں بیان کرتے ہیں کہ غیب سے ایک آواز لوگوں نے سنی جو کہہ رہا تھا لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار کوئی جوانمرد نہیں بجز علی کے اور کوئی تلوار نہیں بجز ذوالفقار کے
(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۱۱ اردو)

معارج النبوت

کہتے ہیں کہ اس جنگ میں حضرت علی کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت حال عرض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ذوالفقار عطا فرمائی اور علی رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے ساتھ اس قدر جنگ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کیا تم اپنی مدح فرشتہ سے جس کا نام رضوان ہے سنتے ہو آسمان میں کہتا ہے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات سے بڑی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اور میں نے خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کیا۔ (معارج النبوت اردو جلد سوم ص ۱۵۷)

شہنشاہ خطابت

علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

آ بتاؤں تجھے نادان میں شان حیدر
اس جہان سے اونچا ہے جہاں حیدر

آج بھی جنگ میں اعزاز کمال جرأت

مرد میدان کو ملتا ہے نشان حیدر (نسبت باعث جنت ص۱۷۲ از صاحبزادہ صاحب)

دیوان علی

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرًا

مرحب کے مقابلہ میں جب شیر خدا میدان میں نکلے تو یہ پڑھتے ہوئے آئے

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرًا ضِرْغَامُ اٰجَامٍ وَ لَیْثٌ قَسْوَرَۃ

میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے اور میں وہ شیر ہوں جو چیر پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ (دیوان علی ص۸۱)

جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہو۔ نبی نے اسد اللہ فرمایا ہو۔ جسے لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اعزاز خصوصی عرش کے فرشتوں کی زبانی مل چکا ہو اور جس کی تلوار نے کبھی مرحب کے ٹکڑے کئے ہوں اور کبھی عمرو ابن عبدود کے۔ جس کی شجاعت کی داستانیں زمینوں پر ہی نہیں آسمانوں پر بھی مشہور ہوں۔ جس کی بہادری کی دھاک عرب وعجم میں بیٹھ چکی ہو وہ شیر خدا کبھی کسی سے ڈر نہیں سکتا اور ڈرتے ہوئے تقیہ کر کے کسی کے پیچھے نمازیں پڑھ نہیں سکتا۔ ہوش کے ناخن لیں منکرین صدیق وفاروق وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ وہ ان کی امامت وخلافت کا انکار کر کے حضرت علی کی شجاعت جوان مردی اور قوت پروردگار کے منکر ہوتے ہیں۔

حضرت علی کی سخاوت

مناقب مرتضوی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سخاوت اس حد تک تھی کہ فقراء ومساکین کے سامنے آپ نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے نفس کا بھی خیال نہ فرمایا خود خالی ہاتھ رہنا برداشت کر لیتے لیکن سائل کو کبھی خالی نہ لوٹایا اکثر قرض اٹھا کر بھی دوسروں کی امداد

فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ زنجیر کعبہ کو پکڑے ہوئے ایک شخص کہہ رہا ہے مجھے چار ہزار درہم دیدے آپ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جو تم نے خدا سے مانگا میں نے سنا یہ تو بتا کہ چار ہزار درہم کا کیا کرے گا اس نے کہا۔

ایک ہزار درہم میری بیوی کا مہر ہے وہ ادا کروں گا اور ایک ہزار درہم کا مقروض ہوں وہ دوں گا ایک ہزار درہم سے مکان تعمیر کروں گا اور ایک ہزار درہم سے اپنی روزگاری کا انتظام کروں گا۔

آپ نے فرمایا اے سائل اگر تو مدینہ طیبہ آ جائے تو میں رقم تجھے دیدوں گا چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ آپ کے پاس مدینہ طیبہ پہنچا آپ نے ایک باغ فروخت فرما کر چار ہزار درہم اسے دے دیئے اور زادراہ بھی عنایت کر دیا۔

(مناقب اسد اللہ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص۳۷۱)

مناقب مرتضوی

ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے روٹی کا سوال کیا آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا اس کی حاجت پوری کرو اس نے عرض کیا حضور روٹی توشہ دان میں ہے فرمایا ہاں معہ توشہ دان دیدو اس نے کہا توشہ دان اونٹ پر ہے فرمایا اونٹ سمیت دے دو اس نے کہا اونٹ چالیس اونٹوں کی قطار میں ہے فرمایا معہ قطار دیدو غلام جلدی سے اٹھا اور اونٹوں کی مہار سائل کے ہاتھ میں دیدی۔

نور الابصار

مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر ایک سائل نے صدا دی کہ مجھے عطا کیا جائے مگر کسی نے اس کے سوال پر توجہ نہ دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ کی ایک انگلی پر ایک انگوٹھی چاندی کی تھی رکوع کی حالت میں تھے تو اشارہ کیا کہ یہ انگوٹھی اتار لو جس پر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی انما

ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنو الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم رٰکون۔ اسے ہم گزشتہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں۔

تفسیر درمنثور

ایک مرتبہ آپ نے بمعہ اپنی اہلیہ محترمہ اور حسنین کریمین اور لونڈی فضہ کے تین روزے رکھے دن بھر محنت کرتے جو گھر میں لا کر دیتے حضرت فاطمہ ان کو پیس کر روٹی تیار کرتیں اور افطار کے وقت سائل دروازے پر سوال کرتا تو تمام روٹیاں اٹھا کر اسے دیدیتے تینوں دن اسی طرح روٹیاں سائل لیجاتا رہا اور خود بھوکے پیاسے رہ کر پانی سے سحری وافطاری کرتے رہے جس پر آیت کریمہ نازل ہوئی

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْناً وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا

مولا علی نے واردی تیری نیند پر نماز

حجۃ اللہ علی العٰلمین، نووی شرح مسلم، کنز العمال

عَنْ اَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّھْرَ بِالصَّھْبَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِیًّا فِیْ حَاجَتِہٖ فَرَجَعَ وَ قَدْ صَلّٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَوَضَعَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاْسَہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ وَ نَامَ فَلَمْ یُحَرِّکْہُ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَکَ عَلِیًّا اِحْتَبَسَ بِنَفْسِہٖ عَلٰی نَبِیِّکَ فَرُدَّ الشَّمْسَ

شواہد النبوت، الخصائص الکبریٰ، موضوعات کبیر

حضرت اسماء بنت عمیس راویہ ہیں کہ مقام صہباء پر

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر حضرت علی کو اپنے کسی کام کیلئے بھیجا پس وہ واپس آئے اور تحقیق (اس وقت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمالی تھی پھر آپ نے حضرت علی کی گود میں اپنا سر اقدس رکھا اور آرام فرما ہو

گئے آپ (حضرت علی) نے سرکار کے جسم اقدس کو حرکت نہ دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا (بیدار ہونے کے بعد) سرکار نے فرمایا اے اللہ تیرا بندہ علی تیرے نبی کی خدمت میں مامور تھا تو سورج کو لوٹا دے۔

تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن

قَالَتْ اَسْمَاءُ فَطَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ حَتّٰی وَقَعَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَ عَلَی الْاَرْضِ وَقَامَ عَلِیٌّ فَتَوَضَّاَ وَ صَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتْ

حضرت اسماء کہتی ہیں کہ حضور کے فرمان پر سورج دوبارہ طلوع ہوا حتیٰ کہ پہاڑوں اور زمین پر اس کی روشنی واقع ہوئی حضرت علی اٹھے وضو فرمایا اور عصر کی نماز ادا فرمائی پھر سورج غروب ہو گیا۔

دوسری روایت: زرقاضی للمواھب، الآثار

عَنْ اَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

اِنَّ النَّبِیَّ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنْہُ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ اِطَاعَتِکَ وَ اِطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ

شہادت نواسہ سیدالابرار

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر اقدس رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی پس حضرت علی نے نماز عصر ادا نہ فرمائی اور سورج غروب ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھے ان کے لئے سورج کو لوٹا دے

مشکل کشاء

قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَءَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ طَلَعَتْ بَعْدَمَا غَرَبَتْ فَوَقَعَتِ الْجِبَالَ وَالْاَرْضَ

معارج النبوت، مدارج النبوت

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا غروب ہو گیا۔ پھر طلوع ہوا بعد غروب ہونے اور اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔

۱: حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۸، ۲: شرح مسلم نووی جلد دوم ص ۸۵، ۳: کنز العمال جلد دوم ص ۲۷۷، ۴: شواہد النبوت ص ۲۹۰، ۵: الخصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۳۸، ۶: موضعات کبیر جلد دوم ص ۸۹، ۷: تفسیر معالم التنزیل جلد دوم ص ۳۰، ۸: تفسیر خازن جلد دوم ص ۳۰، ۹: زرقانی للمواھب جلد ۵ ص ۱۱۶، ۱۰: الآثار جلد ۴ ص ۳۳۸، ۱۱: شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۳۸ـ۳۳۹، ۱۲: مشکل کشا جلد اول ص ۲۳۵ـ۲۳۴، ۱۳: معارج النبوت جلد سوم ص ۳۲۵، ۱۴: مدارج النبوت جلد دوم ص ۳۲۶)

اللہ اللہ کیا موقعہ ہوگا کیسا سماں بندھا ہوگا کہ امام الاولیاء کی مقدس گود میں امام الانبیاء کا مطہر سر ہوگا

زمیں پر عرش اعظم کے نشاں معلوم ہوتے تھے
علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

بالکل اسی طرح جس طرح امیر المومنین خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود تھی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس تھا شب ہجرت تھی اور صدیق کی یہ پکار تھی کہ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

الف ایہہ تن میرا چشمہ ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ہو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں تے اک کجاں ہو
اتنا ڈٹھیاں میں نوں صبر نہ آوے تے میں ہور کسے ول بھجاں ہو
مرشد دا دیدار یا باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

اور ان دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے غلاموں کو عقیدہ دیا کہ دیکھنا بریلی کا

تاجدار امام احمد رضا ٹھیک فرماتا ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
مولا علی نے وار دی تیری نیند پر نماز
وہ بھی عصر کی سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

اور یہ بھی پتہ چلا کہ میرا محبوب علیہ السلام کائنات کے کنٹرول کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہے اسی لئے اشارہ سے سورج واپس اور چاند دو ٹکڑے کر دیا۔ بقول امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

تیری مرضی پا گیا سورج پھر الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

اور سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاق
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

فصل رابع - علی باب مدینۃ العلم

الصواعق المحرقہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴)

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔

علی باب مدینۃ الحکمت

ترمذی شریف

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

علی میرے علم کا دروازہ ہے (الحدیث)

الصواعق المحرقہ

ابن عدی روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المستدرک للحاکم

عَلِیٌّ بَابُ عِلْمِیْ (الصواعق المحرقہ ص۱۲۲) (المستدرک جلد ۳ ص ۴۹۲)

علی میرے علم کا دروازہ ہے۔

دروازے کے پاس آؤ

الصواعق المحرقہ

فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ (الصواعق المحرقہ ص۱۲۲)

جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ دروازہ کے پاس آئے

مکان میں یا گھر میں داخل ہونا ہو تو دروازہ پر دو مرتبہ آنا پڑتا ہے جاتے وقت اور آتے وقت فرمایا جو میرے پاس آئے گا اسے علی سے دو مرتبہ ملنا پڑے گا آتے وقت اور جاتے وقت کیونکہ علی دروازہ ہے اور جو دروازہ پھاند کر اندر آئے یا کسی اور ذریعہ سے آئے تو وہ چور اور ڈاکو ہوا کرتا ہے خارجی ملاں ان احادیث پر غور کریں

حضرت علی کا علمی مقام

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کو بچپن سے درس گاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے صبح روزانہ کا معمول بنایا تھا اور اس معمول کے مطابق میں بارگاہ رسالت میں روزانہ حاضر ہوتا تھا (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۷۷) اور تقرب کا یہ درجہ میرے سوا کسی

اور کو حاصل نہ تھا۔ (ص ۸۵)

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات دن میں دو مرتبہ حاضری دیتے (ص ۸۰) اکثر سفر میں بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ رہتے جس سے سفر کے متعلق شرعی احکام سے مستفید ہونے کا موقعہ ملتا (ص ۸۰)

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر دور خلافت میں مسند قضاء پر متمکن رہے اور تمام شرعی حدود کا نفاذ آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوتا۔ بام ویات حدیث بھی آپ کی کثیر ہیں اور تمام صحابہ کرام آپ کے علمی مقام کو تسلیم کرتے ہیں۔

تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ تمام صحائف سماوی کا نچوڑ زبور۔ زبور اور صحائف آسمانی کا نچوڑ توریت۔ توریت، زبور و تمام صحف آسمانی کا نچوڑ انجیل۔ انجیل توریت زبور و تمام آسمانی صحیفوں کا نچوڑ قرآن پاک ہے۔

صحف آسمانی، توریت، زبور، انجیل اور قرآن کریم کے تمام تر رموز و اسرار معانی و حکمت سورہ فاتحہ میں اور سورہ فاتحہ کے تسمیۃ القرآن (بسم اللہ) میں اور بسم اللہ کے تمام اسرار و حکمتیں بسم اللہ کی با میں اور اس باء کی تمام تر حکمتیں، رموز، اسرار باء کے نکتہ میں ہیں۔ (فصل الخطاب مع ینابیع المودۃ لد دوم ص ۴۰۹)

تفسیر روح البیان

حضرت مولائے کائنات شیر خدا باب مدینۃ العلم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَنَا النُّقْطَۃُ تَحْتَ الْبَاءِ (تفسیر روح البیان جلد اول ص ۷)

بائے بسم اللہ کے نیچے جو نکتہ ہے وہ میں (علی) ہی ہوں

ارشاد علی المرتضیٰ

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر میں اس بسم اللہ کی باء کے اس نکتے کی تفسیر شروع

کروں اور لکھتا جاؤں تو ستر اونٹ کتابوں سے لاد دیئے جائیں مگر تفسیر ختم نہ ہو۔

ینابیع المودۃ

حبر الامت مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کے باء کے نکتہ کی تفسیر رات کے وقت بتانا شروع کی حتیٰ کہ آثار سحر نمودار ہو گئے لیکن
آپ ابھی باء کے نکتہ کی تفسیر سے فارغ نہ ہوئے تھے اور میں نے خود کو حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے پہلو میں اس فوارہ کی مانند پایا کہ جو متلاطم سمندر کے پہلو میں موجود
ہو۔ (ینابیع المودۃ ص۔۔)

تفسیر سورہ فاتحہ

الشرف المؤبد لآل محمد

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ يَا بْنَ عَبَّاسٍ
اِذَا صَلَّيْتَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ فَالْحَقْ اِلَى الْجَبَّانَةِ قَالَ فَصَلَّيْتُ وَ
لَحِقْتُهٗ وَ كَانَتْ لَيْلَةً مُقْمِرَةً قَالَ فَقَالَ لِيَ مَا تَفْسِيْرُ الْاَلِفِ مِنَ
الْحَمْدِ قُلْتُ لَا اَعْلَمُ فَتَكَلَّمَ فِيْ تَفْسِيْرِهَا سَاعَةً تَامَّةً ثُمَّ قَالَ مَا
تَفْسِيْرُ اللَّامِ مِنَ الْحَمْدِ قُلْتُ لَا اَعْلَمُ فَتَكَلَّمَ فِيْهَا سَاعَةً تَامَّةً ثُمَّ
قَالَ مَا تَفْسِيْرُ الْحَآءِ مِنَ الْحَمْدِ قَالَ قُلْتُ لَا اَعْلَمُ فَتَكَلَّمَ فِيْهَا
سَاعَةً تَامَّةً ثُمَّ قَالَ مَا تَفْسِيْرُ الْمِيْمِ مِنَ الْحَمْدِ قَالَ قُلْتُ لَا اَعْلَمُ
قَالَ فَتَكَلَّمَ فِيْ تَفْسِيْرِهَا سَاعَةً تَامَّةً قَالَ فَمَا تَفْسِيْرُ الدَّالِ مِنَ
الْحَمْدِ قَالَ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ فَتَكَلَّمَ فِيْهَا اِلٰى اَنْ بَزَغَ عَمُوْدُ الْفَجْرِ
قَالَ وَ قَالَ لِيْ قُمْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اِلٰى مَنْزِلِكَ فَتَاَهَّبْ لِفَرْضِكَ
فَقُمْتُ وَ قَدْ وَعَيْتُ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی عربی ص ۸۱ مطبوعہ فیصل آباد)

شرف سادات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؑ نے مجھے فرمایا اے ابن
عباس عشاء کی نماز پڑھ کر جبانہ کی طرف آ جانا ابن عباس کہتے ہیں میں نماز پڑھ کر
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو چاندنی رات میں آپ ؑ نے مجھے فرمایا
الحمد کے الف کی تفسیر کیا ہے؟
میں نے عرض کی مجھے معلوم نہیں۔ آپ ؑ نے پوری ایک ساعت (ایک گھنٹہ) الحمد
کے الف کی تفسیر بیان کی اور فرمایا الحمد کے لام کی کیا تفسیر ہے؟
میں نے عرض کی میں نہیں جانتا۔ آپ نے پورا گھنٹہ الحمد کی لام کی تفسیر بیان
فرمائی اور فرمایا کہ الحمد کی حاء کی کیا تفسیر ہے؟ میں نے کہا مجھے علم نہیں آپ نے پوری
ایک ساعت حاء کی تفسیر کی اور فرمایا الحمد کی میم کی کیا تفسیر ہے؟ میں نے کہا میں نہیں
جانتا آپ نے پوری ایک ساعت میم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا الحمد کی دال کی کیا
تفسیر ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا تو آپ نے طلوع فجر تک الحمد کی دال کی تفسیر
کرنے کے بعد فرمایا اے ابن عباس اب اپنے گھر جا کر اپنے فرض کی تیاری کرو میں
وہاں سے اٹھا تو مجھے سب کچھ یاد تھا چنانچہ میں اس پر غور کرنے لگا۔
(شرف سادات ص ۱۵۷)

سمندر کے مقابلہ میں چھوٹا سا حوض

الشرف المؤبد

وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ ثُمَّ تَفَكَّرْتُ فَاِذَا عِلْمِيْ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ عِلْمِ
عَلِيٍّ كَالْقَرَارَةِ فِي الْمُثْعَنْجَرِ قَالَ: اَلْقَرَارَةُ: الْغَدِيْرُ الصَّغِيْرُ
وَالْمُثْعَنْجَرُ: اَلْبَحْرُ (الشرف المؤبد لآل محمد ص ۸۱ عربی)

شرف سادات

پھر میں اس پر غور کرنے لگا تو مجھے علم ہوا کہ قرآن کے بارے میں میرا علم حضرت

علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مقابلہ میں ایسے ہی ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں چھوٹا سا حوض (شرف سادات ص ۱۵۷) (القرارۃ یعنی چھوٹا سا حوض المعجز یعنی سمندر)

سات سمندر اور ایک قطرہ

الشرف المؤبد

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِلْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ وَ عِلْمُ عَلِيٍّ مِنْ عِلْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ عِلْمِي مِنْ عِلْمِ عَلِيٍّ وَمَا عِلْمِي وَ عِلْمُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فِيْ عِلْمِ عَلِيٍّ اِلَّا لَقَطْرَةٍ فِيْ سَبْعَةِ اَبْحُرٍ

(الشرف المؤبد امام نبہانی ص ۸۱ عربی)

شرف سادات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم سے ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ہے اور میرا علم حضرت علی کے علم سے ہے۔ میرا اور تمام اصحاب محمد کا علم حضرت علی کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہی جیسے سات سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہو۔ (شرف سادات ص ۱۵۷۔ ۱۵۸)

حضرت علی کے وصال کے بعد

الشرف المؤبد

وَيُقَالُ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَكْثَرَ الْبُكَاءَ عَلٰى عَلِيٍّ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهٗ

(الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی ص ۸۲)

شرف سادات

کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے وصال کے بعد اس قدر رویا کرتے کہ آپ کی بصارت چلی گئی۔

(شرف سادات ص ۱۵۸)

تفسیر سورہ فاتحہ کروں تو ستر اونٹ کتابوں سے بھر جائیں

الشرف المؤبد

قَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ شَهِدْتُ عَلِيًّا يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ سَلُوْنِيْ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا مِنْ آيَةٍ اِلَّا وَ اَنَا اَعْلَمُ اَبِلَيْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَهَارٍ اَمْ فِيْ سَهْلٍ اَمْ فِيْ جَبَلٍ وَلَوْ شِئْتُ اَوْ قَرَاْتُ سَبْعِيْنَ بَعِيْرًا مِنْ تَفْسِيْرِ الْفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبہانی ص ۸۲)

شرف سادات

ابو طفیل سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا آپ کہہ رہے تھے مجھ سے پوچھو خدا کی قسم تم جو بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو خدا کی قسم ایسی کوئی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر اگر میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کو بھر دوں۔ (شرف سادات ص ۱۵۸)

جو چاہو مجھ سے پوچھو

الصواعق المحرقہ

وَ اَخْرَجَ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ اِلَّا عَلِيٌّ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۷)

برقِ سوزاں

سعید بن المسیب نے حضرت عمر سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے پوچھو ہاں علی یہ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے پوچھا کرو۔ (برقِ سوزاں ص ۴۳۱)

الصواعق المحرقہ

عَنْ اَبِی الطُّفَیلِ قَالَ عَلِیٌّ سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ آیَۃٍ اِلَّا وَقَدْ عَرِفْتُ بِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَہَارٍ اَمْ فِیْ سَھْلٍ اَمْ جَبَلٍ
(الصواعق المحرقہ ص۱۲۸)

برقِ سوزاں

ابو طفیل سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ مجھ سے کتاب اللہ کے متعلق پوچھو میں ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ (برقِ سوزاں ص۴۳۴)

تاریخ الخلفاء

سعید ابن میسب یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے سوائے حضرت علی کے اور کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو۔ (تاریخ الخلفاء مطبوعہ کراچی ص۲۵۸)

طبقات ابن سعد

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ یہ کہاں اور کیوں اور کس کے حق میں نازل ہوئی۔ (بحوالہ سیر الصحابہ ص۳۰۵ طبقات ابن سعد جز ثانی قسم ثانی ص۱۰۱)

علم کے نو حصے علی پاک کو ملے

الشرف المؤبد

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ اُعْطِی عَلِیٌّ تِسْعَۃَ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَ اَیْمُ اللّٰہِ لَقَدْ شَارَکَھُمْ فِی الْعَشْرِ الْعَاشِرِ (الشرف المؤبد ص۸۲)

شرف سادات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم کے دس حصوں سے نو حصے

علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیا گیا ہے اور خدا کی قسم علم کے باقی ماندہ دسویں حصے میں بھی حضرت علی لوگوں کے ساتھ شریک ہیں
(شرف سادات ترجمہ الشرف المؤبد مطبوعہ چشتی کتب خانہ فیصل آباد ص۱۵۸)

علم کے ہزار باب ہر باب میں ہزار ہزار باب

البدایہ

حضرت علی فرماتے ہیں

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَ بَابٍ یُفْتَحُ کُلُّ بَابٍ اِلٰی اَلْفِ بَابٍ (البدایہ جلد۷ ص۳۶۰)

حضور علیہ السلام نے مجھے علم کے ایسے ہزار باب تعلیم فرمائے جن سے ہزار ہزار باب علم کے کھلتے ہیں۔

قیامت تک کا علم

کنز العمال

حضرت سیدنا ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا

سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عن شَیْءٍ تَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِہٖ (کنز العمال جلد [illegible] ص[illegible] خاص [illegible] ص۴۴)

مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو [illegible] والا ہے میں تم کو بتاؤں گا تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔

عرش کی خبروں کا علم

الکلمۃ العلیا

حضرت مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا

تفسیر کبیر

سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ فَاِنِّیْ لَا اُسْأَلُ عَنْ شَیْءٍ دُوْنَ الْعَرْشِ اِلَّا خَبَّرْتُ عَنْهُ (الکلمة العلیا ص ۱۴)

پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھے نہ پاؤ بے شک میں تم کو مادون العرش کی بھی خبر کر سکتا ہوں

حضرت جبرئیل کا سوال

نزھت المجالس

حضرت جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا

اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَخْبِرْنِیْ اَیْنَ جِبْرِیْلُ

اگر آپ اپنے اس دعوی میں سچے ہیں تو بتایئے اس وقت جبرئیل کہاں ہے؟ آپ نے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے دیکھا اور فرمایا

مَا وَجَدْتُهٗ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَ لَعَلَّهٗ اَنْتَ (نزھت المجالس جلد دوم ص ۲۲۶)

میں نے جبرئیل امین کو زمین و آسمان میں نہیں پایا ہے امید ہے کہ تم ہی جبرئیل ہو

وہ راز دار خفی جلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے
گواہ مدینے کی ہر گلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے

سب سے زیادہ جاننے والے

تاریخ الخلفاء

ابن مسعود کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ علی اہل مدینہ میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا علی سے زیادہ علم سنت کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸-۲۵۷)

الصواعق المحرقہ

عَنْ ابنِ مَسْعودٍ قَالَ اَفْرَضَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ اَقْضَاهَا عَلِیٌّ وَذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَعْلَمُ مَنْ بَقِیَ بِالسُّنَّةِ

(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۷) (ترجمہ وہی ہے)

تاریخ الخلفاء

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی ہی سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۵۷)

امیر معاویہ کا خیال و تسلیم

شیر خدا سیدنا حضرت علی کے علم اور ان کی اجتہادی قوت اور دقت نظر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے حریف بھی دقیق اور مشکل مسائل میں ان کی طرف رجوع کرنے کے لئے مجبور ہوتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ امیر معاویہ نے لکھ کر دریافت کیا

تاریخ الخلفاء

خنثٰی مشکل کی وراثت کی کیا صورت ہے یعنی وہ مرد قرار دیا جائے یا عورت؟

حضرت علی نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ہمارے دشمن بھی علم دین میں ہمارے محتاج ہیں پھر جواب دیا کہ پیشاب گاہ سے اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۴ سیوطی بحوالہ سنن سعد بن منصور و مسند ہشیم)

ام المومنین صدیقہ بنت صدیق کا فرمان

مسند امام احمد بن حنبل

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ ایک بار پاؤں دھونے کے بعد کتنے دن تک موزوں پر مسح کر سکتے ہیں فرمایا علی سے جا کر دریافت کرو ان کو معلوم ہوگا کیونکہ وہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے وہ سائل حضرت علی المرتضیٰ کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ مسافر تین دن تک

اور مقیم ایک دن ایک رات تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۹۶، جلد ۶ ص ۵۵)

زیادہ علم کی وجہ

بخاری شریف

فقہی مسائل میں حضرت علی کی وسعت نظر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ جو بات نہیں جانتا تھے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے بعض ایسے مسائل جو شرم وحیا اور اپنے رشتے کی نزاکت کے باعث خود براہ راست نہیں پوچھ سکتے تھے اس کو کسی دوسرے کے ذریعہ پچھوا لیتے تھے چنانچہ مذی کا ناقص وضو ہونا آپ نے اسی طرح بالواسطہ دریافت کروایا تھا۔ (الصحیح البخاری کتاب الوضوء)

مدارج النبوت

مروی ہے کہ غسل کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف کے گوشہ میں پانی جمع ہوگیا تھا حضرت علی المرتضیٰ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوسا اور اٹھایا۔ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں اسی وجہ سے مجھ میں علم کی کثرت اور حافظہ کی قوت زیادہ ہے۔ (مدارج النبوت اردو جلد دوم ص ۷۳۵۔ ۷۳۶ مطبوعہ کراچی)

معارج النبوت

کہتے ہیں کہ غسل کے پانی کے چند قطرے گوشہ چشم اور ناف کے گڑھے میں جمع ہوگئے تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسب الارشاد اسے پی لیا جوان کے علم وفضل کی زیادتی کے سبب ہوا اور اس وسیلے سے علوم لدنیہ کے چشمے آپ کے سینہ بے کینہ میں جاری ہوئے۔ (معارج النبوت جلد سوم ص ۵۱۱)

المستدرک للحاکم

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے ایک فیصلہ کرنے کا حکم فرمایا میں نے عرض کیا میں کم عمر ہوں کس طرح فیصلہ کروں گا تو سرکار نے میرے سینے پر تھپکا اور

پھر یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَهٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ فَوَالَّذِی فَلَقَ الْجَنَّةَ مَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَآءٍ بَیْنَ اِثْنَیْنِ (المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۳۵)

یا اللہ اس کے دل کو روشن فرما دے اور اس کی زبان کو ثابت الاستقلال کر دے اللہ کی قسم پھر اس روز کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی مشکل نہ ہوئی اور کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

محیر العقول سوالات اور باب مدینۃ العلم کے جواباب

اسد اللہ الغالب

معارج النبوت، جامع المعجزات، شہادت نواسہ سید الابرار

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے آپ کے وصال کو ابھی دس روز گزرے تھے کہ ایک اجنبی مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا ہاتھ میں عصا پکڑے اس نے اپنے چہرے کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا وہ دروازے سے ہی پکارا۔ ''السلام علیکم اصحاب رسول! محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں تو کیا ہوا رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہے وہ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ہے اللہ تم پر رحم فرمائے تمہارے آقا کی وفات سے تم پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔'' پھر اجنبی نے پوچھا۔ حضور کے وصی کون ہیں؟ ''یہ ہیں حضور کے وصی'' حضرت علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا تو اجنبی نے حضرت علی سے کہا۔ اے جوان السلام علیکم۔ وعلیکم السلام اے مضر اور اے کنویں والے۔ حضرت علی نے جب یہ جواب دیا تو تمام صحابہ کرام حیران رہ گئے۔ اجنبی نے بھی حیرانگی سے پوچھا۔ تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ میرا نام مضر ہے اور میں کنویں والا ہوں؟ مجھے حضور علیہ السلام نے بتایا تھا۔ تمہارا نام کیا ہے؟۔ علی۔ الحمد للہ۔ یہ کہہ کر اجنبی صحابہ میں بیٹھ گیا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ تمہاری داستان مجھے حضور نے سنائی تھی اگر کہو تو

سناؤں۔ اجنبی کے کہنے پر حضرت علی نے فرمایا۔

اجنبی تمہارا نام مضر بن دارم ہے تمہاری عمر تین سو ساٹھ سال ہے ایک دن تم نے اپنی قوم کو نبی آخر الزماں کی بشارت دی تم نے کہا وہ ارض تہامہ میں ظاہر ہو گئے ہیں ان کا چہرہ چاند سے زیادہ حسین اور باتیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں جو ان کے دامن سے وابستہ ہوا دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا وہ یتیموں کے سرپرست اور غریبوں کے سہارا ہیں وہ زنا اور شراب کو حرام کہتے ہیں اور سود و قتل سے روکتے ہیں وہ خاتم الانبیاء اور سیّد المرسلین ہیں ان کے امتی پانچ نمازیں پڑھتے ہیں رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور کعبہ کا حج کرتے ہیں پس میری قوم! اس پر ایمان لاؤ! جب تم نے یہ بات کی تو تمہاری قوم نے تمہیں مارا اور پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ حضور کے وصال تک تم کنویں میں تھے اللہ نے طوفان باد و بہاراں سے تمہاری قوم کو ہلاک کر دیا اور تجھے کنویں سے نجات دیدی پھر تم نے ایک غیبی آواز سنی کہ اے مضر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تم مدینہ جا کر قبر رسول کی زیارت کرو۔ مضر! یہ آواز سن کر تم دن رات سفر کرتے رہے حتیٰ کہ آج تم مدینہ پہنچ گئے ہو۔ حضرت علی کی یہ باتیں سن کر مضر زار و قطار رونے لگا اس نے کہا۔ علی یہ باتیں تم نے کہاں سے سنی تھیں۔ مجھے حضور نے بتایا تھا اور مضر تمہیں مبارک ہو حضور نے تمہیں سلام بھی کہا تھا۔ یہ سن کر مضر نے حضرت علی کی پیشانی کو چوم لیا۔ حضرت علی نے فرمایا اپنی پیشانی سے چادر تو ہٹاؤ۔ اجنبی نے چادر ہٹائی تو سب نے ایک حسین و جمیل نورانی چہرہ دیکھا۔ بندہ مومن کا چہرہ۔ پھر مضر نے حضرت علی سے کہا کہ میں چند سوالات کے جوابات جاننا چاہتا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ پوچھو مضر نے پوچھا۔

۱- وہ مرد کون سا ہے جس کی نہ ماں ہے نہ باپ؟

۲- وہ عورت کون سی ہے جس کی نہ ماں ہے نہ باپ؟

۳- وہ مرد کون ہے جس کا باپ نہیں؟

۴- وہ خدا کا بھیجا ہوا کون ہے جو نہ تو انسان ہے نہ ہی جن نہ ہی وہ فرشتہ ہے اور نہ تو چوپایہ ہے اور نہ ہی درندہ؟

۵- وہ قبر کون سی تھی جو مدفون کے لئے پھرتی تھی؟

۶- وہ کون سا حیوان تھا جس نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا نہ تو وہ جن تھا نہ انسان اور نہ ہی فرشتہ؟

۷- وہ کون تھا جس نے کھایا بہت لیکن پیا کچھ نہیں؟

۸- وہ کون سی زمین تھی جس پر صرف ایک مرتبہ دھوپ پڑی اب قیامت تک وہاں دھوپ نہیں پڑے گی؟

۹- جمادات میں سے وہ کیا چیز تھی جس نے زندہ کو جنم دیا؟

۱۰- وہ کون سی عورت تھی جس نے تین گھڑیوں میں بچے کو جنم دیا؟

۱۱- وہ کون سے دو ساکن ہیں جو کبھی متحرک نہ ہوں گے؟

۱۲- وہ کون سے دو متحرک ہیں جو کبھی ساکن نہ ہوں گے؟

۱۳- وہ کون سے دو محبت رکھنے والے ہیں جو کبھی ناراض نہیں ہوں گے؟

۱۴- وہ کون سے دو ناراض ہیں جو آپس میں کبھی راضی نہ ہوں گے؟

۱۵- شئی کیا ہے؟

۱۶- لاشئی کیا ہے؟

۱۷- سب سے حسین چیز کون سی ہے؟

۱۸- سب سے قبیح چیز کون سی ہے؟

۱۹- رحم میں اللہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا کرتا ہے؟

۲۰- وہ کون سا حصہ ہے جو آخر تک قبر میں رہتا ہے؟

حضرت علی نے فرمایا مضر! تمہارے سوالات کے جوابات یہ ہیں۔

۱- وہ مرد جس کا نہ باپ ہے اور نہ ماں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

۲- وہ عورت جس کا نہ باپ ہے اور نہ ماں وہ حضرت حوا علیہا اسلام ہیں۔ کیونکہ وہ آدم کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔

۳- وہ مرد جس کا باپ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

۴- خدا کا وہ بھیجا ہوا جو نہ تو انسان تھا اور نہ ہی جن نہ ہی فرشتہ تھا اور نہ ہی چوپایہ وہ ایک کوا تھا جس کے بارے میں قرآن میں خدا نے فرمایا فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا

۵- وہ قبر جو اپنے مدفون کے لئے پھرتی تھی وہ مچھلی ہے جس نے سیّدنا یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا اور پانی میں ان کو لئے پھرتی رہی تھی۔

۶- وہ حیوان جس نے اپنی قوم کو ڈرایا وہ چیونٹی تھی جس نے وادی نمل میں اپنی قوم کو خبردار کیا تھا کہ تخت سلیمان اترنے والا ہے لہٰذا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔

۷- وہ شئی جس نے کھایا بہت لیکن پیا کچھ نہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا جس نے جادوگروں کے تمام سانپ تو کھا لئے لیکن پانی کا گھونٹ تک نہ پیا۔

۸- وہ قطعہ زمین جس پر صرف ایک مرتبہ آفتاب کی روشنی پڑی تھی

واقعہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ جب فرعون سے بھاگے تھے تو آپ کے حواریوں کی تعداد بچوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سمیت چھ لاکھ تھی وہ دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں عصا مارا تو نیل کا سینہ شق ہو گیا۔ بنی اسرائیل کے لئے نیل میں راستہ بن گیا تو اس قطعہ زمین پر سورج کی شعاعیں پڑیں جب انہوں نے دریا عبور کر لیا تو پانی کے دونوں پاٹ مل گئے۔

۹- جمادات میں سے وہ چیز جس نے زندہ کو جنم دیا وہ شاہق پہاڑ ہے جس میں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ظاہر ہوئی تھی۔

۱۰- وہ عورت جس نے تین گھڑیوں میں بچہ کو جنم دیا مریم علیہا السلام ہیں جو ایک گھڑی میں حاملہ ہوئیں دوسری گھڑی میں درد ہوا اور تیسری گھڑی میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا۔

۱۱- دو متحرک جو کبھی ساکن نہ ہوں گے وہ چاند اور سورج ہیں۔

۱۲- دو ساکن جو کبھی متحرک نہ ہوں گے وہ زمین اور آسمان ہیں۔

۱۳- دو محبت رکھنے والے جو کبھی ناراض نہ ہوں گے وہ جسم اور روح ہیں۔

۱۴- دو ناراض جو آپس میں کبھی راضی نہ ہوں گے وہ موت و حیات ہیں۔

۱۵- شئی مومن ہے۔

۱۶- لَا شئی کافر ہے۔

۱۷- سب سے حسین چیز بنی آدم کی صورت ہے۔

۱۸- سب سے قبیح چیز بغیر سر کے جسم ہے۔

۱۹- رحم میں سب سے پہلے بننے والی چیز اور

۲۰- قبر میں سب سے آخر تک باقی رہنے والی چیز ریڑھ کی ہڈی ہے۔

حضرت علی نے جوابات دیے تو معضر نے آپ کی پیشانی کو چوم لیا صحابہ نے بھی آپ کی پیشانی کو چوم لیا اور کہا کہ واقعی آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔

معضر نے کہا اب مجھے قبر رسول تک لے چلئے۔ صحابہ اسے قبر تک لے گئے۔

جب معضر نے قبر رسول کو دیکھا بے اختیار قبر پر گر پڑا حضرت علی نے فرمایا اسے تنہا چھوڑ دو کیونکہ ابھی وہ دنیا کو خیر باد کہنے والا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد صحابہ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ معضر کا سر حضور کی قبر پر تھا اور اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔

معضر کو غسل دیا گیا۔ کفنایا گیا اور جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا۔

(جامع المعجزات مترجم ص ۱۰۲۔۱۰۳۔۱۰۴۔۱۰۵۔۱۰۶۔۱۰۷۔۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

معارج النبوت میں ہے کہ رحم میں سب سے پہلے جس کی شکل بنتی ہے وہ انگشت شہادت ہے اور قبر میں سب سے آخر میں جو چیز فنا ہوتی ہے وہ بندے کے سر کی ہڈی ہے۔

(اسد اللہ الغالب ص ۳۲) (معارج النبوت جلد سوم ص ۵۲۲۔۵۲۳) (شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۵۱۔ ۳۵۲)

مطالب السؤل

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نجران کا ایک عیسائی عالم (پادری) اسلام پر اعتراضات کرنے کے لئے چند سوالات سوچ کر آیا۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی موجود تھے سیدنا فاروق اعظم نے پادری کو اپنی عدالت میں آنے کی اجازت دیدی جب یہودی اندر داخل ہوا تو حضرت امیر المومنین سے خطاب کر کے عرض کرنے لگا میں چند سوالات کرنے آیا ہوں اجازت ہو تو بیان کروں اور آپ اس کا جواب دیں امیر المومنین نے فرمایا ہاں اجازت ہے اپنے سوالات بیان کرو تو اس نے سوالات بیان کئے کہ۔

۱۔ آپ کا قرآن جنت کا کچھ ایسا طول وعرض بیان کرتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کا قرآن کہتا ہے کہ جنت کا عرض آسمان وزمین کے برابر ہوگا یہ بتلایئے کہ جب جنت اتنی بڑی ہوگی تو دوزخ کہاں ہوگی۔
۲۔ وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کی مثل ہے۔
۳۔ کیا آسمان کا کوئی قفل ہے؟
۴۔ زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا؟

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت مولا علی سے فرمایا آپ اس کے ان

سوالات کے جوابات دیجئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسی وقت یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اپنے تمام سوالات کے جوابات سن لیجئے اور اگر دل چاہے تو نوٹ کر لیجئے تم نے قرآن پاک کی اس آیت پر اعتراض کیا ہے کہ ’’عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ‘‘ جنت کا عرض زمین وآسمان کے برابر ہے تو پھر دوزخ کہاں واقع ہوگی۔ اے یہودی مجھے اس بات کا جواب دو کہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے۔

پادری یہ جواب باصواب سن کر حیران رہ گیا

فرمایا پادری تیسرا دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے کو میوہ ہائے جنت کی مانند ہے آپ نے فرمایا وہ قرآن پاک ہے کہ تمام مخلوق اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہے تو بھی اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی گویا جنت کے میوہ جات بھی اسی طرح کے ہیں۔

تمہارا تیسرا سوال کہ آسمانوں کا قفل کیا ہے؟ کا جواب یہ ہے کہ وہ قفل شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا قفل کی مفتاح یعنی کنجی کلمہ شہادت ہے جس کی پرواز ساق فرش سے عرش تک ہے۔

اے یہودی تمہارا چوتھا سوال تھا کہ زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا۔

فرمایا تمہارا گمان ہے کہ چمگادڑ کا خون سب سے پہلے زمین پر گرا تھا یہ سراسر غلط ہے سب سے پہلا خون حضرت بی بی حوا کا تھا وقت ولادت حضرت ہابیل زمین پر گرا تھا پادری یہودی نے کہا بخدا سچ ہے مگر میرے ایک سوال کا جواب اور دیجئے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا آخری سوال بھی پوچھ لو تا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے کہنے لگا بتایئے خدا کہاں پر ہے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ یہی سوال میں نے اپنے آقا ومولا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا تھا اور اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو فرشتہ نے کہا ساتویں آسمان کا مکین ہوں اور اپنے ربّ کے پاس سے آیا ہوں پھر دوسرا فرشتہ آیا آپ نے اس سے بھی سوال کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا اپنے ربّ کے پاس سے ساتویں طبق زمین سے آ رہا ہوں پھر اس کے بعد ایک فرشتہ مغرب سے آیا اور ایک مشرق سے آیا دونوں سے یہی سوال کیا گیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم اپنے ربّ کے پاس سے مشرق و مغرب سے آ رہے ہیں۔

پس اے نصرانی اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے زیرِ زمین بھی ہے بالائے آسماں بھی ہے پس وہ کون سی جگہ اور کون سی جہت پر وہ نہیں فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یہودی پادری نصرانی حضرت امام المشارق و المغارب سیّدنا علی ابن ابی طالب باب مدینۃ الحکمۃ والعلم کے یہ جوابات سن کر فوراً مسلمان ہو گیا۔

(مطالب السؤل ص۴۱ بحوالہ شہادت نواسہ سیدالابرار ص۳۵۱۔۳۵۰۔۳۴۹)

جیسی کھیتی ویسا پھل

مناقب اسداللہ

ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی تھوڑی پر چند ایک گنتی کے بال تھے اور حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی اور خوب بھری ہوئی ایک دن وہ یہودی حضرت علی المرتضیٰ سے کہنے لگا۔ اے علی تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں جمیع علوم موجود ہیں اور تم باب مدینۃ العلم ہو تو بتاؤ کیا قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا ہاں ہے۔ لو سنو قرآن پاک میں آتا ہے کہ

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ

اِلَّا نَكِدًا

جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا مشکل

تو اے یہودی وہ اچھی پاکیزہ زمین میری تھوڑی ہے جس سے خوب گھنے بال داڑھی کے اُگے ہیں اور خراب و پلید زمین تیری تھوڑی ہے جس سے کوئی اُگتا ہے تو مشکل سے۔ (مناقب اسداللہ بحوالہ شہادت نواسہ سیّدالابرار ۳۴۶)

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

نزہت المجالس

اندھیری رات تھی دو عورتوں نے بچے جنے ایک نے لڑکا اور ایک نے لڑکی لیکن دونوں لڑکے کی دعویدار تھیں اور جھگڑا کرتی تھیں کہ لڑکا میرا ہے دوسری کہتی تھی کہ میرا ہے بالآخر فیصلہ حضرت علی نے فرمایا کہ تم دونوں عورتیں تھوڑا تھوڑا دودھ چھاتیوں سے نکال کر دو برتنوں میں رکھو چنانچہ انہوں نے رکھ دیا آپ نے دونوں کے دودھ کو تولا تو ایک کا دودھ وزنی تھا فرمایا لڑکا اس کا ہے جس کا یہ دودھ وزنی ہے یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے پوچھا آقا آپ نے یہ فیصلہ کیسے فرمایا؟ فرمایا قرآن پاک سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

مذکر کیلئے دو مؤنث کے حصوں کی مثل حصہ ہے (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۱۸۷)

کئی سال قبل کے واقعہ کا علم

الکلمۃ العلیا

جب حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ میں تشریف لائے تو آپ کیساتھ اور بھی بہت سے لوگوں نے پناہ لی ان میں ایک نوجوان بھی اس لشکر میں

شامل ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد اس نوجوان نے عرب سے آئے ہوئے ایک قافلہ میں سے ایک عورت عربین سے نکاح کر لیا اس کے دوسرے روز نماز فجر کے بعد آپ نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کوفہ کے فلاں محلّہ میں جاؤ اور اس محلّہ کے فلاں فلاں مکان میں ایک مرد اور عورت آپس میں لڑ رہے ہوں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کر رہے ہوں گے تم ان دونوں کو میرا نام لے کر میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ آدمی آپ کے اس حکم کے مطابق جب اس محلّہ میں پہنچا تو واقعی اس مکان میں مرد و زن اسی طرح طعن و تشنیع کرتے ہوئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ اس نے ان کو کہا کہ تم دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ یاد فرما رہے ہیں چنانچہ حکم کے مطابق دونوں بارگاہ مرتضوی میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ساری رات جھگڑا کر کے گزارنے والو اور دن چڑھنے کے بعد بھی جھگڑا کرنیوالو بتاؤ کس بات پر جھگڑتے ہو اور کیوں آپس میں لڑتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا حضور کل اس عورت سے میرا نکاح ہوا تھا یہ میری بیوی ہے اور ساری رات جب میں اس کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا رہا یہ مجھ سے نفرت کر کے دور ہوتی رہی اسی طرح ساری رات طعن و تشنیع میں گزر گئی اور دن میں بھی صبح سے اب تک یہی چکر رہا۔ فرمایا تو اس بات پر تم جھگڑتے اور لڑتے رہے ہو اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہاری مقاربت کیوں نہ ہو سکی۔ عورت کو مخاطب فرما کر کہا کہ اے عورت کیا تم جانتی ہو یہ نوجوان کون ہے؟ عرض کیا حضور میں اس نوجوان کو قطعاً نہیں جانتی آپ نے فرمایا کہ میں تجھ پر ایک واقعہ ظاہر کرتا ہوں اگر وہ سچا ہو تو انکار نہ کرنا اس میں تمہاری بھلائی ہے اور اس کو برا بھی محسوس نہ کرنا اس عورت نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی کروں گی آپ نے فرمایا کہ تو فلاں آدمی کی بیٹی ہے کہا جی ہاں۔ فرمایا تمہاری والدہ کا یہ نام تھا۔ عرض کیا بے شک فرمایا کیا تمہارا ایک بھائی نہ تھا اور تم کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہ تھی عورت نے عرض کیا بالکل درست ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ اس سے تیرا نکاح نہ کرنا چاہتا تھا؟ عرض کیا ہاں فرمایا پھر تیرے باپ

نے اس کو اپنے پڑوس سے بھی نکال دیا تھا عورت نے تسلیم کیا۔ فرمایا پھر تو ایک رات قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلی اور وہ تیری انتظار میں تھا اور تو اس کو جا کر ملی تھی اور پھر اس نے تجھ سے وطی کی اور تو حاملہ ہو گئی پھر تو نے اس حمل کو چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہو گئی تھی اور وضع حمل کے وقت وہ تجھ کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت باہر نکلی اور تجھے لڑکا ہو گیا۔ تم نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور خود دونوں وہاں سے چل پڑیں کہ ایک کتا آیا اور اس کو سونگھنے لگا تجھے خیال آیا کہ یہ کتا اس بچے کو کھا نہ جائے۔ تو نے ایک پتھر اٹھایا اور کتے کو مارا لیکن وہ اس بچہ کو لگ گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے اسی وقت وہاں پہنچ کر اس کے سر پر پٹی باندھی اور پھر وہیں چھوڑ کر تم دونوں گھر چلی گئیں۔ پھر تمہیں معلوم ہے کہ اس بچہ کا کیا بنا اور کیا ہوا؟

سیّدنا باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کئی سال قبل ہونے والا یہ بالتفصیل واقعہ سن کر وہ عورت سخت حیران ہوئی اور ششدر رہ گئی ایک طرف آپ کا بیان اور دوسری طرف اپنے اس وقت کا دھیان عرض کیا حضور جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے حرف بحرف صحیح اور بالکل درست ہے اور بعینہ ایسا ہی ہوا تھا اور اس میں ایک بات بھی غلط نہیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تو اب سنو۔ جب تم چلی گئیں اور صبح ہوئی تو فلاں فلاں قوم کے لوگ اس مقام سے گزرے تو انہوں نے کپڑے میں رکھا ہوا بچہ دیکھا تو وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور وہ ان کے پاس پرورش پا کر جوان ہوا اور ان کے ساتھ کوفے آیا اور پھر تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا یہ تیرا وہی لڑکا ہے۔ فرمایا اے نوجوان اپنا سر کھول دے۔ اس نے جب سر سے کپڑا اتارا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ فرمایا اے عورت اور اے نوجوان خدا کا شکر کرو کہ تم ایک دوسرے سے کسی بہانہ قریب نہ ہوئے تم ماں اور بیٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رشتے کے تقدس کو بحال رکھتے ہوئے تمہیں اس کام سے بچا لیا جو تمہارے درمیان حلال نہ تھا جاؤ اپنے بیٹے کو لے جاؤ اور

تمہارا نکاح باطل ہے۔

(ھٰذہٖ الشمس جلد۴ ص۸۰۰ و الکلمۃ العلیا ص۱۱۳ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص۳۶۳۔۳۶۴)

وہ راز دار خفی جلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے
گواہ مدینے کی ہر گلی ہے جدھر بھی دیکھو علی علی ہے

علم مسئلہ وراثت

المناقب

ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری میراث کا ایک جز فلاں شخص کو دے دینا وہ انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد جز کے تعین میں اختلاف ہوا۔ جب فیصلہ نہ ہو سکا تو حضرت علی المرتضٰی سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا ساتواں حصہ دیدو کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ

اس کے لئے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لئے مقسوم سے ایک جز ہے۔ (المناقب ص۳۴ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص۳۴۴)

قرآن کے ہر حرف کا علم ظاہر و باطن

المناقب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا اور ہر حرف جو ہے اس کے ایک ظاہری اور ایک باطنی معنیٰ ہیں اور ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ہے۔

(المناقب ص۳۴ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص۳۴۴)

کنز العمال، الاستیعاب

فصل خامس

حضرت علی کے فیصلے روٹیوں کا فیصلہ

تاریخ الخلفاء

زر بن جیش کہتے ہیں کہ دو شخص صبح کے وقت کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں اتنے میں ادھر سے ایک شخص گزرا اس نے السلام علیکم کہا انہوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے پر بٹھا لیا اور تینوں نے وہ تمام آٹھ روٹیاں کھا لیں اس تیسرے شخص نے جاتے وقت آٹھ درہم ان دونوں کو دے دیے اور کہا کہ میں نے تمہارے ساتھ کھانا کھایا ہے یہ اس کی قیمت ہے تم دونوں اس کو آپس میں تقسیم کر لینا ان دونوں میں اس رقم کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تین درہم تمہارے ہیں کہ تمہاری صرف تین روٹیاں تھیں لیکن تین روٹیوں والے نے کہا کہ یہ روٹیوں کی تعداد کا معاملہ نہیں ہے رقم نصف نصف تقسیم کرنا ہوگی یہ دونوں یہ قضیہ لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مقدمہ سن کر تین روٹی والے سے کہا کہ تمہارا ساتھی جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے اس کو قبول کر لو کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تم اپنے حصے کے تین درہم لے لو یہ سن کر تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں اس غیر منصفانہ فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا یہ فیصلہ غیر منصفانہ نہیں ہے ورنہ تم کو ایک درہم اور تمہارے دوسرے ساتھی کو سات درہم ملیں گے یہ سن کر اس شخص نے کہا [illegible] اللہ یہ کیا فیصلہ ہوا آپ مجھے سمجھا دیجئے پس حضرت علی نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہوئے تم تین آدمیوں نے کھائے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کس نے کم کھائے اور کس نے زیادہ اس لئے اپنی روٹیوں کے برابر [illegible] پس تمہاری تین روٹیوں کے نو ٹکڑوں میں سے تم نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور [illegible]

صرف ایک ٹکڑا باقی بچا اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے جن میں سے اس نے بھی منجملہ ان چوبیس ٹکڑوں سے صرف آٹھ ٹکڑے کھائے اور اس کے سات ٹکڑے باقی بچے اس طرح مہمان نے تمہاری روٹیوں سے صرف ایک ٹکڑا اور تمہارے ساتھی کی روٹیوں سے سات ٹکڑے کھائے اس لئے تم کو ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم اور تمہارے ساتھی کو سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ملنے چاہئیں تفصیل سننے کے بعد اس جھگڑنے والے شخص نے آپ کے فیصلے کو قبول کر لیا۔

(کنز العمال جلد ۵ ص ۴۹۸) (تاریخ الخلفاء مترجم شمس بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۲۶۸ـ ۲۶۷) (الاستیعاب ص ۴۷۵)

ملزم کو بری کر دیا

تاریخ الخلفاء

ابن ابی شیبہ نے بحوالہ عطا لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص پر دو شخصوں نے چوری کی گواہی دی آپ نے تفتیش حال فرمائی اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو سخت سزا دوں گا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں میں نے انکو سخت سزائیں دی ہیں پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو شہادت کے لئے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی فرار ہو چکے ہیں پس آپ نے ملزم کو بری کر دیا۔ (تاریخ الخلفاء مطبوعہ کراچی مترجم شمس بریلوی ص ۲۶۸)

خواب میں زناء کرنے کا فیصلہ

تاریخ الخلفاء

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا یہ شخص کہتا ہے کہ میں نے خواب میں تیری ماں کے ساتھ زناء کیا ہے۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ جاؤ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کرو (جس نے خواب میں زناء کیا ہے) اور اس کے سائے کو

کوڑے مارو (مطلب یہ کہ یہ شخص مستوجب سزا نہیں ہے)

(تاریخ الخلفاء مطبوعہ کراچی مترجم شمس بریلوی ص ۲۶۸)

ایک ماں اور بیٹے کا فیصلہ

شہادت نواسہ سید الابرار

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان آیا اور عرض کیا یا امیر المومنین مجھ میں اور میری ماں میں فیصلہ فرما دیں۔ میری ماں نے باوجود اس کے کہ مجھے نو ماہ شکم میں رکھا اس کے بعد اپنی گود میں دو سال دودھ پلایا اور جب میں جوان ہوا تو اس نے گھر سے نکال دیا اور کہتی ہے تم میرے بیٹے نہیں ہو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہاری والدہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا آپ نے فرمایا اس کی ماں کو میرے پاس بلا لاؤ حکم کی تعمیل پر اس عورت کو اس کے چار بھائیوں اور چالیس مصنوعی گواہوں سمیت لایا گیا جو اس بات کی قسم کھاتے تھے کہ یہ عورت اس نوجوان کو جانتی بھی نہیں بلکہ یہ نوجوان جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے۔

نوجوان نے عرض کیا اے امیر المومنین اللہ کی قسم یہ میری ماں ہے آپ نے عورت سے کہا بتا درست ہے کہنے لگی اے امیر المومنین واللہ میں اس نوجوان کو نہیں جانتی میں ابھی تک کنواری ہوں شادی نہیں کرائی تو بچہ کیسے جن سکتی تھی؟

آپ نے فرمایا کیا گواہ پیش کر سکتی ہو؟ تو چالیس گواہ عورت کی حمایت میں بولے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں اب فیصلہ کرتا ہوں جس کو میرا اللہ پسند کرے گا۔ کیوں عورت تیرا کوئی ولی ہے؟ کہنے لگی یہ میرے بھائی ہیں آپ نے فرمایا بتاؤ میرا فیصلہ تمہارے اور تمہاری بہن کے لئے قابل قبول ہو گا؟ چاروں بھائیوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ کا فیصلہ ہمیں قبول ہو گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا واللہ میں نے خدا اور حاضرین کی موجودگی میں بلا شک اس نوجوان کو اس عورت کے ساتھ بیاہ دیا بدلے چار صد نقد درہموں کے عقد کر دیا اے قنبر میرے مال سے چار سو درہم

اس نوجوان کو دے دو نوجوان نے درہم لئے اور آپ نے فرمایا اپنی عورت کی گود میں ڈال دو اور بیٹے جاؤ اب میرے پاس اس حالت میں آنا کہ تجھ میں غسل کا اثر ہو(یعنی مباشرت و غسل کے بعد) نوجوان یہ ارشاد سن کر اٹھا اور درہم عورت کی گود میں ڈال دیئے۔

عورت چلا کر بولی یا امیر المومنین جہنم جہنم کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ کو میرے فرزند سے بیاہ دیں میرے بھائیوں نے مجھے ایک کمینے آدمی سے بیاہ دیا جس سے یہ فرزند پیدا ہوا پھر جب یہ بالغ ہوا تو بھائیوں نے مجھے کہا کہ اس کی فرزندی سے انکار کر کے اس کو گھر سے نکال دو اللہ کی قسم یہ میرا فرزند ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور اپنے بیٹے کو گھر لے جاؤ۔ مناقب اسد اللہ بحوالہ

(شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۵۴ ۔ ۳۵۳ مطبوعہ لاہور)

فرمان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے عمر ہلاک ہو جاتا)

الاستیعاب

ایک عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا۔ لوگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ کیا لیکن سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ معاملہ اس طرح ہے آپ فیصلہ دیں کہ کیا کرنا چاہئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا چھ ماہ کے بعد بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ کس طرح؟ فرمایا قرآن میں ہے کہ ''وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا '' بچہ حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے۔ ''وَفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ '' لہٰذا چوبیس ماہ (دو سال) دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل میں رہنے کے پورے تیس ہوئے۔

فَتَرَكَ عُمَرُ رَجْمَهَا وَقَالَ عُمَرُ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ

حضرت عمر نے اس عورت کے رجم کا ارادہ ترک فرما دیا اور فرمایا (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا یعنی عورت کو سنگسار کرنا میرے لئے باعث ہلاکت بن جاتا۔

(الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۸ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار)

عورت سے فریب کاری کا فیصلہ

نزھت المجالس

دو آدمیوں نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار امانت رکھی اور کہا: لَا تَدْفَعِیْهَا اِلٰی وَاحِدٍ مِّنَّا جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں یہ امانت واپس نہ کرنا یعنی اگر ہم میں سے کوئی ایک آئے تو امانت اسے نہ دینا جب دونوں اکٹھے آئیں تو امانت واپس کر دینا۔ ایک سال گزرنے کے بعد ان دونوں میں سے ایک نے آ کر عورت سے کہا کہ میرا دوست مر گیا ہے لہٰذا ہماری امانت ہمیں لوٹا دو عورت نے سو دینار اسے دے دیے۔ ایک سال مزید گزر گیا تو دوسرا شخص آیا اور اپنی امانت طلب کی اس نے بتایا کہ تمہاری امانت تمہارا دوست ایک سال قبل یہ کہہ کر کہ تم مر چکے ہو مجھ سے لے گیا ہے اس نے کہا کیا ہمارا وعدہ نہ تھا کہ جب تک ہم دونوں ایک ساتھ نہ آئیں تم کسی کو امانت واپس نہ کرنا اس مرد اور عورت میں جھگڑا ہو گیا۔ بات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دربار میں پہنچی آپ نے دونوں کی روداد سنی اور فرمایا۔ اے شخص کیا تم دونوں نے اس عورت سے یہ نہ کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں تم یہ مال کسی کو نہ دینا۔ قَالَ بَلٰی اس شخص نے کہا کیوں نہیں؟ میں نے ایسے ہی کہا تھا تو آپ نے فرمایا فَاِنَّ مَالَكَ عِنْدَنَا اب تیرے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اِذْهَبْ فَجِئْ بِصَاحِبِكَ اور اپنے ساتھی کو ساتھ لے آ۔ حَتّٰی تَدْفَعَهَا لَكُمَا یہاں تک کہ تم دونوں کو یہ عورت تمہاری امانت واپس کرے اور وعدہ کے مطابق تم دونوں اکٹھے اپنا مال اس سے لو۔ (نزھت المجالس جلد ۲ ص ۱۶۲ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار)

ایک بچہ اور دو مائیں

مناقب اسد اللہ

حضرت سیّدنا عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ ایک ہی رات دو عورتوں نے بچے جنے۔ ایک نے لڑکا اور دوسری نے لڑکی کو جنم دیا۔ لڑکی کی ماں نے لڑکی اٹھائی اور لڑکے کی ماں کے پاس لٹا کر لڑکا اپنے پاس لٹا لیا۔ اس پر ان دونوں عورتوں کا جھگڑا ہو گیا۔ دونوں عورتیں لڑکے کی دعویدار تھیں اور ہر دو لڑکے کو اپنا اپنا بیٹا بیان کرتی تھیں۔ حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ مقدمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس پیش کر دیا۔ سیّدنا علی المرتضیٰ نے طرفین کے دعویٰ کو سننے کے بعد فرمایا کہ کوئی ایک آدمی میرے پاس آئے اور اس بچے کے دو ٹکڑے کر دے تاکہ دونوں دعویدار عورتوں کو بچہ آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے۔

اب جو عورت فی الحقیقت بچہ کی ماں تھی وہ رونے چلانے لگی اور عرض کی حضور اس بچے کے ٹکڑے نہ کروائیں بلکہ یہ اسی عورت کو دیدیں میں اس فیصلہ پر راضی ہو جاؤں گی۔ اور دوسری عورت بڑے اطمینان سے کہنے لگی کہ ٹھیک ہے مجھے یہ فیصلہ منظور ہے بچے کے دو ٹکڑے ہی کئے جائیں اور میرا حصہ مجھے دے دیا جائے۔ آپ نے فوراً بچہ اس عورت کی گود میں دیدیا جو کہتی تھی کہ خدارا اس کے ٹکڑے نہ کرو بلکہ اسے ثابت ہی دوسری عورت کو دے دو اور اس کا یہ کہنا ہی اس کی دلیل تھی کہ بچے کی اصل ماں یہی ہے اور ٹکڑے کروا کر اپنا حصہ لینے والی جھوٹی تھی لہٰذا جس کا بیٹا تھا اس کی گود میں دے دیا گیا۔ (مناقب اسد اللہ بحوالہ شہادت نواسہ سیّد الابرار ص ۳۵۶)

عجیب و غریب مطابقت کے ساتھ فیصلہ

مناقب اسد اللہ

کچھ لوگوں نے شتر مرغ کے انڈے بحالت احرام کھا لئے اور مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اب اس کا کیا حل ہے۔ فرمایا اس کا حل یہ ہے

کہ انڈوں کے برابر بکر اونٹنیوں سے نر اونٹوں کو ملاؤ۔ جب ان سے بچے پیدا ہوں تو ان کی قربانی کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ اونٹ کا نطفہ کبھی فاسد بھی ہو جاتا ہے اس کے پیش نظر ان کی تعداد کس طرح ٹھیک رہ سکتی ہے۔ فرمایا کبھی انڈہ بھی تو گندا ہو جایا کرتا ہے۔

اسلامی سن ہجری کو جاری کرنیوالے، حضرت علی ہیں

مناقب اسد اللہ

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کر کے فرمایا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم مسلمانوں کے لئے سن اسلامی کا اجراء کریں تو سوال یہ پیدا ہوا کہ سن اسلامی کا اجراء کس سال سے کیا جائے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سن اسلامی کی ابتداء حضور علیہ السلام کی ہجرت کے تاریخی واقعہ سے کی جائے آپ کا یہ فیصلہ سب صحابہ کرام کو پسند آیا اور اسی فیصلے کے مطابق سنہ کی ابتداء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے سال سے ہوئی اور سن ہجری جاری کر دیا گیا۔

عجیب الخلقت بچہ

مناقب اسد اللہ

عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں ایک ایسا لڑکا دربار فاروقی میں لایا گیا جس کے دو سر دو پاؤں دو پیٹ چار ہاتھ ایک قبل اور ایک دبر تھی۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ اے علی اس کا فیصلہ فرمایئے آپ نے فرمایا جب یہ بچہ سو جائے تو اس کے قریب زوردار شور و غل کیا جائے اگر جاگتے وقت اس کے سر ایک ساتھ ہی حرکت کریں تو سمجھ لو یہ ایک ہے اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو جان لو کہ دو ہیں اور اسی لحاظ سے وراثت تقسیم کی جائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر

فرمانے لگے اے ابوالحسن خدا آپ کے بغیر مجھے نہ رکھے۔ (مندرجہ بالا تینوں واقعات از مناقب اسداللہ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۵۷۔۳۵۶ مطبوعہ لاہور)

آقا اور غلام

عشرہ مبشرہ

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا اتفاق سے راستہ میں دونوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں کوفہ پہنچ کر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اسے بیچنا چاہا یہ مقدمہ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں پہنچا۔

آپ نے اپنے خادم قنبر سے فرمایا کہ اس کمرہ کی دیوار میں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سر ان سوراخوں سے باہر نکالیں۔

جب یہ سب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے قنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لاؤ۔ جب حضرت قنبر تلوار لے آئے تو آپ نے فرمایا فوراً غلام کے سر کو کاٹ دو۔ اتنا سنتے ہی غلام نے فوراً اپنا سر اندر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اپنی حالت پر قائم رہا اس طرح آپ کے اجلاس میں بغیر کسی گواہ اور شہادت کے فیصلہ ہو گیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون؟ آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا

(عشرہ مبشرہ بحوالہ خطبات محرم ص ۲۰۶ مطبوعہ اردو بازار لاہور)

جو چاہو دے دینا

عشرہ مبشرہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم دیئے اور وصیت کی کہ جب تمہارے

میرے لڑکے سے ملاقات ہو تو اس میں سے اسے دیدینا کچھ روز بعد اس کا لڑکا یمن میں آ گیا اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس شخص سے پوچھا بتاؤ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس نے کہا ایک ہزار درہم آپ نے فرمایا اب تم اس کو نو ہزار درہم دو اس لئے کہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہے اور مرحوم نے یہ وصیت کی ہے کہ جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔ (عشرہ مبشرہ بحوالہ خطبات محرم ص ۲۰۷)

سترہ اونٹ

خطبات محرم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں تین شخص آئے ان کے پاس سترہ اونٹ تھے ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ان اونٹوں کو آپ ہمارے درمیان تقسیم فرما دیں ہم میں سے ایک شخص نصف کا حصہ دار ہے دوسرا تہائی کا اور تیسرا نویں حصے کا مگر شرط یہ ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں کاٹ کر تقسیم نہ کریں اور نہ کسی سے کچھ پیسہ دلائیں۔

بڑے بڑے دانش ور جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپس میں کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے پورے اونٹ ہر شخص کو ملیں اور وہ کاٹے نہ جائیں نہ کسی سے کچھ پیسے دلائے جائیں اس لئے جو شخص آدھے کا حصہ دار ہے اسے سترہ میں سے ساڑھے آٹھ ملے گا اور جو تہائی کا حقدار ہے وہ تہائی ہی اونٹ پائے گا سترہ میں سے پورا چھ اسے بھی نہیں ملے گا اور جس کا نواں حصہ ہے سترہ میں سے وہ بھی دو سے کم ہی پائے گا تو ایک دو نہیں بلکہ تین اونٹوں کو ذبح کئے بغیر سترہ اونٹوں کی تقسیم ان لوگوں کے درمیان ہرگز نہیں ہو سکتی۔

مگر قربان جایئے حضرت مولائے کائنات پر اور ان کی عقل و دانائی پر اور ان کی قوت فیصلہ پر کہ آپ نے بلا تامل فوراً ان کے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑا کر دیا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ایک اونٹ اسی لائن کے آخر میں لا کھڑا کر دو جب آپ

کے اونٹ کو ملا کر کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے تو جو شخص آدھے کا حصہ دار تھا آپ نے اسے اٹھارہ میں سے نو دیا اور تہائی حصہ والے کو اٹھارہ میں سے چھ پھر نویں حصہ دار کو اٹھارہ میں سے دو دیا اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ بھجوا دیا۔

اسی طرح آپ نے نہ تو کوئی اونٹ کاٹا اور نہ ہی کسی کو کچھ نقد پیسہ دلوایا اور سترہ اونٹوں کو ان کی شرط کے مطابق تقسیم فرما دیا جس پر کسی شخص کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔

(خطبات محرم مصنفہ علامہ جلال الدین احمد امجدی ص ۲۰۸۔ ۲۰۷ مطبوعہ لاہور)

وراثت و ترکہ

مناقب اسداللہ

ایک روز مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں منبر شریف پر جلوہ افروز تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میری لڑکی کا شوہر فوت ہو چکا ہے اور ترکہ میں اس کا آٹھواں حصہ ہے لیکن میرے داماد کے وارث اسے نواں حصہ دیتے ہیں داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا اس نے کہا ہاں آپ نے جواب میں فرمایا اس کے ماں باپ بھی تو زندہ ہیں اس نے عرض کیا ہاں فرمایا اس لحاظ سے تمہاری بیٹی کا آٹھواں حصہ ہے اب نواں حصہ بن گیا ہے اس سے زیادہ نہیں مانگنا چاہئے۔

(مناقب اسداللہ بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار ص ۳۵۸)

شہادت شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

ماخوذ از تاریخ الخلفاء

خارجیوں کی سازش

جب امیر معاویہ اور امیر المومنین کا باہمی نزاع اس قدر طویل ہو گیا کہ خارجی جس موقعہ کی تلاش میں تھے وہ انہیں میسر آ سکے تین خارجی حج کے موقعہ پر بیت اللہ کے قریب جمع ہوئے اور ایک جامع منصوبہ اسی آڑ میں طے کیا گیا اور تینوں نے بشمولہ کیا کہ تین آدمی امیر معاویہ، عمرو بن العاص اور حضرت علی کے نزاع کی وجہ سے پوری قوم کا شیرازہ بکھر رہا ہے لہٰذا ان تینوں کو شہید کر دیا جائے تا کہ سکون ہو سکے۔ ان تینوں آدمیوں نے ان تینوں کو قتل کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا اور قسم اٹھائی کہ ہم تینوں یعنی عبدالرحمٰن ابن ملجم، برک ابن عبداللہ اور عمرو بن بکیر ان تینوں یعنی امیر معاویہ، عمرو بن العاص اور حضرت علی کو ایک ہی تاریخ پر ایک ہی وقت میں قتل کر دیں گے چنانچہ اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ سترہ تاریخ وقت فجر کا انتخاب ہو گیا اور یہ تینوں اپنے اپنے مذموم ارادے لے کر اپنے اپنے نامزد کردہ شخص کے قتل کرنے کو ان شہروں کی طرف روانہ ہو گئے جہاں جہاں ان کا مقصود تھا۔

ابن ملجم ملعون کی کوفہ روانگی

ابن ملجم ملعون نے حضرت علی کا قتل اپنے ذمہ عہد پر لیا اور اسے پورا کرنے کے لئے کوفہ روانہ ہو گیا۔ کوفہ پہنچ کر تمام خارجیوں کو اپنے ارادہ مذموم سے آگاہ کیا کہ وہ مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر حضرت علی کو شہید کر دے گا کوفہ میں ایک عورت تھی

جس کا نام قطام تھا اس کے باپ اور دیگر اعزاء اقرباء کو حضرت علی نے اسلامی جنگوں میں قتل کیا تھا اس کے قلب وجگر میں آتش انتقام عرصہ دراز سے شعلہ زن تھی۔ ابن ملجم اس عورت پر فریفتہ ہو کر اس کے دام تزویر میں آ گیا۔ اس نے اپنے ملاپ یا نکاح کا حق مہر یا انعام تین ہزار درہم۔ ایک غلام۔ ایک باندی اور حضرت علی کا قتل مقرر کیا جسے اس ملعون نے قبول کرتے ہوئے وعدہ کیا وہ آپ کو شہید کر کے اس عورت سے ملاپ کرے گا

خواب میں سرکار کی زیارت

سترہ رمضان المبارک کی شب حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا نے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! آپ کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔"

سرکار نے ارشاد فرمایا۔

"اے علی! تم ان ظالموں کے لئے بددعا کرو۔"

تو میں نے اس طرح سے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

"یا الٰہ العالمین۔ تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میری جگہ ان لوگوں کو ایسا شخص مسلط فرما جو برا ہو۔"

صبح نوافل تہجد ادا کرنے کے لئے بیدار ہوئے اور بعد نوافل ادا کرنے کے اپنے بڑے لخت جگر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو رات کا خواب بیان فرمایا۔ ابھی بیان ختم ہوا ہی تھا کہ مسجد سے اذان کی آواز آ گئی اور آپ مسجد کی طرف چل دیئے۔

بعض کتب میں یہ واقعہ انیس رمضان المبارک کی صبح کا بیان کیا گیا ہے اور بعض میں سترہ کا۔ بہر کیف عبدالرحمٰن ابن ملجم دو دھاری تلوار کو زہر میں بھگو کر مسجد میں پہنچ چکا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے سنت فجر ادا فرمائی۔

دوران نماز فجر تلوار سے حملہ

تکبیر کے بعد آپ جماعت کے لئے مصلیٰ امامت پر تشریف لائے صفیں درست کروانے کے بعد جب تکبیر اولیٰ سے نماز شروع فرمائی تو ابھی آپ پہلی رکعت کے قیام میں ہی تھے کہ اس بدبخت نے تلوار سے آپ پر حملہ کر دیا تلوار کی ضرب شدید نے آپ کی پیشانی مبارک کو کنپٹی تک کاٹ دیا اور تلوار دماغ پر جا کر رک گئی اور آپ کی زبان سے نکلا "فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

شور مچ گیا قُتِلَ اَمِيرُ الْمُومِنِيْنَ کہ امیر المومنین کو قتل کر دیا گیا لوگ مسجد کی طرف دوڑے اور اسی دوران میں قاتل کو پکڑ لیا گیا۔

شہادت حضرت امیر المومنین

سرکار شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم باوجود اس قدر سخت زخمی ہونے کے اکیس رمضان المبارک تک بقید حیات ظاہری رہے اور اکیس رمضان المبارک ۴۰ھ ہفتہ کا دن گزار کر اتوار کی رات کو آپ نے حیات ابدی کو پا لیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ٥

چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسند خلافت پر متمکن رہے اور بوقت شہادت عمر مبارک تریسٹھ برس تھی حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ کے قاتل ابن ملجم لعین کو بطور قصاص حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ایک ٹوکرے میں ڈال کر اسے جلا دیا گیا اور اس کا یہ انجام ہوا کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے